

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا اللَّهُ مَا جَلَّ جَلَالُهُ

عَظَمَتِ حَسْبُكَ يَا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَلَّ شَانُهُ

و
رُدِّعِبَارَاتِ كُفْرِيهِ

انقلد

مولانا محمد اسماعیل صاحب نقشبندی

Click For More Books

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَا اللَّهُ مَا جَلَّ جَلَالُهُ

عَظَمَتِ حُرْمَتُكَ يَا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَدَّ شَانَهُ

رَدِّ عِبَادَاتِ كُفْرِهِ

أَنْقَلَمَ

مولانا محمد اسماعیل
عسلی صاحب نقشبندی

Click For More Books

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سرفراز صاحب گنگھڑوی کی سوائے زمانہ کتاب
”عبارتِ اکابر“ کا مدلل و مسکت جواب

عظمتِ حدیثِ کبریٰ
صلی اللہ علیہ وسلم
جل شانہ

رد عبارت کفریہ

قرآن پاک و حدیث شریف کی روشنی میں

از قلم: مولانا محمد اسماعیل خطیب جامع مسجد صابری

کالج روڈ گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

59820

بارہ _____ اول

تعداد _____ ایک ہزار

مصنف _____ محمد اسماعیل نقشبندی

طباعت _____ الجدہ پرنٹرز احاطہ ٹرولر ک چند اردو بازار لاہور

کتابت _____ صاحبزادہ مقبول الہی از ماوہ

قیمت _____ 21- روپے

ملنے کا پتہ

- مکتبہ رضائے مصطفیٰ اچوک دارالسلام گوجرانوالہ
- مکتبہ حامدیہ دانا گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ نوریہ رضویہ دانا گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ شرکت حنفیہ دانا گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ نوریہ رضویہ النور مارکیٹ اردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہی وال

فہرست مضامین عظیمت حبیب کبریا

صفحہ	نام مضامین	صفحہ	نام مضامین
۵۸	پہلی فصل نور مجہری کے بیان میں بحوالہ نشر الطیب	۶	پیش لفظ - از حضرت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی
۶۰	دیوبندی علماء کا اپنے کارِ علماء کو نور ماننا	۱۰	تاویلات کا ضبط
۶۲	تقویۃ الایمان کتاب کیسی ہے ؟	۱۳	تاویلات کے طوفان کا متوقع انجام - تاویل
۶۴	کتاب تقویۃ الایمان سے شورشن ضرر ہوگی (منصف کا بیان)	۱۶	مولوی اسماعیل صاحب تقویۃ الایمان کی نظریں
۶۶	تقویۃ الایمان کی کفریہ عبارتیں اور جواب	۱۷	مراد و نیت کی شرط
۶۶	مصنف عبارات کا کار کا عقیدہ	۱۷	تقویۃ الایمان کی بے ادبی و گستاخی کا اقرار
۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنے والوں پر	۲۱	تجزیر الناس سے روہیں کئی سالے لکھے گئے
۷۱	تمام دیوبندی علماء کا فتویٰ کفر	۲۳	دیوبندی تحریف و کتر ہونیت
۷۸	کفریہ عبارت نمبر ۲ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو	۲۵	توبہ رجوع سے گریز و انکار
۷۹	مردہ لکھا - دیوبندی علماء کو زندہ لکھا	۲۷	صحابی کو کافر کہنے کا افترا
۸۰	مردوں کو زندہ کیا - زندوں کو مرنے نہ دیا	۲۸	علماء و مشائخ اہل سنت کے نام پر پھوٹکی
۸۳	گنگوہی صاحب کا قول مردود ہے	۳۶	قصہ دارالاسلام کا
۸۶	سید صاحب کو درخت اور جانور سلام کرتے ہیں	۳۹	سید احمد شہید یا مفرد
۸۶	کفریہ عبارت نمبر ۳ - سر محمد تقی اللہ علیہ السلام	۴۲	لزوم التزام کفر کے معنی سے بے خبری
۸۶	کے آگے چار سے بھی ذلیل	۴۵	استعداد و قابلیت (سرفراز صاحب)
۹۰	دیوبندیوں کے حکیم الامت کا بیان	۵۲	مقدمہ
۹۵	حضرت تاجہ امین علیہ السلام کی حکایت	۵۶	شان حبیب کبریا
		۵۷	بے مثل توری بشریت

صفحہ	نام مضامین	صفحہ	نام مضامین
۱۴۱	مولوی مرتضیٰ احسن دیوبندی کا حوالہ	۹۸	کفریہ عبارت نمبر ۴۔ جس کا نام مخمیا علی ہے۔ وہ کسی چیز کے مختار نہیں۔
۱۴۲	نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفصیل نہیں	۹۹	نبیؐ کے چاہنے سے قبلہ بدل گیا
۱۴۵	کفریہ عبارت نمبر ۱۰۔ مولوی اشرف علی جوہر	۱۰۳	دیوبندی علماء کے اختیارات
۱۴۸	شیخ الحدیث سفدر صاحب کی خیانت	۱۰۶	مولوی اسماعیل کے پیر سید احمد کا شان
۱۵۲	اشرف علی کی کتابوں پر عمل	۱۰۸	کفریہ عبارت نمبر ۵
۱۵۳	رسول اللہ۔ دیوبندی ملاؤں کے باورچی ہیں	۱۱۲	گنگوہی صاحب کے قلب میں حاجی صاحب کا چہرہ
۱۵۶	حضرت ابراہیمؑ کی غار۔ حسین احمد مدنی کی اقتدا	۱۱۳	حکیم الامت نے پیوی کے خیال میں نماز ہی توڑ دیا
۱۶۳	کفریہ عبارت نمبر ۱۱	۱۱۴	کفریہ عبارت نمبر ۶
۱۶۸	کفریہ عبارت نمبر ۱۲	۱۱۶	حضورؐ کی خدمت میں امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں
۱۷۱	قرآن شریف کی آیات مبارکہ	۱۱۹	کفریہ عبارت نمبر ۷۔ شیطان کا زیادہ علم لکھا
۱۷۳	آپ کے دست مبارک میں دو کتابیں	۱۱۲	دیوبندی علماء کا فتویٰ
۱۷۶	دیوبندی علماء پر دیوبندی مولوی کا فتویٰ کفر	۱۲۲	مولوی حسین احمد کا حوالہ
۱۷۸	اعلیٰ حضرت فاضل پر عظیم افتخار	۱۲۳	کفریہ عبارت نمبر ۸
۱۸۰	سید احمد کا انگریزوں سے گہرا تعلق	۱۲۶	الشہاب ثاقب میں مولوی حسین احمد کا حوالہ
۱۸۲	اشرف علی صاحب انگریزوں کے وظیفہ خوار	۱۲۹	کفریہ عبارت نمبر ۹۔
۱۸۳	مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت وظیفہ خوار	۱۳۲	اگر بعد زمانہ نبویؐ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا
۱۸۴	مولوی حسین احمد مولوی کفایت اللہ سندھو	۱۳۵	نانوتوی صاحب کا اعتراف
۱۸۶	سے روپیہ لے کر کھانے نفع	۱۴۰	مفتی محمد شفیع دیوبندی کا حوالہ
۱۸۵	سید صاحب کا پہلا جہاد مسلمانوں پر		
۱۸۶	انگریز سید صاحب اور مجاہدوں کا کھانا لایا		

صفحہ	نام مضامین	صفحہ	نام مضامین
۲۲۱	المہند کتاب کا حال	۱۸۸	پشاور میں سید صاحب کی حکومت گزارہ خیر انجام
۲۲۶	محمد بن عبدالوہاب نجدی	۱۹۰	آتش فشاں فتویٰ اور خطرناک انجام
۲۲۸	مولوی اشرف علی صاحب قراری	۱۹۲	پشاور شہر کے قاضی کا حکم اور خوفناک انجام
	وہابی ہوتا	۱۹۴	یورپین مورخ کا بیان
۲۳۳	مولود شریف کا اقرار	۱۹۶	سید صاحب جہاد سے فرار ہو گئے
۲۳۴	حاجی امداد اللہ صاحب کا مولود شریف کرانا		مولوی اسماعیل سید صاحب کو لے کر جہاد
۲۳۶	المہند پر تصدیقات کا حال	۱۹۸	سے بھاگ نکلے۔
۲۳۷	علمائے مدینہ کی تحریر کا خلاصہ	۲۰۰	ہندوستان دار الحرب ہے یا دارالاسلام؟
۲۴۰	مکہ منلیہ کے علماء کی تصدیقات کا حال	۲۰۲	گنگوہی کے اتباع پر ہدایت اور نجات
	عبرتناک واقعہ اور غفیناک سانحہ	۲۰۶	تقویتہ الایمان کتاب کی تعریف گنگوہی
۲۴۱	مولوی رشید احمد کا		صاحب کی زبانی
۲۴۲	مصنف انوار آفتاب صداقت کا تبصرہ	۲۰۷	صدر دیوبند حسین احمد کا فتویٰ
	کیا عمل میں امتی انبیاء علیہم السلام سے		اسی زمانہ کے علماء نے ان کفریہ عبارتوں
۲۴۳	بڑھ سکتے ہیں	۲۱۱	کار و کیا۔
۲۴۸	گنگوہی صاحب کا دوسرا قول	۲۱۶	نقل مضمون خط مولوی مشتاق احمد کانپوری
۲۵۰	ہزار سال عبادت کریمو الے عابد کا حال		حاجی رحمت اللہ صاحب مہاجر کی
۲۵۲	انبیاء قبروں میں زندہ اور نماز پڑھتے ہیں	۲۱۷	فرمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللّٰهُمَّ رَبِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَعَلَى ذُرِّیَّتِهِ وَصَحْبِهِ اَبَدًا لِّدَهْوَرٍ وَكُرَّمًا

پیش لفظ

دافعِ بحدیث کاشفِ اسرارِ دیوبندیت مولانا محمد حسن علی صابری (میلوی)

فاضل محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب صابری مسجد گوجرانوالہ
"عبارات اکابر" کا ردِ تحریر فرما کر ایک اہم ضرورت کو پورا کر رہے ہیں کچھ
عرصہ سے اس کتاب کی اشاعت کے باعث ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی میں
اضافہ ہو رہا تھا۔ اور ملک کے سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت اس دلائلِ کتاب
کے جارحانہ اسلوبِ تحریر سے مضطرب تھے۔ خود اس فقیرِ راقم الحروف کو بھی ملک
کے اطراف و اکناف سے بکثرت علماء و اصحاب اہلسنت کے متعدد خطوط موصول
ہوئے تھے۔ جس میں اس شرانگیز و پر فتن کتاب کے مدلل و مسکت جواب کے
لئے اصرار کیا گیا تھا۔ احباب کرام کے بار بار توجیہ دلانے کے باوجود میں نے اس
کے جواب کی فوری ضرورت اس لئے نہ سمجھی کہ اس کتاب میں لفاظی اور
شاعری کے علاوہ خود مولوی سرفراز کا اپنا کچھ بھی نہ تھا۔ اور جو کچھ بھی تھا وہ
مولوی منظور سنہلی صاحب مدیر الفرقان۔ درہنگی صاحب چاند پوری دہلی
وٹاؤنڈی صاحبان کے رسائل کا چرہ بہ تھا اور انہی سنہلی و درہنگی قسم کے

لوگوں کی لاجبغی و بے معنی تاویلات کو اپنے الفاظ میں اپنی شاعری و خوش بیانی کے ورق لگا کر پیش کیا تھا۔ الغرض عبارات اکابر میں جو کچھ تھا۔ وہ ہم ان کے اکابر مناظرین کی کتابوں میں دیکھ چکے تھے۔ شیخ الحدیث کے لقب سے لے کر ابو زاہد کی بھاری بھر کم کنیت تک والے اس سرفراز خاں صفدر صاحب کی تحریرات کو جب ہم ان کے وسیع القاب فصیح کنیت و صفدر تخلص کی روشنی میں پڑھتے ہیں۔ تو ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ جو بے چارہ بات بات پر ماہنامہ "الرشید" ساہی وال جیسے غیر ذمہ دار ماہنامے کے حوالوں کا محتاج ہے وہ اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات کی خاک تاویلات کر سکتا ہے۔ بہر حال چونکہ عبارات اکابر میں کوئی بات نئی معلوم نہیں ہوئی اور جو کچھ اس میں ہے اس کے رد و ابطال میں علمائے اہلسنت بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اس لئے بار بار ارادہ کرنے کے باوجود فقیر راقم الحروف عبارت اکابر کا فوری جواب نہ لکھ سکا۔ اسی دوران یہ جان کر مسرت ہوئی کہ گوجرانوالہ ہی کے ایک فاضل بزرگ مولانا محمد اسماعیل صاحب اس کتاب کا رد و کھل فرما چکے ہیں۔ مولانا عالی انہیں بڑے خیر مرحمت فرمائے۔ آمین۔

کاش کہ۔ مولوی سرفراز صاحب زوال و انحطاط کے اس دور میں جبکہ ہر طرف مغربی و فرنگی تہذیب کا درد دورہ ہے۔ اور بے راہ روی و مادر پدر آزادی کی وبا عام ہے کوئی معیاری و مثبت کام کرنے۔ اگر ان میں کوئی صلاحیت تھی تو فحاشی و بدکاری و بے پروگی۔ سینما بینی۔ سود و رشوت۔ قتل و زنا۔ آداب و اخلاق وغیرہ موضوعات پر لکھتے اور کوئی اہم و مثبت کام

کرتے مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے لئے وہ موضوع پسند فرمایا۔ جس پر علماء عرب و عجم فیصلہ دے چکے ہیں۔ برصغیر ہند و پاک کے اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء و مشائخ کرام اس کی تائید فرما چکے ہیں۔ یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ کہ مولوی صاحب عظمت و شان رسالت کا پاس و لحاظ اور دفاع کرنے کی بجائے شخصیت پرستی میں الجھ کر اپنے مولویوں کا دفاع کر رہے ہیں اور بے جا تاویلات سے حقیقت کا منہ چھڑا رہے ہیں۔ حالانکہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی خدا داد عظمت و بزرگی و برتری کے سامنے ان مولویوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔

ذہنی خلفشار | مولوی سرفراز صاحب کا ذہنی خلفشار تو یہیں سے واضح

ہے کہ وہ اپنے اکابر کی توہین آمیز گستاخانہ کفریہ عبارت پر سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت قدس سرہ و دیگر علمائے اہلسنت کے شرعی فتویٰ پر برہمی کے عالم میں کبھی تو وہ بحوالہ کتب بیان کئے گئے عقائد کو الزام قرار دیتا ہے۔ کبھی عبارت پوری نہ لکھنے کا بہانہ بناتا ہے کبھی نیت کی شرط لگاتا ہے۔ کبھی عبارت میں تحریف و خیانت کا الزام عاید کرتا ہے اور پھر تاویلات کر کے صفائی بھی پیش کرتا ہے۔ حالانکہ جب یہ الزام ہے تو پھر تاویل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ صاف صاف کہہ دیں یہ عبارت ہماری کتابوں میں نہیں ہیں۔ اور تاویل کرنا ہے تو صاف صاف اقرار کرو۔ کہ عبارت موجود ہیں۔

فیصلہ انصاف پسند قارئین پر | امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا امام احمد رضا خان صاحب

فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے مولوی اسماعیل صاحب سے لے کر مولوی قائم

نالوتوی۔ رشید خلیل گنگوہی و ایشیوی اور جناب اشرف علی صاحب تھانوی
سک کی جن عبارات پر احکام شریعت بیان کئے۔ وہ تقویت الایمان صراط
مستقیم۔ تخییر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب میں ہیں یا نہیں۔
اس کا فیصلہ ہم منصف مزاج حقیقت پسند قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ وہ کسی مکتبہ
کی شائع شدہ کتاب لے کر بیٹھ جائیں اور اعلیٰ حضرت مجدد ملت علیہ الرحمۃ کی
نقل فرمودہ عبارات سے مطابقت کر لیں۔

جب دیوبندی علماء کی گستاخانہ عبارات پیش کی جائیں۔ تو
ہمیں پھر **عموماً مختلف النوع حیلوں بہانوں سے جان چھڑانی جاتی ہے**
یہی سرفراز صاحب نے کیا ہوتا یہ ہے کہ جب کسی گستاخانہ عبارت کو بحوالہ کتب
بیان کیا جائے تو جواب ملتا ہے "ایسا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے لکھ سکتا ہے"
جب کتاب سامنے رکھ دی اور کہا جائے چھپا ہوا موجود ہے۔ پڑھ لیجئے تو
کہا جاتا ہے۔ تم اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ پھر دفع الوقتی کے لئے مختلف النوع
من مانے مطالب بیان کئے جاتے ہیں۔ ڈھکوسلہ بازی سے پھر پیچھنائی جاتی
ہیں۔ جب اس چکر بازی پر کہا جائے کہ یہی عبارت اسی مطلب کے ساتھ اپنی اسی
عالم کی شان میں لکھ کر شائع کر دو۔ تو راہ فرار اختیار کرتے ہوئے تیسری راہ نکالتے
ہیں۔ عبارات تحریف کی گئی سے۔ کبھی کہیں گے کہ آگے اور پیچھے سے پوری عبارت
نقل نہیں کی گئی۔ ہم اس پر ابھی ذرا وضاحت عرض کریں گے۔ اپنے اکابر کی
عبارات میں جتنی تحریف خود دیوبندی علماء نے کی ہیں۔ کسی نے نہیں کی۔ باقی
ہی آگے اور پیچھے کی بات، تو ہر شخص قرآن مجید احادیث شریفہ عبارت ائمہ و فقہا

محدثین سے حسب مدعا انتی ہی عبارت نقل کرتا ہے جو اس کے مدعا کو کافی ہو۔ کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ کسی مشترک نے توحید کا ثبوت مانگا ہو تو اس کے جواب میں پورا قرآن مجید یا صحاح ستہ کا پورا ذخیرہ سنایا ہو یا نقل کیا گیا ہو۔ کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ پاکی واپاکی یا دیگر فقہی مسائل کے ثبوت میں پوری شامی شریف یا عالمگیری سنائی یا نقل کی گئی ہو۔ خود دیوبندی علماء بھی جب مرزائیوں یا شیعوں وغیرہ کی عبارات نقل کرتے ہیں وہ حسب مدعا ہی نقل کرتے ہیں۔ کسی بھی ایک کتاب کے جملہ مندرجات قابل اعتراض نہیں ہوتے بلکہ کچھ عبارات ہی قابل اعتراض ہوتی ہیں۔ اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے وہی الفاظ و عبارات بیان کی جاتی ہیں۔ جس کی ضرورت ہو۔ باقی رہی تاویلات تو تاویل کس بات کی نہیں کی جاسکتی۔ نہ کوئی کسی کی زبان پکڑ سکتا ہے نہ قلم روک سکتا ہے۔ نہ افکار پر جبر ہے۔ مگر انصاف و دیانت کا تقاضا ہے کہ وہی عبارات و کلمات جو ان کے اکابر حضورؐ یا الانبیاء علیہم السلام و دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام و محبوبان خدا اولیاء اللہ قد مست اسرارہم کی شان میں لکھے چھاپے ہیں۔

علماء دیوبند اپنے اکابر کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات
تاویلات کا تحبط | کی مختلف النوع تاویلات کئے جا رہے ہیں۔ وہ اس قدر

احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔ بار بار کی تاویلات کے باوجود خود ان کا ذہن اور ضمیر مطمئن نہیں ہو رہا ہے۔ ابتداً مولوی جلیل احمد صاحب اینٹھیوی نے اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات کی تاویل میں المتمدن تصنیف فرمائی۔ مگر اور تو اور

خود علماء دیوبند مطمئن نہ ہوئے۔ پھر مولوی منظور سنبھلی صاحب مدیر الفرقان نے
ہیٹ میانی۔ فیصلہ کن مناظرہ اور فتح بریلی نام نہاد۔ دلکش نظارہ۔ معرکتہ القلم۔
گڑھیں۔ مگر اہل دیوبند کو سکون نہ آیا۔ پھر مولوی مرتضیٰ احسن درہنگی صاحب۔ چاند پوری
اٹھے۔ انہوں نے اپنے بڑوں کی توہین آمیز عبارات کی بھری ہوئی دھجیاں جوڑنے
اور پونہ کاری کرنے کے لئے اللوکبہ الیمانی۔ توضیح البیان فی حفظ الایمان۔ الختم
علی لسان الخضم۔ انتصاف البری۔ اسکات الہندی۔ تزکیۃ الخاطر۔ قاصمۃ النظر وغیرہ
دھڑکھسیٹیں۔ مگر نہ قرار آنا تھا نہ آیا۔ حدیث کہ مولوی حسین احمد کانگریسی سے بھی نہ رہا
گیا۔ اور الشہاب الثاقب کے نام سے ایک فحش گالی نامہ سبیاہ کر دیا۔ مگر سکون قلب
اطمینان تام نصیب نہ ہوا۔ اسی دوران اونے پونے لوگوں نے نہ جانے کیا اور
کتے کچھ اٹے سیدھے رسائل لکھے اور بے جانا دیلات کے پل باندھے۔ مگر طبیعت
سیر نہ ہوئی۔ ضمیر ملامت ہی کرتا رہا۔ الغرض منقاع الحدید والبربان رد المہتان کے
بعد عہد حاضر مرفوع القلم۔ جناب سرفراز گلگٹروی صاحب کی باری آئی ہے انہوں
نے قدرے ہوشیاری سے کام لیا ادھر ادھر کی نقل اڑا کر لفاظی اور شعر و شاعری
کی رنگینی جما کر انہی فرسودہ تاویلات کو اپنے الفاظ کا جامہ پہنا کر نیازنگ دیکر عبارتاً
اکابر کی صورت میں پیش کر دی مگر ع

کیا نے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

اپنے اکابر کی عبارات کی شبانہ روز اس مت نئی تاویلات کے باوجود ان کا
اپنا ضمیر مطمئن نہیں ہو رہا ہے اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں
بے قراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج اہل دیوبند نے حضرات اہلبیار و رسول علیہم السلام
یا حضور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و کمالات پر وارد شدہ اعتراضات
و خرافات کے رد و جواب میں فلاں کتاب لکھی اور عظمت شان رسالت کا دفاع
کیا۔ ان کی جو کتاب بھی شائع ہوگی اپنے مولویوں کے خود ساختہ تقدس کے تحفظ
میں شائع ہوگی۔ بہر عنوان ان کی بگڑی بنانے اور ڈوبتی ترانے کی سعی ناکام
کریں گے۔

آج مسلمانان عالم کے سامنے ہے آپ
تاویلات کے طوفان کا متوقع انجام | ان کے اکابر کے فرسودہ تاویلات اور

کفریہ عبارات کی من گھڑت مختلف النوع تشریحات پر مشتمل مذکورہ بالا کتب لے
کر بیٹھ جائیں۔ حسام الحرمین کا پھر پر آب و تاب سے لہرانا نظر آئے گا۔ ایک کی
تاویل سے دوسرے کے بیان کردہ معانی کفر و دوسرے کی بیان کردہ تشریحات سے
تبصیرے کی تاویل ازتداد خالص بے جا اور سہم تاویلات کے نتیجہ میں اب ان کا گویا
اپنے اکابر کے ازتداد پر اجماع ہو گیا ہے۔ اس کی مختصر سی ایک جھلک بحوالہ کتب دیکھنا
ہو تو ہمارا رسالہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر" ملاحظہ ہو۔ مناظرین کرام علماء اہلسنت
ان کی سنتی تاویلات پر مشتمل کتب کی تبصیر سے گھبرائیں نہیں۔ بلکہ ان کو لے کر
بیٹھ جائیں اور ایک دوسرے کی پیش کردہ تاویلات کی مطابقت کریں تو حسام الحرمین
کی سو فیصد تائید و تصدیق پائیں گے اس کو کہتے ہیں۔

حق وہ جو سرٹھپہ کر بولے

یوں تو مولوی سرفراز صاحب نے اپنی جان میں بہت بل کھائے ہیں پھلتیاں

کسی ہیں۔ ٹھٹھہ تمسخر کا مظاہرہ کیا ہے۔ جا بجا شعر بنا کر گستاخانہ عبارات کا ذائقہ تبدیل کرنے کا نام کوشش کی ہے۔ مگر اس ساری کتاب میں ان کا اپنا ہے کیا؟۔

جگہ جگہ ڈھول کی آواز۔ فیصلہ کن مناظرہ۔ الشباب ثاقب۔ المقامع الحدیدہ فیصلہ کن مناظرہ المہند۔ سوانح قاسمی۔ الرشید۔ تذکرۃ الرشید وغیرہ کے خانہ ساز حوالے ہیں۔ دیکھو صفحات ۲۰ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۴۲ - ۶۰ - ۷۷ - ۱۳۹ - ۱۳۵ - ۱۶۹ وغیرہ وغیرہ۔ متعدد مقامات پر ان اور اس قسم کے دوسری کتب کی نقل بمطابق اصل ہے۔ بزعم خود شیخ الحدیث نقالی کے اس زور پر مصنف و مولف بن بیٹھے۔ مثال کے طور پر بلا حوالہ نقل بمطابق اصل کا ایک ثبوت حاضر ہے۔ دیوبندیوں کے سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی صاحب نے خود ساختہ فتح بریلی کے نظارہ کے صفحہ ۷۷ پر امیر مینائی کی امیر اللغات جلد دوم ص ۳۲ سے ایسا کا معنی بیان کیا تھا۔ اور برقی کا شعر لکھا تھا وہ جوں کا توں سرفراز صاحب نے بلا تشکیہ و بلا حوالہ عبارات اکابر کے ص ۸۷ پر پیش کر دیا۔ اختصار مانع ہے درہ اس قسم کے متعدد حوالے لائے جاسکتے ہیں۔

تاویل مولوی اسماعیل صاحب تقویۃ الایمان کی نظر میں | جناب سرفراز صاحب نے تقویۃ الایمان - صراط مستقیم

تخیر الناس - برائین قاطعہ - حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات کی تاویل میں سرو صر کی بازی لگادی ہے۔ مختلف النوع جیلوں بہانوں سے اہل توہین و تنقیص کی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے الٹی سیدھی تاویلات

کی ہیں۔ لیکن بابائے وہابیت جناب مولوی اسماعیل صاحب دہلوی ناویلات کرنے والوں کی جڑیں کاٹ گئے ہیں۔ وہ تقویۃ الایمان میں بڑی فراخ دلی سے صاف لکھتے ہیں۔ ”یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا لفظ اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے۔ معاً اور پہلی بولنے کی جگہ اور ہیں۔“ الخ تقویۃ الایمان سے لے کر تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ و حفظ الایمان تک کی عبارات ظاہر بھی بے ادبی ہیں اور باطناً بھی بے ادبی ہیں۔ شرق سے غرب تک مسلمانان عالم ان کو گستاخی و بے ادبی قرار دے رہے ہیں۔ لیکن مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی اس ہدایت و نصیحت کے باوجود سرفراز قسم کے لوگ اپنا سر کھپا رہے ہیں اور بے جا ناویلات کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنے ولی نعمت بابائے وہابیت کے فرمان سے انحراف کئے جا رہے ہیں۔

مفہوم کشید کرنے کا الزام | مولوی سرفراز صاحب نے جگہ جگہ اکابر کی عبارات غلط مفہوم کشید کرنے کا الزام بھی لگایا ہے مگر

وہ لکھنے کو تو کشید کا پُرکلف لفظ لکھ گئے لیکن اس کی حقیقت ماہیت پر غور نہیں کیا۔ چنبیلی سے گلاب کا عرق کشید نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی شخص خواہ کتنا بڑا ماہر عرقیات ہو وہ ایسا کرشمہ نہیں دکھا سکتا۔ اسی طرح کوئی بھی شخص کتنا ہی زور لگائے وہ عشق و محبت سے بغض و کدورت کا عرق کشید نہیں کر سکتا۔ ایمان اسلام سے کفر و ارتداد کشید نہیں کر سکتا۔ اعلیٰ حضرت نے اکابر دیوبند کی عبارات سے وہی معنی مراد لئے جو تھے۔ کیونکہ توہین و تنقیص سے ایمان و اسلام کا عرق کشید نہیں ہوتا۔ ذرا ملاحظہ ہو۔ اکابر دیوبند کی زبان کس قدر غلیظ ہے۔ ایک طرف

عظمت و شان رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کیجئے اور دوسری طرف یہ عیباً نہ
وسو قیانہ زبان ملاحظہ کیجئے۔

کبھی تو وہ ہر چھوٹی بڑی مخلوق دانبیار و رسول علیہم السلام حضرات اولیاء اللہ
قدست اسرار ہم کو اللہ کی شان کے آگے چوڑے چار سے زیادہ ذلیل قرار
دیتے ہیں۔ کبھی وہ کہتے ہیں بعض علوم غیبیہ بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

احفظ الایمان حکم اس غلیظ و جبیت عبارت کو یہیں تک پڑھ لیجئے یا اقتتام
یک لے جائیں۔ اس کے مردود و مفہوم معانی پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ کبھی وہ نماز میں
حضور اقدس سید عالم نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال اقدس میں دل میں آنے
کو معاذ اللہ گدھے اور بیل سے بدتر قرار دیتے ہیں (صراط مستقیم ص ۶۶) دیکھئے
کس بے دردی و ستم ظریفی کے ساتھ اکابر دیوبند و محبوبان خدا بالخصوص حضور
سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ معاذ اللہ چوڑے چار حیوانات و بہائم
گدھے بیل تک سے تشبیہ دے رہے ہیں کوئی بھی ذی فہم و شعور جس کے دل
دماغ میں ایمان کی رتی ہے۔ وہ ان عبیث جملات و الفاظ کو کس طرح حضرات
محبوبان خدا کی مدح سرائی قرار دے سکتا ہے۔ محبوبان خدا کے حق میں اہل دیوبند کی
بولی چوڑے چار۔ گدھے۔ بیل۔ جانور یا گلوں کی بولی ہے۔ اس کو کفر و استداد
نہ کہا جائے تو کیا حمد و نعت و مناقب گروانا جائے۔ مگر ع

نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں

کے زیر مصداق اس نوع کی تشبیہات پر دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب
کو کبھی کسی اور عنوان کے تحت کہنا پڑا " اسی لئے حق تعالیٰ کو خالق کل شئی کہنا

درست ہے اور خالق الکلاب والخنازیر (کنز اور سورن کا خالق) کہنا بے ادبی

ہے۔ ع۔ مدعی لاکھ پہ بھاری سہے گواہی تیری

بہر حال اس بحث میں مدعا ہمارا اس قدر قحطام اور ہمارے اکابر گستاخانہ عبارات کے کوئی خود ساختہ معافی کشید نہیں کئے۔ ان عبارات کے معافی و مقام وہی ہیں جو اہل زبان و کلام نے تسلیم کئے۔ شرق و غرب میں تسلیم کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ہیر عرب و عجم و برصغیر نے ان پر احکام شرعی بیان کئے۔ وہ عبارات فی الواقع بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں۔

جناب مولوی سرفراز صاحب نے بہت پلیٹیاں کھائی

مراد و نیت کی شرط

ہیں اور اپنے اکابر کو صام الحرمین کی مار سے بچانے

کے لئے ہر چھوٹی بڑی بات کا سہارا لیا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں ڈوبتے

کو تنکے کا سہارا بھی کافی ہوتا ہے "عبارات اکابر" کے صفحہ ۱۰ پر رقم طراز ہیں

"ان (اکابر و لوہند) کی مراد و نیت کے خلاف ان کی عبارات کا مطلب از خود ترا

ان کی نیت اور مراد کی یہ نامراد شرط بھی غلط ہے اور اس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا

ہے۔ مگر ہمیں احساس ہے کہ یہ مضمون محض ایک پیش لفظ اور ابتداء یہ ہے۔

مفصل کتاب کار و نہیں اس لئے ہم صرف جناب حسین احمد صاحب کانگریسی کے

حوالہ پر قیامت کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے مخاطب کو ان پر جس قدر اعتماد ہوگا اتنا

قرآن و حدیث، تفاسیر کے دلائل و حوالہ جات پر کہاں لیجئے آپ کی اس مراد

اور نیت کی شرط کے متعلق مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند اپنے خداوند

دولت مرلی خلائق جناب رشید احمد گنگوہی صاحب سے نیت کے رد کا ثبوت

فراہم کرتے ہیں۔ ہم خود لطف رشیدیہ ص ۲۲ سے عبارت نقل کر چکے ہیں۔ کہ
حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں۔ کہ جو الفاظ موہم
تحقیق حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت
نہ کی ہو۔ مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے (الشہاب ثانی ص ۵۷ شائع
کر وہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند) ہمارے اس حوالے سے مولوی سرفراز صاحب کی
نیت والی شرط کا تار پود بکھر گیا۔ اور ان کا یہ سہارا بھی ختم ہو گا۔ کیونکہ
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

تقویتہ الایمان کی بے ادبی و گستاخی کا اقرار | حق اپنا اثر دکھائے بغیر
نہیں رہتا اور بسا اوقات

حق بات خود مخالف کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔ تقویتہ الایمان کی عبارات
بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں۔ جس کا مسٹھی بھر دیوبندی وہابی قوم کے علاوہ
دنیا بھر کے اہل علم اعتراف کر رہے ہیں۔ مگر وہ خالق ارض و سما جل جلالہ جو
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سب سے بڑے قاتل و دشمن فرعون کے گھر روڑش
کرا سکتا ہے۔ تقویتہ الایمان کی بے ادبی و گستاخی کا اعتراف تھانوی صاحب
کی قلم و زبان پر بھی جاری کرا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی حکیم الامت صاحب
تقویتہ الایمان کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

" تقویتہ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہو گئے ہیں تو اس زمانہ کی
جہالت کا علاج تھا۔ جس طرح قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کا الہ ماننے والوں
کے مقابلہ میں قل من یملک من انذر شیئاً ان اراد ان یملک المسیح بن مریم

فرمایا ہے۔ لیکن مطلب ان الفاظ کا برا نہیں ہے۔ جو غور سے یا سمجھانے سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ لیکن اب جو بعضوں کی عادت بن گئی ہے کہ ان (تقویۃ الایمان) کے الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بے شک بے ادبی و گستاخی ہے۔ پہلے تو تھانوی صاحب کی سادگی اور بھولا پن ملاحظہ ہو۔ بعض الفاظ سخت واقع ہو گئے ہیں (کیا وہ الفاظ خود بخود آگئے ہیں؟ محمد حسن علی رضوی غفرلہ) اور قطع نظر اس سے آیت کریمہ کے مفہوم و الفاظ اور تقویۃ الایمان کی عبارات ہیں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو الہ ماننا شروع کر دیا تھا۔ یہاں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء کرام کو کس نے الہ یا معبود مانا تھا۔؟ ووم خالق کا اپنے انبیاء علیہم السلام کو کچھ ارشاد فرمانا حکمت و دانائی کی باتیں تعلیم فرمانا اور بات ہے اور امتی بن کر امتی ہونے کے دعوے کے ساتھ جن کا کلمہ پڑھتا ہو اس کی نشان میں کچھ بکنا اور بات ہے۔ مگر کچھ بھی ہو بہر حال تھانوی صاحب نے اس کا تو بڑی فراخ دلی سے اعتراف کر لیا۔ تقویۃ الایمان میں الفاظ سخت واقع ہو گئے ہیں۔ یہ خود بخود ہوں یا اسمعیل صاحب کی چیرہ دستی سے اور یہ کہ اب یہ الفاظ استعمال کرنا بیشک بے ادبی اور گستاخی ہیں۔

تخیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا

آخر کو ہم دونوں درجہاں پہ جائے

تھانوی صاحب کے ان ارشادات کے برعکس اب یہ سرفراز صاحب کی

تشقاوت قلبی ہے کہ وہ نہ صرف ان سخت واقع ہونے والے الفاظ کو

استعمال کر رہے ہیں۔ بلکہ بے ادبی اور گستاخی پر مبنی ان الفاظ کی مرہم پٹی
و پیوند کاری میں بھی مصروف ہیں۔ حالانکہ اسی جواب میں تھانوی صاحب
کے انتہائی الفاظ یہ ہیں کہ "ان الفاظ کو استعمال بھی نہ کیا جاوے" دیکھو
امداد الفتاویٰ جلد ۱۵ ص ۱۱۵۔ جب تھانوی صاحب ان تقویتہ الایمانی الفاظ
کے استعمال سے منع فرما رہے ہیں تو لازماً ان کے نزدیک یہ بے ادبی و
گستاخی پر مبنی ہیں۔ جب بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں تو عبارات اکابر
میں ان عبارات کا بار بار اظہار و بیان و تاویل و وضاحت اپنے حکیم الامت
کے ارشادات سے صریح انحراف ہے۔ ہماری اس وضاحت سے ثابت
ہو گیا ہے کہ تقویتہ الایمان کی عبارات سخت ہیں اور بے ادبی و گستاخی پر
مبنی ہیں۔ اس کے علاوہ تحذیر الناس و حفظ الایمان وغیرہ عبارات کو
اسی آئینہ میں دیکھ لیا جائے۔

تخریف | جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ علمائے دیوبند نے خود
اپنی کتابوں اور عبارتوں میں زبردست تخریف اور رد و بدل
کی ہے مگر سرفراز صاحب نے تخریف کا الزام المسنت و امام المسنت
اعلیٰ حضرت فاضل قدس سرہ کے ذمہ لگایا ہے۔ اور اپنی عبارت اکابر میں
مختلف صفحات پر یہ روٹا دیا ہے۔ تاظرین کو حیرت ہوگی۔ علماء دیوبند
نے اپنے اکابر کی عبارات میں جس قدر خوفناک تخریف اور شدید رد و بدل
کیا ہے۔ اتنا آج تک کسی مخالف نے بھی اپنے حریف کی کتب میں
نہیں کیا ہوا۔

تخذیر الناس | **تخذیر الناس** بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب
نالوتوی کی کتاب ہے جس میں انہوں نے آیہ تاقسم
النبیین کے سلفِ خلف کے برعکس بالکل جدید معنی بیان کر کے ایک جدید
فتنہ کی بنیاد رکھی اور مرزا قادیانی مردود کے لئے راہ ہموار کی۔ آج قادیانی
سب سے زیادہ اپنی مولوی قاسم صاحب کی **تخذیر الناس** کو اپنے خود ساختہ
و نام نہاد نبی کی جھوٹی نبوت کی دلیل بنا تے ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب نے
بھی اپنی عبارات اکابر کے صفحہ ۱۱۶ سے آگے مختلف صفحات پر اعلیٰ حضرت
امام اہل سنت رضی اللہ عنہ **تخذیر الناس** سے نقل فرمودہ عبارات پر عامیانا
تنقید کی ہے اور لکھا ہے خان صاحب نے عبارت کے پیش کرنے میں
دجل و بلعین کا ثبوت دیا۔ ص ۱۱۶ اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر ایک خاص
ترتیب دی۔ ص ۱۱۷ وغیرہ۔۔۔ اس موضوع پر تفصیل سے لکھا جاسکتا ہے۔
مگر اس وقت اس ابتدائیہ میں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد
دین و ملت قدس سرہ **تخذیر الناس** کی اس عبارت سے اختلاف فرمانے اور
حکم شرعی ظاہر فرمانے والے کوئی پہلے اور تنہا شخص نہیں۔ دیکھیے دیوبندی
حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کہتے ہیں ”جس وقت سے
مولانا قاسم نالوتوی نے **تخذیر الناس** لکھی ہے۔ کسی نے ہندوستان بھر میں
مولانا (نالوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی۔ بجز مولوی عبدالحی صاحب کے“
والافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۵۸ زیر ملفوظ (۱۹۲۷) مقام غور و فکر ہے جب بانی
مدرسہ دیوبند نالوتوی صاحب کی **تخذیر الناس** سے ہندوستان بھر میں کسی بھی

(عالم یا غیر عالم) نے موافقت نہیں کی۔ تو پھر امام اہلسنت امام احمد رضا قدس سرہ کو ہی مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ کیا اندرونی بغض و عناد اس پر مجبور کرتا ہے؟ ہندوستان بھر کے علماء کی عدم موافقت کی بنا پر چاہیے تو یہ تھا کہ وہ توبہ نامہ چھاپ دیتے اور علی الاعلان رجوع کر لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ وہ اس پراڑھے سے اس پر اسی زمانہ کے مشاہیر علماء کرام نے تخریر الناس کے رد و جواب شائع کئے۔ چنانچہ اس کا فرخ دلانہ اعتراف کتاب "مولانا محمد احسن نالوتوی" میں کیا گیا۔ جو مشہور دیوبندی مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دیوبند کے نامیدی تعارف کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس میں مولوی قاسم صاحب کی تخریر الناس کے رد میں شائع ہونے والی کتب کا مختصر ذکر موجود ہے ملاحظہ ہو لکھا ہے۔ "انرا بن عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور تخریر الناس کے جواب میں کہی رسالے لکھے گئے۔ ہمارے مطالعہ و علم میں درج ذیل رسالے آئے ہیں۔

۱۔ تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ ۱۲۸۹ھ - ۱۸۷۲ء

۲۔ الکلام الاحسن -

۳۔ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال ۱۲۹۱ھ - ۱۸۷۴ء

۴۔ قول الفصیح ۱۸۷۵ء

۵۔ افادات حمدیہ ۱۳۲۲ھ - ۱۹۰۹ء

۶۔ رد رسالہ قانون شریعت

۷۔ ابطال اغلاط قاسمیہ ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء اس رسالہ پر بہت سے علماء کا برہنہ

کے دستخط موجود ہیں۔

۸۔ فتاویٰ بے نظیر اس رسالہ میں ان تمام اکابر علماء ہند کے فتویٰ کیجا

شامل ہیں۔ جو صحت اثر ابن عباس کے قابل نہ تھے

۹۔ کشف الالباس فی اثر ابن عباس

۱۰۔ قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس ۱۲۷۸ھ
۱۸۶۱ء

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۹ تا ص ۹۲)

بتائیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا

کیا قصور ہے۔ برصغیر ہند کے علماء متفقہ طور پر تحذیر الناس کا رد و ابطال فرماتے

تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ۱۳۲۵ھ میں حسام الحرمین علماء عرب کے ساتھ حکم شرعی

واضح فرمایا۔ اور اکابر علماء ہند اس سے بہت پہلے تحذیر الناس کا رد و ابطال کر چکے

تھے۔ جس کا نقحانوی صاحب نے بھی اعتراف کیا ہے۔

باقی رہی تحریف و خیانت کی بات تو دیکھیے اس کتاب تحذیر الناس میں

خود دیوبندی علماء نے خود ناک تحریف کی ہے۔ تحذیر الناس ص ۲۸ کی پرانی اصلی

عبارت قدیم ایڈیشنوں میں یوں ہے "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی

نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (تحذیر الناس ص ۲۸) انارکلی

لاہور۔ کراچی دیوبند کے قدیم ترین چھاپوں میں صفحات کے آگے پیچھے ہونے کے

باوجود عبارت اس طرح موجود ہے۔ مگر اب علمائے اہلسنت کی گرفت سے

مجبور ہو کر توبہ اور رجوع کرنے کی بجائے یوں تحریف کر دی جس کو رائیڈ کمپنی

دیوبند یوپی نے شائع کیا ہے۔ ملاحظہ تحریف شدہ نئی تحذیر الناس میں یوں

کر دیا گیا "اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی

59820

فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا۔ (تخذیر الناس ص ۲۲)
شائع کردہ مکتبہ راشدیہ دیوبند یو پی) ع

خود نہیں بدلتے تخریر بدل دیتے ہیں

بتائے تحریف کرنا خود اپنا شمار ہوا یا نہیں۔ حوالے اور بھی آرہے ہیں۔

حفظ الایمان کا حال ملاحظہ ہو۔

اس بے چاری میں پے درپے کتنی تحریفیں ہوئی ہیں۔ دوسرا کب کوئی
اپنی کر سکتا ہے۔ بہر حال پہلے حفظ الایمان کی قابل اعتراض گستاخانہ عبارت
ملاحظہ ہو۔ پھر اس میں تحریف اور کتر بیونت ملاحظہ ہو۔ "پھر یہ کہ آپ کی ذات
مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر لقبول زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ
اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔
تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و
مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان ص ۵)

تازہ ایڈیشنوں میں علماء دیوبند نے یہ
ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے کہ اس عبارت

دیوبندی تحریف و کتر بیونت

کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ "مکتبہ نعمانیہ دیوبند یو پی سے شائع شدہ
نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند کی چھپی ہوئی حفظ الایمان ص ۱ میں یوں ہے۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر لقبول زید
صحیح ہو تو یہاں علم غیب کا عالم الغیب کر دیا۔ حکم کی جگہ اطلاق بنا دیا ہے۔ حالانکہ
اہل علم جانتے ہیں محض علم غیب اور عالم الغیب ہیں اور اطلاق و حکم میں زمین و

آسمان کا فرق ہے مگر دیوبندیوں نے اپنی کتاب میں اپنی جان بچانے کے لئے خود تحریف کی اور الزام اہل سنت پر لگاتے ہیں۔ مولوی منظور سنبھلی نے بھی سیدھا راستہ اختیار کرنے اور اپنے تھانوی پر مغال کو صحیح مشورہ دینے کے بجائے اس تحریف شدہ عبارت کو ماہنامہ الفرقان مطابق ماہ رجب ۱۴۵۴ھ میں اسی ہیبر پھیری سے چھاپ دیا۔

مزید تحریف | چنانچہ اس تحریف سے بھی نہ عوام مطمئن ہوئے۔ نہ ان کا اپنا ضمیر مطمئن ہوا۔ لہذا پھر تحریف کی ضرورت پیش آئی۔ اور تھانوی حکیم الامت نے اپنی حکمت و دانائی کا یوں مظاہرہ فرمایا۔ لکھتے ہیں۔

"لہذا قبولاً للمشورہ اس عبارت کو لفظ اگر کے بعد سے عالم الغیب کہا جاوے تک اسی طرح یڈتا ہوں۔ اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو..... اس طرح پڑھا جاوے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں" الخ (اشرف علی تھانوی ۱۸۔ صفر ۱۳۴۲ھ وقت الضحیٰ فقط)

تباہا جائے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا یا علما عرب و عجم کا کیا قصور ہے جنہوں نے حفظ الایمان کی اس نصیبت عبارت پر حکم شرعی ظاہر فرمایا۔

تھانوی صاحب اور ان کے حواریوں پر لازم تھا۔ کہ جب یہ عبارت خود ان کے ذہن میں بھی کھٹک رہی تھی۔ ان کے ضمیر پر بوجھ نبی ہوئی تھی۔ عبارت بدلنے کی بجائے رجوع کا اعلان چھاپ دیتے۔ تو یہ نامہ شائع کر دیتے اسکو عزت نفس

کا مسئلہ نہ بناتے تو معاملہ صاف ہو گیا ہوتا۔ مگر تھانوی جی ا تو بہ و رجوع الی الحق کی سیدھی راہ اختیار کرنے کی بجائے اینٹھ گئے۔

توبہ و رجوع سے گریز و انکار | علامت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی ایک دم ہی بلا فکر و

نظر حکم شرعی شائع نہ فرمایا تھا۔ بلکہ تھانوی جی کو ہر ممکن شرعی رعایت دی خطوط رجسٹریوں کے ذریعہ اخبار و اشتہار کے ذریعہ ان کو ان کے اقوال پر بار بار مطلع کیا۔ حدیہ کہ جب تھانوی جی ۱۱۔ جمادی الآخر ۱۳۲۲ھ میں سرانے خام بریلی آئے تو امام المسند علامت حضرت قدس سرہ نے معززین شہر و علماء کا ایک نمائندہ وفد ان کی خدمت میں بھیجا تو بہ و رجوع کی تلقین فرمائی۔ تھانوی جی نے توبہ و رجوع اور مناظرہ سے صاف صاف انکار کر دیا۔ کہنے لگے "معاف کیجئے میں اس فن میں جاہل ہوں۔ میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں۔ جو شخص تم سے دریافت کرے۔ اسے ہدایت کرو۔ طبیب کا کام نسخہ لکھ دینا ہے یہ نہیں کہ مریض کی گردن پر چھری رکھ دے کہ تو پی لے..... ہیں (حفظ الایمان) میں جو کچھ کہہ چکا ہوں۔ وہی کہوں گا۔ مجھے معقول بھی کر دے تو وہی کہے جاؤں گا۔ مجھے معاف کیجئے۔ آپ جیتے اور میں ہاراً" (وقعات السنان ص ۱۱) بسط البنان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ سبب تالیف کے زیر عنوان لکھا ہے "ایک دفعہ جب بریلی میں ایسے اشتہارات کے جوابات لکھنے پر ان (تھانوی صاحب) سے اصرار کیا گیا۔ تو انہوں نے یہ کہہ کر سچھا چھڑایا۔ کہ آپ جیتے اور ہم ہارے" (حفظ الایمان مطبع علمی دہلی ص ۱۰) و جدید حفظ الایمان لاہوری مع بسط البنان ص ۹۹

مقام غور و فکر ہے۔ جب جناب سرفراز صاحب کے اس وقت کے اکابرین کے حالات یہ تھے وہ اپنی گستاخیوں پر خود اڑے ہوئے تھے۔ قابل اعتراض باتوں پر جھے ہوئے تھے تو پھر آج یہ لوگ حکم شرعی کے اظہار و بیان پر کیوں رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ بہر حال ہمارا مدعا ثابت ہے۔ کہ علماء دیوبند نے اپنی عبارات میں جو تحریف و کتبہ ہونیت خود کی ہے اسکی مثال نہیں ملتی۔

الزام تکفیر کی حقیقت | علماء دیوبند تکفیر کے شرعی حکم پر بہت واویلا کیا کرتے ہیں اور اسکو بہت بڑھا چڑھا کر شدید مبالغہ کا خول چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس الزام کی حقیقت واضح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ناچار عوام المسلمین کو بھڑکانے اور دن دھاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں۔ کہ علماء اہل سنت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار۔ یہ لوگ تو ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسمعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحاق صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی جیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں۔ کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جو پورے ہی حدیث سے اونچے گزر گئے۔ وہ یہاں تک بڑھے ہیں۔ عباد اللہ عباد اللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا۔ اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا۔ کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے

مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جا کر جٹروی۔ کہ
معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ
کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے انہوں نے آیہ کریمہ ان
جاءکم دفاسق بنیاً فقتلوا پر عمل فرمایا۔ خط لکھ کر دریافت فرمایا۔ جس پر یہاں سے
رسالہ "انجار البری عن دسوس المقتری" لکھ کر ارسال ہوا۔ اور مولانا نے مقتری کذاب
پر لا حول شریف کا تحفہ بھیجا۔ غرض ہمیشہ ہی ایسے افترا اٹھایا کرتے ہیں۔ تمہید الایمان ص ۴۱-۴۲

حدیث کہ علماء دیوبند نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت
صحابی کو کافر کہنے کا افترا | پر معاذ اللہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک کو

کافر کہنے کا شرمناک الزام لگایا۔ جناب سرفراز حسین ماہنامہ الرشید کے حوالوں کو ناقابل
تسخیر سمجھ کر اور معتبر جان کر نقل کرتے ہیں۔ اس ماہنامہ "الرشید" میں مولوی خالد
محمود مانچھڑوی لکھتے ہیں۔ "اب صحابی رسول حضرت عبدالرحمن القاری رضی اللہ
عنه پر مولانا احمد رضا خان کی جرح سینے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں صحابہ جرح
بالائز نہ تھے۔ آپ لکھتے ہیں۔ ایک بار عبدالرحمن قاری کہ کافر تھا۔ اپنے ہمراہیوں
کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر اڑا۔ چرانے والے کو قتل کیا
اور اونٹ لے گیا۔"

ماہنامہ الرشید ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ ص ۲۴

بطاہر مانچھڑوی صاحب نے یہ حوالہ ملفوظات حصہ دوم سے نقل کیا۔ مگر
اس میں ایسی ہولناک خیانت و بے ایمانی کی۔ کہ دیانت و امانت اپنا سر پیٹ لیتی
ہے۔ اس لئے کہ یہ عبدالرحمن قاری فی الواقع کافر و مشرک تھا۔ مسلمان و صحابی
نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے وضاحت بھی فرمائی ہے۔ کہ "یہ عبدالرحمن قاری

کہ کافر تھا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر اڑا۔ چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔ بتایا جائے کہ کیا کوئی صحابی معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرا سکتا ہے۔ چرانے والے کو قتل کر سکتا ہے؟ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے وضاحت بھی فرمائی ہے " اسے قرأت قاری نہ سمجھ لیں۔ بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا" (ملفوظات ۲ ص ۲۵)

یہ ہے دیوبندی کارستانی کہ کافر کو صحابی بنا دیا۔ اور معاذ اللہ صحابی کو کافر قرار دینے کا اقرار کر دیا۔ حالانکہ صحیح بخاری شریف میں جن صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور ان سے روایات ہیں وہ حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری ہیں دیکھو صحیح بخاری ص ۲۶۱ لکھا ہے۔ عن عروۃ بن الزبیر عن عبدالرحمن بن عبدالقاری۔ بتایا جائے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ حضرت نے کافر قرار دیا یا دیوبندیوں نے خود ان کو کافر قرار دیا۔

جناب مولوی سرفراز صاحب
نے بڑی فراخ دلی سے ہو کر
علماء مشائخ اہل سنت کے نام پر دھوکہ دہی

دہی کی وارداتیں کی ہیں۔ انہوں نے اپنے اکابر کو ایمان و اسلام کی ڈگری دلوانے کے لئے مختلف علماء و مشائخ اہل سنت کا نام استعمال کیا۔ اس فریب کاری کی مختلف رویداد بھی سن لیجئے۔ اور سرفراز صاحب کی دیانت و امانت کی داد دیجئے عبارات اکابر کے صفحہ ۳۳ پر منصف مزاج بریلوی علماء حضرت علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے۔ کی موٹی تازی سرخی جما کر سرفراز صاحب یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں حضرات ہمارے علماء کی تکفیر نہیں کرتے..... وغیرہ۔ لیجئے ہم اس

کی قلعی بھی کھولتے ہیں۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی کے نام کے ساتھ جو الفاظ نقل کئے ہیں۔ کیا ان میں یہ موجود ہے کہ نخذیر الناس۔ براہین قاطعہ

حفظ الایمان وغیرہ کتب کی عبارات حق ہیں اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ و اکابر علمائے عرب و عجم کا فتویٰ غلط ہے۔ نیز یہ حوالہ گونگا ہے۔ مولانا گھوٹوی کی اپنی کسی کتاب سے نقل نہیں ہے۔ اگرچہ سرفراز صاحب نے یہاں حوالہ نقل نہیں کیا لیکن یہ حوالہ درحقیقت خانہ ساز حوالہ ہے۔ جسکو سرفراز صاحب نے ماہنامہ

”الرشید“ کے دارالعلوم دیوبند نمبر سے نقل کیا ہے اور ماہنامہ الرشید نے اپنے

دیوبندی مولوی فردوس علی صاحب قصوری کی ”چراغِ معنی“ ص ۲۷ سے نقل

کیا ہے اور چراغِ معنی والے کو غالباً ٹیپو ٹیپو بتا گئے ہوں گے۔ تو ثابت ہوا

یہ حوالہ خانہ ساز ہے گھر ہی گھر میں گردش کرتا ہوا۔ عبارات اکابر کے ص ۳۳ پر نمودار

ہو گیا ہے اس سے زیادہ اسکی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ ص ۳۵ پر سرفراز صاحب نے

لکھا ہے۔ ہم نے یہ دونوں حوالے البرہان فی رد البہتان سے نقل کئے ہیں۔

بتایا جائے یہ ”البرہان“ کونسا سچا رہا ہے؟۔ یہ بھی تو علمائے دیوبند

کی اپنی تصنیف ہے۔

مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی دوسرا نام جناب مولوی مشتاق

احمد صاحب انبیٹھوی کا پیش کیا

لیا ہے۔ حالانکہ یہ مولوی مشتاق صاحب بھی ان کے اپنے مولانا ہیں۔ امداد المشتاق

البرہان ہی کا نام لکھا ہوا ہے۔ یہ امداد المشتاق والے مولانا ہیں۔ اور پھر ان کا حوالہ

بھی "البرہان فی رد البہتان مرتبہ علی محمد روح پوری دیوبندی ص ۵۶-۵۷ سے لیا گیا ہے۔ یہ حوالہ بھی خانہ ساز ہے۔ نمبر ۲۔ ان مولوی مشتاق صاحب نے اپنے بیان میں کہا ہے "مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا میں ابتداء سے معتقد ہوں۔ زمانہ طالب علمی میں کچھ عرصہ ساتھ بھی رہا" (عبارات ص ۲) جو شخص ابتداء سے معتقد ہو۔ اس کو مشہور بریلوی پر کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟۔

اور آپ کے صاحبزادہ علامہ علامہ دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ ابو الحسنات قادری علیہ الرحمۃ

کا نام بھی سرسر غلط استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ حضرت محدث الوری قدس سرہ کی حسام الحرمین شریف پرتائید و تصدیق الصوارم الہندیہ ص ۹ پر لویں موجود ہے "حسام الحرمین جو فتویٰ علمائے حرمین الشریفین ہے۔ وہ سترتا پاشق و بجا ہے اور جن اقوال پر فتویٰ دیا گیا ہے فریقین میں منصف کون کی کتابوں سے ان اقوال کو مطابق کر کے دیکھنا کافی ہے اور معاند کو تمام قرآن بھی پڑھ لے۔ نفع نہیں بخشتا۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کو توفیق و انصاف دے۔ اور ان بے دینوں سے اپنے امن میں رکھے۔ فقط ابو محمد دیدار علی عفا اللہ عنہ۔

الفاظ مہر ابو محمد سید محمد دیدار علی رضوی مجددی قادری سابق مفتی مسجد جامع شاہی اکبر آباد الحان خطیب و مدرس مسجد وزیر خاں واقع دار الخلافہ لاہور ص ۹۸ پر علامہ ابو الحسنات قادری علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے۔ اصحاب من اجاب ابو الحسنات سید محمد احمد رضوی قادری الوری۔ حضرت محدث الوری سے جو الفاظ منسوب کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔ "اور مولانا و استاذنا رئیس المحدثین مولانا

محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے فتوے
اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی۔ احقر کے پاس موجود
ہے۔ ان الفاظ سے بھی تخذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کے کفریات
کی تائید نہیں ہوتی۔ بھلا ان الفاظ مذکورہ بالا سے مذکورہ کتب کی گستاخانہ
ورسوائے زمانہ عبارات پر کیا اثر پڑا۔ نیز یہ عبارت ہی بے ربط ہے اور بے
تمکی ہے۔ علاوہ بریں "رسالہ تحقیق المسائل" خود حضرت محدث الوری کی اپنی
تصنیف نہیں نہ اس کا ان کے سوانح نگاروں نے تذکرہ کیا۔ دوسرا حوالہ
"الرشید" کا ہے۔ جو فرضی حوالے گھڑنے میں حسین احمد ٹانڈوی کی طرح فنکار
ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت مولانا دیدار علی شاہ صاحب نے کبھی
ایک دن تو کیا ایک لمحہ بھی نہ مدرسہ دیوبند میں پڑھا۔ نہ قاسم نانوتوی صاحب سے
پڑھا۔ اسی طرح جناب نانوتوی صاحب نے نہ کبھی پڑھا نہ مدرسہ دیوبند
میں پڑھایا۔ چنانچہ سوانح قاسمی میں لکھا ہے کہ "دارالعلوم دیوبند میں مولانا
محمد قاسم نے نہ درس دیا۔ نہ اس کے انتہائی و انتظامی شعبوں سے بننا ہر محبت
عہد کے کسی قسم کا تعلق آپ کا کبھی قائم ہوا" (سوانح قاسمی حصہ دوم ص ۲۷۳)
حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی | گولڑوی صاحب نے
بھی اپنے بیان میں

کسی جگہ بھی تخذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ
عبارات کی تائید نہیں فرمائی۔ اور پھر یہ حوالہ بھی مشہور دیوبندی مولوی بہاؤ الحق
قاسمی کی اسوۃ اکابر ص ۲۷۳ ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۷۷۸ سے نقل کیا

گیا ہے۔ یہ خود حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہ کے تحریر فرمودہ
نہیں ہیں۔ خانہ ساز ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

سید غلام محی الدین صاحب گولڑوی ^{رحمۃ اللہ علیہ} سے متعلق یہ الفاظ بھی ہیں۔
"جو شخص ان علماء دیوبند

کے حق میں کچھ برا کہتا ہے۔ اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ پھلا پیر سید
غلام محی الدین صاحب ایسا کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ دیوبند یو غور کرو جو شخص انبیاء
ورسل علیہم السلام محبوبان خدا کے حق میں برا بکتا ہو۔ کتنا ہو۔ اس کا ایمان تو
خطرے میں نہ ہو۔ انا علماء دیوبند کو برا کہنے والوں کا ایمان خطرے میں ہو جائے
بیزیرہ حوالہ بھی دیوبندی کتابچہ ڈھول کی آواز سے ہے۔ ماہنامہ "الرشید"
سے ہے۔ یہ سب گھڑ بول صنعت کاری ہے

حضرت میاں شبیر محمد شرقپوری ^{رحمۃ اللہ علیہ} کا نام بھی استعمال کیا گیا ہے۔ آپ سے
جو الفاظ منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ یہ

ہیں۔ "مولانا مولوی انور علی شاہ صاحب صدر مدرس دیوبند ہمراہ مولوی احمد
علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب
علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ (میاں صاحب) ان سے کچھ باتیں
کرتے رہے (انور) شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولانا انور شاہ
صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔۔۔ اور کہا۔ دیوبند میں چار نوری
موجود ہیں۔۔۔ وغیرہ۔ ان جملوں پر بھی چند طرح غور لازم ہے۔ اول یہ کہ
مولوی انور شاہ صاحب اور احمد علی صاحب لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے

ان کا حاضر ہونا میاں صاحب قبلہ کی عظمت کی دلیل ہے نہ کہ ان اصحاب کی۔ پھر لکھا ہے یہ لوگ بڑی ارادت سے ملے۔ ان الفاظ سے بھی میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی بزرگی و برتری اور انور شاہ وغیرہ کی نیاز مندی و حسن عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔ آپ (میاں صاحب) ان سے کچھ باتیں (یقیناً) بد عقیدگی سے توبہ و رجوع کی کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ مولوی انور شاہ اور احمد علی صاحب جسکو اہل دیوبند بڑا فاضل شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر وغیرہ قرار دیتے ہیں کا حضرت میاں صاحب کی باتیں سن کر خاموش رہنا اپنی غلطی کا اعتراف اور اقرار اجماع سکوتی ہے اور آپ کی علمی فضیلت و برتری کی دلیل بھی ہے۔ آخر میں یہ بھی ہے کہ انور شاہ صاحب نے برکت کے لئے حضرت میاں صاحب سے اپنی کمر پر ہاتھ پھر وایا۔ بنا جا جائے بزرگ بچوں کے سر پر کمر پر ہاتھ پھیرتے ہیں یا بچے بزرگوں کی کمر اور سر پر پھیرتے ہیں اس حوالہ سے مکمل طور پر سنی بریلوی رہنما حضرت میاں صاحب کی فضیلت و عظمت ثابت ہوئی۔ باقی رہا دیوبند میں چار نوری وجود ہونا۔ تو نوری وجود تو دیوبندی خود حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں مانتے۔ تو خود کیسے ہو سکتے ہیں اور نور کی جو تشریح ص ۳۲ پر خود مولوی سرفراز صاحب نے کی ہے۔ نوری وجود اس سے بھی معارض ہے بہر حال یہ حوالہ بھی اہل دیوبند کے لئے کارآمد نہیں ہے۔ وبال جان بن جائے گا۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی وہ ہیں جنہوں نے سلا نوالی میں مشہور
دیوبندی مولوی منظور سنجھلی مدبر

”الفرقان“ کو شیرِ بلشیرِ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ سے عبرتناک شکست فاش دلوانی حضرت خواجہ صاحب اس مناظرہ کے بانی و صدر تھے۔ مکتبہ مجیدیہ ملتان کی شائع کردہ دیوبندی رویداد ملاحظہ کی جاسکتی ہے نمبر ۲۔ یہ حوالہ بھی دیوبندی کتابچہ ڈھول کی آواز اور دیوبندی ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم دیوبند نمبر سے نقل ہے۔

نوٹ - جب یہ حوالہ الرشید نے نقل کیا۔ ہم نے حضرت خواجہ سیالوی صاحب کو جوابی خط لکھا تھا۔ کہ تحذیر الناس کی عبارت اور جناب قاسم نانوتوی صاحب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ اس کا جواب خواجہ صاحب نے مفصل ارسال کیا تھا جس میں اپنا میلان طبع فتویٰ تکفیر کی طرف ظاہر کیا گیا۔ فتویٰ پر حضرت خواجہ صاحب کی مہر شریف اور دستخط موجود ہیں۔ کوئی بھی صاحب جوابی لفاظی سچاس پیسے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر ہم سے تحذیر الناس اور نانوتوی صاحب پر خواجہ صاحب سیال شریف کا تازہ فتویٰ منگوا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔

اکابر اہلسنت میں سے نہ تھے انہوں
مولانا قاضی عبد النبی کوکب مرحوم نے ”مقالات یوم رضا“ میں جو کیا

مولانا قاضی عبد النبی کوکب مرحوم

تھا۔ اس کی وضاحت انہوں نے ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ گویا حوالہ حجابی الاول ۱۳۹۶ھ میں کر دی تھی۔ اس کے بعد ان کا نام گرامی استعمال کرنا شرم ناک ہے۔ ان سارے حوالوں میں ایک حوالہ بھی ایسا نہیں جو اول دیوبند کے نزدیک کارآمد ہو۔ اور ان کے ایمان و اسلام کا سرٹیفکیٹ بن سکے۔ اس کے ساتھ ہم جناب سرفراز صاحب کو یہ بھی بتادیں کہ ایک زمانہ میں جب دیوبندی حضرات

اپنی وہابیت کو چھپاتے تھے خود مولوی قاسم صاحب میلاد اور قیام و سلام کو
برکت والا عمل بتاتے تھے خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب
مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین نزمیت قاسم ناتوتوی
صاحب کے مرید ہو گئے تھے۔ جب حقیقت حال واضح ہوئی تو توبہ فرمائی اور
ایک پند نظم کیا۔ فرماتے ہیں۔

پھرا ہوں میں اس گلی سے نزمیت ہوں گمراہ جس شیخ قاضی
رضائے احمد اسی میں سمجھوں کہ احمد سخا ہوں مجھ سے رضی

جناب قاسم ناتوتوی کی بیعت چھوڑ کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے مرید ہوئے
تو جس طرح حضرت صدر الافاضل کے والد ماجد مولانا معین الدین نزمیت کی پرانی بات
اور سابقہ قول دلیل نہیں بن سکتا۔ اسی طرح ایسے حضرات کے اقوال کیسے دلیل بن
سکتے ہیں جو عدم واقفیت کے باعث پہلے دور کے ہوں۔ یہ وضاحت اس لئے
ضروری سمجھی گئی۔ کہ آجکل بعض دیوبندی حضرات اس خبط میں مبتلا ہیں کہ کسی نہ کسی
طرح اپنے اکابر کی بگڑی بنائی جائے۔

المہند کا سہارا | جناب سرفراز صاحب نے جا بجا المہند کا نام لے کر اپنے
اکابر کا بھرم رکھنے کی بھی سعی ناکام کی ہے۔ المہند میں کیا
ہے۔ یہ محض فریب اور فراڈ کا مجموعہ ہے۔ صاحب المہند نے اپنی اور اپنے
اکابر کی گستاخانہ عبارات کی قطعاً کوئی قابل قبول تاویل نہ کی۔ نہ حسام الحرمین
کی کسی بات کا جواب دیا۔ بلکہ المہند میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ و مسلک چھپایا
گیا ہے۔ بلکہ ان پر فتاویٰ بھی صادر کئے ہیں۔ "المہند" سے حسام الحرمین کی عظمت

دوبالا ہو جاتی ہے۔ اس کی صداقت و حقانیت کا پتہ چلتا ہے، حسام الحرمین میں
حرمین طہین کے جلیل القدر علماء فقہار کی تائید و تصدیق موجود ہیں۔ جبکہ المہند میں
اکثر و بیشتر تصدیقات انہی مولویوں کی ہیں۔ جو براہ راست حسام الحرمین کی زد میں
ہیں۔ اختصاراً ملح ہے ورنہ ہم المہند کے فتاویٰ اور تقویۃ الایمان۔ تحذیر الناس
براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے۔ فارہین
گرام مذکورہ کتب اور المہند کو لے کر بیٹھ جائیں اور پشم خود حسام الحرمین کی حقانیت
کا نظارہ کریں۔ "المہند" کے منظر عام پر آتے ہی خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل
مولانا محمد نسیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے اس کی قلعی کھولی تھی اور اس کا جواب
التحقیقات الدفع التلبیسات کی صورت میں شائع کر دیا تھا۔ جو خلیل اہل بیٹھوی صاحب
کی حیات میں ہی چھپ گیا تھا۔ اور پھر اس کے جواب کی اہل بیٹھوی صاحب یا ان
کے حواریوں کو جرأت نہ ہوئی۔

عہد حاضر کے دیگر مرفوع القلم مجہول مطلق دیوبندی اہل قلم
قصہ دارالاسلام کا کی طرح مولوی سرفراز صاحب نے بھی لکیر کا فقیر بن کر
دارالسلام اور دارالحرب کی بحث کو چھیڑ رہے۔ یہ موضوع ایک مستقل بحث چاہتا
ہے۔ سرفراز جی کو کیا معلوم کہ دارالسلام کس کو کہتے ہیں۔ دارالحرب کب ہوتا
ہے۔ گنگھڑوی صاحب ان باتوں کی گراہ کو بھی نہیں پاسکتے۔ گنگھڑوی صاحب
نے عبارات ص ۴۴۔ ص ۴۵۔ ص ۱۵۰۔ ص ۱۶۹ وغیرہ متعدد صفحات پر مسئلہ دارالاسلام
کے پردہ میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ
کو معاذ اللہ انگریز کا ایجنٹ۔ حکومت برطانیہ وغیرہ کا طرفدار کہہ کر اپنا نامہ اعمال

سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے: اگر ہند کو دارالسلام کہنا انگریزوں کی ایجنسی اور حکومت
برطانیہ کی طرف داری ہے۔ تو پھر اس صرم میں خود حکیم الامت دیوبندی تھانوی جی
کا نام نامی سرفہرست ہوگا۔ اور جناب مرہی خلائق دیوبندیہ گنگوہی جی کی بھی خیر
نہیں۔ مولوی گنگوہی صاحب کو "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام"
تو یاد رہی۔ مگر اپنے حکیم الامت تھانوی صاحب کی "تخذیر الاخوان" نظر نہ آئی
انہیں سیدنا سرکار اعظم حضرت رضی اللہ عنہ کے یہ مبارک الفاظ تو نظر آگئے کہ
"ہندوستان بفضلہ دارالاسلام ہے" مگر تھانوی صاحب کی "تخذیر الاخوان"
کے مطالعہ کے وقت سفید موتیا اتر آیا اور وہ یہ الفاظ نہ پڑھ سکے "ترجیح
(ہندوستان کے) دارالاسلام ہونے ہی کو دی جائے گی۔۔۔۔۔ اس صورت
میں بھی ہندوستان دارالاسلام ہوگا" (تخذیر الاخوان ص ۹) پھر لکھتے ہیں -
"تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دارالحرب قرار دیکر آمدنی بنک کو
حلال سمجھتے ہیں" پھر لکھتے ہیں: "امام اعظم ابوحنیفہ (صاحب نے جو دارالحرب کی
تعریف کی ہے اس کا ہندوستان پر صادق آنا محمل نظر ہے۔ کیونکہ امام صاحب
(ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کے پاس دارالحرب ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں (ہندوستان) میں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں" (تخذیر الاخوان ص ۱۰)
تھانوی صاحب کے بعد اب جناب گنگوہی صاحب کی سنیے۔

"دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماء حال میں ہے۔ اکثر دارالاسلام کہتے
ہیں اور بعض دارالحرب کہتے ہیں۔ بندہ اس میں فیصلہ نہیں کرتا" (فتاویٰ رشیدیہ جلد
اول ص ۱) قارئین کرام کو پہلے تو ہم واضح کر دیں کہ مختلف جلدوں پر مشتمل مطبع سیدی

قرآن محل کراچی کے چھپے ہوئے اس فتاویٰ رشیدیہ میں جناب گنگوہی صاحب نے تسلیم کیا ہے "اکثر دارالاسلام کہتے ہیں" لیکن اب بعد کے شائع شدہ فتاویٰ رشیدیہ میں کسی گنگوہی قسم کے رئیس المحرفین نے اس کو تلف کر دیا ہے۔ پرانے فتاویٰ رشیدیہ میں یہ عبارت موجود ہے لیکن نئے چھاپے میں ایسا نہیں ہے۔ باقی رہا یہ کہ بندہ اس میں فیصلہ نہیں کرتا۔ تو بندہ کیونکر فیصلہ کر سکتا ہے۔ جبکہ یہ بندہ سرکار برطانیہ کا بندہ بے دام ہے۔ وہ بہ رضا و رغبت بر ملا بلکہ فخریہ اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "میں جب حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں۔ تو چھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہوگا۔" (تذکرۃ الرشیدیہ ص ۵)

ہم جناب سرفراز صاحب سے گزارش کریں گے۔ کہ وہ صفحہ ہونے کا ثبوت دیں۔ تحذیر الاخوان ہم سے منگوالیں۔ اور اس میں تھانوی صاحب کے مذکورہ الفاظ ملاحظہ فرما کر ان کو کسی اعلیٰ حضرت کا شریک جرم قرار دیں۔ انگریزوں کا ایجنٹ اور گورنمنٹ برطانیہ کا وفادار قرار دیں۔ یہ بے جا بھی نہ ہوگا کیونکہ سرفراز صاحب کو سنجابی علم ہے کہ جناب تھانوی صاحب کو "چھ سو روپے ماہوار حکومت برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔" (مکالمۃ الصدیقین ص ۱۶) اور خود تھانوی جی کا اعتراف موجود ہے کہ "انہوں (انگریزوں) نے ہمیں بہت آرام پہنچایا ہے۔" (الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص ۹۹ زیر مضمون ص ۱۱۳۶)

صفحہ صاحب کو اگر فی الواقع صفحہ ہیں تو گھبرا نہیں جانا چاہیے۔ نالوتوی صاحب اور گنگوہی صاحب کی طرح علی الاعلان اعتراف کر لینا چاہیے "جیسا کہ آپ حضرات (نالوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند گنگوہی صاحب وغیرہ) اپنی مہربان سرکار (گورنمنٹ

برطانیہ کے دلی خیر خواہ تھے۔ تازسیت دلی خیر خواہ ثابت رہے۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۹۷)۔ اس سے زیادہ وضاحت و تفصیل سے لکھا جاسکتا ہے۔ مگر اختصاراً مانع ہے۔ اس موضوع پر قاری بن کرام اور صفدر جیسے ڈھیٹ صدی انسان نہیں منصف مزاج دیوبندی ہماری کتاب ”برہان صداقت“ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے پتہ چلے گا انگریز دوستی اور انگریز پرستی کس کا شیوہ رہا ہے۔

اس عنوان پر اس مختصر گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ صفدر صاحب کو پتہ ہی نہیں کہ ان کے اکابر کیا لکھتے آئے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت سے بغض و عناد کیے نشتر میں دھت ہو کر اس جرم میں ان پر انگریز ایجنٹی کا الزام لگا رہا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

جناب سرفراز صاحب نے اپنے اکابر کے عقائد و سید احمد شہید یا مفروضہ انکلا سے لاعلمی برتتے ہوئے بہت ہولناک

غلطیاں کی ہیں۔ ان کی لاعلمی پر حیرت ہوتی ہے۔ کبھی وہ دارالاسلام کے مسئلے میں اپنے اکابر کے مسلک سے عدم واقفیت کی بنا پر اس جرم میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ انگریز کا ایجنٹ قرار دیتا ہے۔ کبھی سید احمد صاحب ساکن رائے بریلی کو شہید لکھتا ہے۔ حالانکہ اکابر دیوبند کے نزدیک سید احمد صاحب شہید نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ فرار ہو گئے تھے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ قاری محمد طیب صاحب مہتمم مقبوضہ مدرسہ دیوبند۔ امیر شاہ خان صاحب کے نام سے شائع ہونے والی معتبر ترین کتاب ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے۔

”پھر کچھ عرصہ بعد کڑک سنگھ سپہر رنجیت سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس

میں بہت مجاہدین مارے گئے۔ اور حضرت مولوی اسمعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے۔ البتہ..... سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا کچھ پتہ نہ لگا۔ (ارواحِ ثلاثہ)۔

اس جگہ سید صاحب کے متعلق بڑی فراخ دلی اور خندہ پیشانی سے تسلیم کیا ہے کہ اسمعیل دہلوی صاحب کے قتل کے بعد سید صاحب کا کہیں پتہ نہ لگا۔ اس کے بعد سید صاحب کی تلاش شروع ہوئی۔ تلاش کرنے والوں میں راویوں کے بیان ملاحظہ ہوں۔ لکھا ہے۔ " لوگ تلاش میں تھے اور ادھر ادھر جستجو کرنے لگے چند آدمی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جا کر ڈھونڈا کرتے تھے۔ اور (سید احمد) کسی کو نہ ملتے تھے۔ گاؤں میں برابر پتہ ملتا چلا جاتا۔ کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخار تھا۔ اس حالت میں میں نے تینوں شخصوں کو جاتے دیکھا۔ جن میں ایک سید صاحب تھے۔ میں نے غلُ چایا۔ کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے۔ سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں میرے غلُ چانے پر حضرت سید احمد صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اور چلے گئے۔ " (ارواحِ ثلاثہ ص ۱۴۱)

دوسرے شخص کا بیان ہے۔ " ہم انہی دنوں سید صاحب کو پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے۔ دفعتاً کچھ فاصلہ پر گڑ بڑاٹ سنا۔ میں وہاں گیا۔ تو دیکھا کیا کہ سید صاحب اور ان کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور عرض کیا۔ کہ حضرت کیوں غائب ہو گئے۔ سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں۔ مجبور ہو کر ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے۔ ان سے بیعت کی ہے۔ آپ نے تحسین فرمائی

اور فرمایا۔ ہم کو اب غائب ہونے کا حکم ہوا ہے۔ اور حضرت سید صاحب معہ
ہمراہ بیان غائب ہو گئے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۱۶۴)
اب تیسرے شخص کا بیان ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے۔ ”سید صاحب کو ڈھونڈ
ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے۔ وہاں دریافت کرنے سے معلوم
ہوا۔ کہ یہ قبر جو ڈھٹی ہوئی تازہ پڑی ہے۔ اس کو سید صاحب ابھی ڈھوا کر
گئے ہیں۔ کیونکہ اونچی قبر تھی۔ ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ تھا۔“ (ارواح ثلاثہ ص ۱۶۴)
ہر کوئی پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ سید صاحب غائب ہو گئے۔ سید صاحب کا
کہیں پتہ نہ چلا۔ سید صاحب نے کہا۔ اب (جہاد کے وقت) ہم کو غائب رہنے
کا حکم ہوا ہے۔ تعجب ہے کہ سکھوں سے جہاد کرتے کرتے عین میدان جہاد
سے بھاگ کر قبروں سے جہاد کرنے لگے۔

مگر یہ سرفراز صفر صاحب کا جگر گردہ ہے کہ وہ سید صاحب کے تہذیبی حیرات اور
نشان جیدرتک دینے کے موڑ میں نظر آ رہے تھے۔ ان کی مختصر سے قبرستان
میں قبر بھی ثابت کر رہے ہیں۔ کبھی ان کے سر کو گڑھی حبیب اللہ خان میں دریا
کے کنارے دفن کر رہے ہیں۔ حالانکہ دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری
صاحب کا کشف یہ ہے کہ ”علامہ (شمس الحق) افغانی نے دریافت فرمایا۔ کیا وجہ
ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں کی قبر پر انوار مولانا (اسماعیل) شہید کی قبر
کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت احمد علی نے فرمایا۔ ہاں یہ واقعہ ہے۔ کہ
میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا۔ میں سید احمد نہیں ہوں۔
میرا نام سید احمد ہے۔ میں مولانا (اسماعیل) شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے

مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔ (خدا م الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۳۳ء ص ۴۲)

اب کوئی مولوی احمد علی صاحب کے کشف کا اعتبار کرے یا سرفراز صاحب کی چشم دید گواہی کا۔ جو بڑے دثوق و اعتماد سے تصورات کے ووش پر فرضی عمارت تعمیر کر ڈالتے ہیں۔

جناب مولوی سرفراز صاحب | لزوم التزام کفر کے معنی سے بے خبری

دعوؤں کے باوجود لزوم و التزام کفر کے معنی سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے۔ عبارات اکابر ص ۱۰۵ و ۱۰۶ پر بزعم خود اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہا کے فتاویٰ کا تصناد ثابت کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ ان کے نقل کردہ اعلیٰ حضرت کے اول الذکر فتویٰ میں محض اسمعیل دہلوی صاحب کا ذکر نہیں۔ نہ ان پر فتویٰ ہے بلکہ ان کا نقل کردہ تیسرا سوال "روافض وغیرہم متبذرين" سے متعلق ہے اور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتویٰ مبارکہ کے آخری الفاظ یہ ہیں جو خود انہوں نے بھی نقل کئے۔ یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں۔ اس فتویٰ میں متعدد فرقوں کا ذکر ہے۔ اسمعیل بذات خود کوئی فرقہ نہیں بتاتے اور مطلع کر دینے کے باوجود جو ان کے بیان کردہ عقائد و عبارات کفریہ پر اٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بلاشبہ اس فتویٰ کے مطابق کافر ہیں۔ باقی رہا خود مولوی اسمعیل صاحب کا معاملہ اور "الکوکتہ الشہابیہ" کا حوالہ تو اس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے نہ دہلوی صاحب کے کفریات و عبارات کو حق بنایا

کہا ہے۔ نہ ان کو مسلمان قرار دیا ہے۔ بلکہ ازراہ احتیاط تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ ایک تو دہلوی صاحب کی توبہ مشہور ہے جیسا کہ خود جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے سوال کیا تھا کہ "ایک بات تو مشہور ہے۔ کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے رد برو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۷۵) یہاں یہ بات قابل غور و فکر ہے کہ اس نے سوال میں توبہ کی شہرت کا اعتراف کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ایک بات یہ مشہور ہے۔ لازماً یقیناً اس نے اس کی عام شہرت سنی ہوگی۔ اس کے ساتھ سائل بھی ظاہر کر رہا ہے کہ "بہت سے آدمیوں کے رد برو توبہ کی" تو اس توبہ کی شہرت کے سبب ازراہ احتیاط اعلیٰ حضرت نے تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اور ایک مفتی شریح کو ایسا ہی چاہیے۔ دوم یہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نزدیک مولوی اسماعیل صاحب سے لزوم کفر ثابت ہے التزام کفر نہیں • لزوم کفر کے معنی ہیں کہ کفر کا لازم ہونا اور التزام کفر کے معنی اپنے اوپر لازم کرنا • بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے۔ مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا یہ لزوم کفر ہے مگر جب اسے بتا دیا جائے کہ تیرے اس کلام سے تجھ پر کفر لازم ہے (جیسا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے معاصرین علماء دیوبند کو بتایا سمجھایا) اور وہ اس کے باوجود اڑے رہے۔ جیسا کہ بعض اکابر دیوبند اپنی گستاخانہ عبارات پر اڑے رہے اور اپنے کلام میں لزوم کفر سے خبردار ہو کر بھی رجوع نہ کیا۔ توبہ التزام کفر ہوگا۔ • تقویۃ الایمان کی بعض عبارات

ایسی ہی ہیں جو صریح کفر ہیں۔ لیکن ازراہ احتیاط یہ سمجھ لیں۔ کہ مولوی اسماعیل صاحب اپنے ان کفریات سے بے خبر تھے۔ ان کو کسی نے مطلع نہیں کیا۔ اگر اس کو اس کے کفر سے مطلع کر دیا جاتا۔ کہ یہ تیرا کلام کفر کو مستلزم ہے اور وہ اس کے باوجود بھی اڑا رہتا۔ ان اقوال کفریہ سے رجوع نہ کرتا۔ تو التزام کفر ہوتا۔ اور احتیاط و کف لسانی کی گنجائش نہ رہ جاتی • اب جبکہ یہ ثابت نہیں کہ اسماعیل صاحب کو ان کے کفریات پر کسی نے سمجھایا اور ان کی توبہ مشہور ہے تو یہ لزوم التزام کی حد تک نہیں پہنچا۔ اس لئے اعلیٰ حضرت نے تکفیر اسماعیل سے سکوت فرمایا • اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسماعیل صاحب کی کفریہ عبارات عین اسلام ہو گئیں یا اب جو لوگ مطلع ہونے کے باوجود ان کفریات پر اڑے ہوئے ہیں اور اپنے کفریہ اقوال کو حق سمجھتے ہیں۔ تاویلات کرتے ہیں۔ مناظرے کرتے مقابلہ میں آتے ہیں۔ وہ التزام کفر کے مرتکب نہیں ہیں۔

مولوی گنگوہی۔ اب اسماعیل دہلوی کے توبہ کی شہرت کے متعلق سائل کے سوال کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے جو کچھ کہا وہ ملاحظہ ہو۔

” بندہ کے نزدیک سب مسائل اس (تقویۃ الایمان) کے صحیح نہیں۔ اگرچہ بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے۔ اور توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء اہل بدعت کا ہے۔“ ذرا غور کیجئے۔ اول توبہ کہ مولوی گنگوہی صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ ان کے نزدیک توبہ ثابت نہیں مگر ان کی عدم شہادت سے عام شہرت پر کیا اثر پڑا۔ جب کہ سائل توبہ کی شہرت سن کر جو بہت آدمیوں کے رُوبرو ہوئی اور بوقت آخر ہوئی۔ گنگوہی صاحب سے سوال کر رہا ہے۔ عام شہرت پر گنگوہی کی عدم

شہادت کس طرح اثر انداز ہو سکتی ہے۔ دوم یہ کہ سائل جو مولوی رشید گنگوہی صاحب کو اپنا ہم عقیدہ و ہم مسلک ہو کر دریافت کر رہا ہے۔ وہ تو بہ کی عام شہرت کا اعتراف کر رہا ہے اگر شہرت نہ ہوتی اور سائل نے نہ سنی ہوتی۔ تو وہ کیوں تحقیق کرتا۔ سائل نے خود یہ نہیں کہا۔ ان کے نزدیک اہل بدعت نے ایسا کہا ہے۔ بلکہ یہ ملفوظات گنگوہی صاحب کے ہیں کہ یہ افتراء اہل بدعت کا ہے۔ چلو بدعتیوں ہی نے ایسا کہا تو کیا جناب سرفراز صاحب یہ بتانے کی جرأت کریں گے کہ چند بدعتی کسی کے کفریات سے توبہ کی شہادت دیں۔ تو وہ خود اسے مسلمان سمجھیں گے یا کافر قرار دیں گے۔ اس مختصر تحقیق سے ثابت ہوا۔ کہ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں کوئی تضاد نہیں۔ سرفراز صاحب خود لزوم کفر و التزام کفر اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کی نوک پلک سمجھنے سے قاصر و عاجز ہے۔

استعداد و قابلیت | مولوی سرفراز صاحب کی استعداد و قابلیت کا یہ عالم ہے کہ وہ شیخ الحدیث کھلوانے لکھوانے کے ساتھ ساتھ آجکل

محدث اعظم پاکستان کے لفظ کا بھی سرفہرہ رہے ہیں۔ محدث اعظم پاکستان کے لقب پر نظریں لیجائی جا رہی ہیں۔ جیسے ان کے مرثی خلائق مولوی گنگوہی صاحب نے چیلوں چیلوں سے خود کو غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں غوث الاعظم لکھوانا شروع کر دیا تھا۔ دیکھو تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۲ از عاشق الہی میرٹھی۔ اسی طرح سرفراز صاحب کو بھی محدث اعظم پاکستان کھلوانے کی سوجھی ہے۔ محدث اعظم پاکستان (مولانا محمد سردار احمد) رحمۃ اللہ علیہ وہ تھے جنہوں نے پورے تیس سال حدیث شریف کا درس دیا۔ جن کے حلقہ درس سے ایک

ایک سال میں سو سو علماء کرام فارغ التحصیل ہوئے۔ جن کو ان کے عہد کے اکابر و مشاہیر علماء و مشائخ نے محدث اعظم پاکستان تسلیم کیا۔ لکھا چھاپا۔ جن کے تلامذہ آج دنیا کے اٹھارہ مدارس میں دارالحدیث کی زینت ہیں۔ مرکزی دینی مدارس میں مسند شیخ الحدیث پر فائز ہیں۔ جن کے نام خط پر صرف محدث اعظم پاکستان لکھنے سے خط پینچ جاتا تھا۔ ان کی نقالی میں آج سرفراز صاحب کو شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان کہلانے کا شوق ہوا ہے۔ گویا یہ اب اپنے فرقہ کے حافظ الحدیث عبداللہ در خواستی وغیرہ سے بھی بڑھ گئے۔ یہ ان سے بھی بڑھ کر محدث اعظم اور شیخ الحدیث ہیں۔ اور پھر یہ شیخ الحدیث وغیرہ قسم کے القاب و خطاب دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کو از حد ناگوار و ناپسند تھے۔ وہ لکھتے ہیں۔

” آجکل اکثروں کی یہ حالت ہے کہ نہ علوم ہیں نہ عمل۔ نہ کوئی تحقیق نہ کوئی تدقیق ہے۔ مگر ویسے ہی دسرفراز کی طرح۔ محمد حسن علی (جامے سے باہر ہوئے جاتے ہیں۔ دیکھئے ہمارے بزرگ جو ہر طرح صاحب کمال تھے ان کو جو کچھ بھی خطابات دیتے جاتے تھے اور جن القاب سے یاد کیا جاتا تھوڑا تھا۔ مگر ان حضرات کا انتہائی لقب مولانا تھا اور نہ اکثر مولوی صاحب کہلاتے تھے اور آجکل جن (دسرفراز رقم کے) لوگوں کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں وہ شیخ الحدیث شیخ التفسیر امیر الہند امام الہند کہلانے لگے ہیں۔ یہ سب نئی ایجاد ہے۔ کیا خرافات ہے خدا بھلا کرے اس جاہ کا اس نے اندھا بنا رکھا ہے۔ اور یہ ساری ضرابی اس کی ہیں کہ لوگوں کے قلوب میں خوف آخرت نہیں رہا۔ اور نہ آخرت کی فکر ہے اس لئے ہر شخص منفر ہے۔ ہر شخص مفسر ہے۔ ہر شخص محدث ہے ہر شخص مصنف ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے۔ نہ اصول ہیں نہ قواعد۔ جو جی

حضرات القاب

آتا ہے۔ کرتے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۲۷۵)

سرفراز صاحب کو معلوم ہونا چاہئے۔ یہ وہی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب جن کے متعلق سرفراز صاحب نے عبارات اکابر ص ۱۸۴ پر مقدمہ بوار النوار سے ایک خواب گھڑ کر لکھا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شریف احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اشرف علی صاحب کی کتابوں پر عمل کرتے رہنا" دیکھتے ہیں اب خود سرفراز صاحب اپنے بقول ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر کس طرح عمل کرتے کرتے ہیں۔ وہ خود بھی الافاضات الیومیہ حصہ ۴ میں مذکور تھانوی صاحب کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں یا نہیں گگھڑوی صاحب بات کہاں سے کہاں جا پہنچی۔ یہ صاحب شیخ الحدیث کبیر امین یا محدث۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس شیخ الحدیث اور محدث کی استعداد و قابلیت کیا ہے تو ہم مختصراً یہ بتا کر ان کا بھرم کھولتے ہیں۔ کہ جناب سرفراز صاحب نے عبارات اکابر میں جگہ جگہ بار بار مذہب اسلام مذہب اسلام مذہب اسلام لکھا ہے۔ دیکھو عبارات ص ۱۵ و ص ۱۶۹ و ص ۱۸۵۔ بتایا جائے کہ اسلام دین ہے یا مذہب؟ اسی طرح سرفراز صاحب نے جگہ جگہ بار بار اہل سنت والجماعت، اہل سنت والجماعت لکھا ہے۔ یہ کون سے قائدہ اور قرینہ پیہے؟ اہل سنت وجماعت ہوتا ہے یا اہلسنت والجماعت۔ (دیکھو عبارات ص ۱۴۷ و ص ۱۵۳ و ص ۱۹۲)

اس زعم و جہالت پر شیخ الحدیث اور محدث بنے ہوئے ہیں۔ یہاں ہم یہ حقیقت واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ سرفراز صاحب نے جو ص ۱۹۲، ص ۱۹۳ اور ص ۱۹۴ پر شرح موافقت۔ شرح طوابع الانوار و تفسیر کبیر کے جو بے ربط حوالے حفظ الامیان

کی غلیظ و حبیث عبارت کی تائید میں اپنے علم و تحقیق کا رعب قائم کرنے کے لئے
نقل کر دیئے ہیں۔ یہ اس بے چارے کا کوئی اپنا ذاتی تحقیقی کرشمہ نہیں ہے
بلکہ اس سے پہلے مناظرہ بریلی میں اور مناظرہ روری و مناظرہ سلاں والی میں منظور
سنجھلی اور مناظرہ احمد آباد بھارت میں سلطان حسن سنجھلی اور مولوی مرتضیٰ حسن
بھنگی چاندپوری اپنے مسائل میں اور عبدالشکور کاکوری و صاحب المتفاح المحدث
وغیرہ متعدد بار نقل کر چکے ہیں اور نصرت خداداد مناظرہ بریلی کی مفصل روئیداد
میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد صاحب لاکھپوری قدس سرہ
سے مناظرہ درمی و سلاوالی میں شیر بلشیہ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب
لاکھنوی علیہ الرحمۃ سے مناظرہ احمد آباد میں بھی محدث اعظم علیہ الرحمۃ سے مناظرہ تلون میں
علامہ مفتی ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی مرحوم سے اور پھر علامہ ابو الفتح عبید الرضا
محمد حشمت علیخان صاحب سے مناظرہ سمدھن فرخ آباد مناظرہ راندھیر ضلع سورت۔
مناظرہ بھاوپور ضلع بستری یوپی میں منہ کی کھا چکے ہیں حفظ الایمان کی تائید میں سرفراز
صاحب کے اکابر شرح موافق۔ و تفسیر کبیر وغیرہ کا نام لینا چھوڑ گئے تھے۔ اب
انہی حوالوں کی ان کی کتابوں سے نقل مار کر سرفراز صاحب خود محقق و مناظر بننا
چاہتے ہیں۔ یہ حوالے کوئی ایسی رازہ نہیں ہیں۔ شرح موافق و تفسیر کبیر کو تنہا سرفراز
صاحب کے پاس ہی نہیں۔ بہر حال ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سرفراز صاحب
کی کوئی اپنی علمی تحقیق و کاوش نہیں ہے۔ یہ تو ناقل ہیں۔ لکیر کے فقیر جو کچھ ان
کے بڑے بوڑھوں نے لکھ دیا۔ آنکھیں بند کر کے اس نے نقل کر دیا۔ سرفراز
صاحب کو تو علم و تحقیق کی ہوا بھی نہیں لگی۔ وہ تاجدار علم و فن اعلیٰ حضرت امام زین

اللہ عنہ کے زور قلم کا جواب جھاڑو کے تنکے سے دینا چاہتے ہیں۔ ان کا علمی کارنامہ تو قصہ کہانی اور ڈھکوسلا بازی تک محدود ہے "حسام الحرمین" میں مذکورہ دلائل اور حوالہ جات کو تو چھوا تک نہیں۔ بلکہ مسخرہ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے پھبتیوں اور ڈھکوسلا بازیوں سے کام چلایا ہے اور لطیفہ بازی پر نحساً کیا ہے۔ ایک طرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دلائل اور تحقیقات اور دوسری طرف سرفراز صاحب کی پہلی نئے لکھتا ہے۔

"کسی شخص نے (جن کی طبیعت غالباً خان صاحب بریلوی سے ملتی ہوگی۔ دوسرے سے سوال کیا۔ کہ بھیا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا۔ حاجی... تو سائل نے بوں تشریح شروع کر دی۔ کہ حاجی بر وزن چاجی اور چاجی کے معنی ہوتے ہیں۔ کمان کے اور کمان بر وزن گمان ہے اور گمان کے معنی ہوتے ہیں شک اور شک بر وزن سگ ہے اور سگ کے معنی ہوتے ہیں گتا۔ لہذا ثابت ہوا تم کتے ہو" (عبارات اکابر ص ۲) ذرا غور کیجیے سرفراز صاحب کا علم و تحقیق۔ قصہ کہانی اور لطیفہ بازی کی یہ عادت سرفراز صاحب تک ہی نہیں۔ ان کے بڑوں کا بھی یہی شیوہ رہا ہے۔ وہ بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے دلائل کی مارے عاجز آ کر قصہ کہانیوں سے دل بہلا لیا کرتے تھے۔ فارمین کرام کی غنیافت طبع کے لئے ہم سرفراز صاحب کے حکیم الامت برٹشی مجدد و تھانوی جی کی ایک من گھڑت کہانی سناتے ہیں۔ وہ بھی مزے لے لے کر لطیفہ بازی سے اہلسنت کے دلائل کا توڑ فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ مجددیت کا بھرم قائم رہے۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

" ایک ملا کی حکایت سنی ہے۔ کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی۔ اس میں ایک ملا رہتا تھا۔ ایک بڑھیا فاتحہ کا کھانا ملا کے لئے لائی۔ اتفاق سے اس وقت ملا مسجد میں تھا نہیں۔ ایک مسافر مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس عورت نے ادل ملا کو آواز دی۔ جب وہ نہ بولا۔ یہ خیال کیا کہ مقصود تو نواب ہے۔ لاواہی مسافر کو دے دو۔ چنانچہ وہ چیز کھانے کی مسافر کو دیکر چلی دی۔ یہ مسجد کے دروازے سے نکلی ہی تھی۔ کہ ملا آگیا۔ اس عورت سے دریافت کیا۔ کہاں آئی تھی۔ کہا کہ فلاں چیز کھانے کی لائی۔ مگر تم نہ تھے اس لئے مسافر کو دیکر چلی آئی یہ سن کر ملا کو آگ لگ گئی اور خیال کیا کہ یہ تو بڑی راہ نکلی۔ اب ہماری تخصیص مٹ جاوے گی۔ مسجد میں پہنچا اور ایک لٹھ ہاتھ میں لے کر تمام صحن میں دیوانوں کی طرح مارتا پھرنے لگا۔ آخر میں خود دھڑام سے گر گیا۔

گاؤں والے جمع ہو گئے۔ سوال کرنے پر کہا۔ بس اب میرا یہاں گزر نہیں اور کہیں جا رہوں گا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی۔ کہا کہ بات یہ ہے۔ کہ میں تو یہاں کے مردوں کو پہچانتا ہوں۔ مسافر پہچانتا نہیں۔ جب مردے جمع ہوئے۔ اس مسافر نے تقسیم میں گڑ بڑ کی۔ اسکو ناواقف سمجھ کر کچھ بولے نہیں۔ جب میں آیا میرے سر ہو گئے۔ مجھ کو لپٹ گئے۔ میں نے کتنا ہی ہٹایا۔ لٹھ بچایا۔ کہ جب مجھے دی ہی نہیں تھی کہ کہاں سے دوں۔ مگر ایک نہ سنی۔ آخر سب نے مل کر مجھ کو گرا دیا۔ اب اگر ایسا ہی ہوا۔ میں تو مر جاؤں گا۔ اس لئے جاتا ہوں دوسری جگہ۔ گاؤں والے بیچاروں نے متفق ہو کر کہا۔ بس جی ملا ہی کو دیا کریں گے۔ "

(الافاضات الیومیہ ص ۷۷ جلد ۲)

مقام غور ہے۔ یہ ہیں ان بے چاروں کے دلائل۔ یہ ہے ان کی علمی تحقیقات۔ اس زعمِ جہالت پر حکیم الامت بھی ہیں اور شیخ الحدیث بھی۔ تعجب ہے کہ نہ سرفراز صاحب نے بتایا کہ یہ کہاں کا واقعہ ہے۔ کہ ان کے حاجی صاحب کا معنی کتا کیا گیا تھا۔ نہ تھا تو ہی صاحب نے حوالہ دیا۔ کہ انہوں نے کس شہر کی کس مسجد میں یہ واقعہ بچشم خود دیکھا یا سنا۔؟

بہر حال عبارات اکابر ایسے ہی کہانیوں۔ نقالیوں اور شدید مغالطوں کا مجموعہ ہے۔ اس کا رد و ابطال پر لیشیان ذہنوں کو سکون بخشنے گا۔ اور گمراہی و بے راہ روی کے اس دور میں مغالطوں سے نجات دیگا۔ ہمیں عبارات اکابر کے رد و ابطال کی حسرت رہی۔ ہم فاضل گرامی جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کا یہ جواب مقبول خاص و عام ہو۔ اور یہ جواب بھی علامہ الحاج ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کے مجموعہ "دیوبندی حقائق" کی طرح لاجواب و ناقابل تردید ثابت ہو۔ آمین۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد سید الانس و الجنة و علی آلہ و صحبہ و اہلہ و حزینہ اجمعین و الحمد للہ رب العالمین۔

(فقیر قادری گداے رضوی محمد حسن علی غفرلہ الولی الوار رضا میلیسی)

مقدمہ

دُنیا کی کسی عدالت میں جب کوئی دعویٰ دائر کیا جاتا ہے۔ تو دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے سچی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب شہادت مکمل ہو جاتی ہے تو مخالف فریق اپنے وکیل کے ذریعے گواہوں پر جرح کرتا ہے۔ تاکہ مقدمہ جھوٹا ثابت ہو جائے۔ چنانچہ ملزم کا وکیل جرح کے دوران گواہ پر سوال کرتا ہے۔ کہ فلاں مقدمہ میں تم نے جھوٹی گواہی دی تھی؟ کیا تم موقع واردات پر حاضر تھے؟ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا ہے؟ جب تم کو کوئی علم ہی نہیں تو جھوٹی گواہی کیوں دیتے ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔

اصل میں مخالف فریق گواہ پر اعتراضات اس لئے کرتا ہے کہ کسی طرح اصل مقدمہ خارج ہو جائے۔ کیونکہ شہادت پر ہی دعویٰ کا دار و مدار ہے۔ اگر گواہ سچا ہے تو مقدمہ کامیاب ہے خیر یہ تو تھی ایک مثال جو میں نے اصل مسئلہ کو سمجھانے کیلئے دی ہے۔

اب سنیئے اصل دعویٰ کیا ہے اور اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے یعنی شہادت کیا ہے۔

تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا دعویٰ ہے۔ لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ یہ تو ہے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا دعویٰ۔ اس دعویٰ کی دلیل

ہے مُحَمَّدٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ اللّٰهُ تَعَالٰی وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اس پر گواہ بھی
صرف اور صرف ایک محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی توحید باری
تعالیٰ پر فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں۔ اس وقت کم و بیش
نوے کروڑ مسلمان ہیں سب ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔
مخالفین لوگ توحید باری تعالیٰ کے سچے گواہ پر جرح کرتے ہیں۔ اور کئی جینی
کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا
کبھی کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام ہمارے جیب بشر ہیں کبھی کہتے ہیں آپ
ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم چھوٹے بھائی ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم مکر مٹی میں مل گئے۔ (نعوذ باللہ) کبھی کہتے ہیں کہ آپ کی
بشر جیسے تعریف کرو۔ بلکہ اس سے بھی کم کرو۔ کبھی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا علم شریف بچوں۔ یا گلوں اور جانوروں جیسا ہے (معاذ اللہ)
کبھی کہتے ہیں کہ سب انبیائے کرام گاؤں کے چوہری کی طرح ہیں۔ کبھی کہتے
ہیں کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے سامنے چار سے بھی زیادہ
ذلیل ہے (معاذ اللہ) کبھی کہتے ہیں کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا خیال آنا بیل اور گدھے کے خیال آنے سے بھی بدتر ہے (نعوذ باللہ)
کبھی کہتے ہیں جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں۔
کبھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کم ہے۔
کبھی کہتے ہیں کہ مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے پہلے حضور علیہ السلام اردو
زبان نہیں جانتے تھے۔ کبھی کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جھوٹ بولنے پر

قادری ہے (نعوذ باللہ من ہذا الخرافات)

ناظرین حضرات غور فرمائیں۔ شان رسالت میں ایسے بے ادب اور گستاخ الفاظ لکھنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جو امتی ہے وہ اپنے نبی علیہ السلام پر نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ اور جو نبی علیہ السلام پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ وہ امتی ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس نے توحید باری تعالیٰ کے سرکاری گواہ پر نکتہ چینی کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ يُطِغِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ یعنی جس نے رسول پاک کا حکم مانا۔ بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی تابعداری ہے۔ اور اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ دراصل وہ اللہ تعالیٰ پر ہی نکتہ چینی کرتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان بے ادب اور گستاخ ہے۔ اسے توحید پرستوں! یہ تمام حوالے تمہاری ہی کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ اب سنو توحید باری تعالیٰ کا گواہ وہ ہو سکتا ہے جو ان تمام مذکورہ بالا عیوب و نقائص سے پاک ہو اور بے مثل اور بے نظیر ہو۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا حبیب ہو اور وہ جناب محمد مصطفیٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی واحد ذات گرامی ہے

جن کا کلمہ شریف بے شمار مسلمانوں کی زبان پر جاری ہے۔ ساری روئے زمین کے مسلمانوں جن و انس کو توحید کا جام پلانے والے تمہارے جلیبے لبشر نہیں ہو سکتے۔ وہ بے مثل خدا کے بے مثل رسول ہیں۔ وہ بے عیب خدا کے بے عیب جلیب ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب بناؤ توحید پرستو۔ تمہاری توحید کہاں ہے؟ اور تمہاری مسلمانی کیسی ہے۔ جس توحید کو تم مانتے ہو۔ وہ تو شیطانی توحید ہے دیکھو لو اس کا کیا حال ہوا۔ وہ بھی تو بڑا توحید پرست تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کا تا فرمان تھا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی نہ کیا۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا منکر تھا۔ اسی لئے راندہ درگاہ ہو گیا۔ اب ثابت ہو گیا۔ کہ جو شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا منکر ہو اور شان رسالت و نبوت میں بے ادب اور گستاخ عبار میں لکھے اور چھاپے اس کی توحید شیطانی توحید ہے رحمانی توحید نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ انشاء اللہ آگے چل کر میں ان عبارتوں کے من و عن حوالے نقل کرونگا۔ اور ان کے جواب تحریر کرونگا تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے اور ناظرین انصاف سے خود فیصلہ فرما سکیں۔

(محمد اسماعیل نقشبندی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝
وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ۝

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے
حمد ہے اس خدا کیلئے جو پروردگار عالم ہے۔ جو رحمن و رحیم۔ کریم و حلیم
ہے۔ جس نے ایک امر کُن سے ساری کائنات بنائی اور انسان کو عزت و کرامت
کا تاج پہنایا۔ جس نے فضل و کرم جو دو سخا کے دریا بہا دیئے۔ انعام و اکرام
کی بارش فرمائی اور اپنے محبوب کو ہماری ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور
تمام جہان کے لئے رحمت بنایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

وَرُوْدُ هُوَ اس نبی اکرم رسول مکرّم سید عالم نور محسّم احمد مجتبیٰ جناب محمد
مصطفیٰ علیہ التحیة و النبا پر جو اللہ عزوجل کے خلیفہ اعظم نائب اکبر اور آخری رسول
ہیں۔ جن کی ذات ستودہ صفات پر نبوت و رسالت نازل کرتی ہے۔ اور جن کی
عظمت و رفعت شوکت و جلال کا خطبہ جو رب العالمین پڑھتا ہے۔ سلام ہو
اس نبی محترم پر جو رحمتہ للعالمین ہے۔ کوثر کا ساتی جنت کا قاسم۔ مملکت خداوندی
کا مالک غریبوں، مفلسوں کا مددگار یتیموں بے کسوں کا والی۔ اور بے سہاروں
کا سہارا ہے۔ اور وہ اللہ کا محبوب اور ساری مخلوق کا مخدوم ہے۔ اور بے مثل
بے نظیر ہے۔ کیونکہ آپ ساری مخلوق الہی کے لئے رحمت ہیں اور جو محبوب الہی

ساری مخلوق الہی کے لیے رحمت ہو۔ وہ ہرگز کسی کی مثل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو گستاخانِ بارگاہِ نبوی نے مشہور کر رکھا ہے کہ اہل سنت و جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ کہ آپ کو خدا کا مرتبہ دے دیتے ہیں۔ گستاخوں کا ایسا کہنا عوام کو دھوکا میں مبتلا کرنا ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آنحضرت کی بشریت کا منکر نہیں ہے۔ سب مانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ کامل انسان ہیں۔ خدا کی مخلوق ہیں۔ جن و فرشتہ نہیں ہیں۔ خدا یا خدا کے شریک بھی نہیں۔ مگر وہ خدا سے جدا بھی نہیں۔

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو

اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانے کیا ہو

یہ تو بالکل بدینی بات ہے کہ حضور علیہ السلام بشر ہیں۔ اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر تو ہیں مگر کیسے بشر ہیں؟ گستاخ و بے باک لوگ آپ کو اپنے جیسا بشر اپنے جیسا انسان کہتے ہیں اور اہل سنت و جماعت یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا جہالت و حماقت ہے۔ اور گمراہی و بے دینی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین اور بے ادبی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ضرور ہیں۔

بشر ضرور ہیں لیکن وہ داخلِ انام نہیں

شمارِ دانہ تسبیح میں امام نہیں

بے مثل نوری بشریت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ، پارہ ۶ آیت ۱۵

اے اللہ کے بندو! تمہارے پاس بڑی شان والا نور اور کھلی ہوئی کتاب آگئی۔ اس نور سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہے۔ حضرت امام عبدالرزاق رضی اللہ عنہ امام بخاری کے استاذ الاتاذ ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ نے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا: يَا جَابِرُ إِنَّ لِلَّهِ تَخْلُقُ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورًا نَبِيْلًا مِنْ نُورِهِ ۚ ترجمہ اے جابر اللہ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ ف۔ حدیث ہذا میں من نورہ کا لفظ ہے ہ کی ضمیر خاص ذات خدا کی طرف لوٹتی ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا نور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے پیدا ہوا ہے۔ صفاتی نور سے نہیں۔

اس حدیث شریف کو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نشر الطیب کتاب میں بھی نقل کیا ہے۔ دیوبندی حضرات کی تسلی کے لئے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں

پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیا سے پہلے اللہ تعالیٰ نے

کو کسی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بائیں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا) بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کر رہا۔ اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا۔ اور نہ فرشتہ تھا۔ اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا۔ نہ جن تھا اور نہ انسان تھا۔ جب پھر اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو اس نور کے چار حصے کئے۔ اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے حصے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے۔

ف۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا با ولایت حقیقیہ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن جن اشیا کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیا کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے

نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی تھانوی

اب رہا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے کیونکر اور کس کیفیت سے پیدا ہوا۔ اس کی کیفیت اور اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو حدیث مذکور پر ایمان لانا ہی ضروری ہے اور یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا عین ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر حضور علیہ السلام کے نور میں آ گیا ہے۔ یہ گمراہی اور خالص کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور جز کل سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے پیدا ہونے کی یہ مثال

دی جاسکتی ہے کہ ایک شمع سے ہزار شمعیں روشن کی جائیں۔ تو ظاہر ہے کہ پہلی شمع کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر دوسری شمعوں میں نہ آیا۔ دوسری مثال یہ بھی دی جاسکتی ہے۔ کہ آفتاب جو چوتھے آسمان پر ہے۔ جب طلوع ہوتا ہے تو سارے جہان کو روشن کر دیتا ہے۔ گویا کہ تمام دنیا والوں کو اپنی روشنی سے فیض پہنچاتا ہے۔ مگر نہ تو آفتاب کا کوئی ٹکڑا جدا ہوا۔ اور نہ ہی اس کے نور میں کمی آئی۔ اور نہ سورج کے نور کا کوئی حصہ منتقل ہوا۔ بلا تمثیل یہی حال حضور علیہ السلام کے نور کا خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کے فیض سے ہے۔ اب ایک تیسری مثال اور سنیے آفتاب کے سامنے ایک بڑا شیشہ رکھ دیجئے تو آفتاب جو چوتھے آسمان پر موجود ہے۔ اس شیشہ میں نظر آنے لگے گا۔ لیکن کوئی عقلمند آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عین آفتاب ہے۔ کیونکہ وہ تو آفتاب کا عکس ہے۔ عین آفتاب نہیں بلکہ وہ آفتاب کا جلوہ ہے۔ بلا تمثیل یہی حال حضور علیہ السلام کے نور کے خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ ہے۔ جز نہیں۔

دیوبندی علماء اپنے اکابرین علماء کو نور مانا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ دیوبندی اکابر علماء کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔
حوالہ نمبر ۱۔ والد مرحوم نے فرمایا۔ کہ مولانا محمود الحسن فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے یہ سارے بزرگ آفتاب و مہتاب تھے۔ ایک سے ایک اعلیٰ و افضل تھا۔ ارواح ثلاثہ

صفحہ ۲۶۳ حکایت نمبر ۲۴۸ - مصنف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

حوالہ نمبر ۲ - مولانا رفیع الدین فرماتے تھے کہ میں ۲۵ برس حضرت مولانا نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور کبھی بلا وضو نہیں گیا۔ میں نے انسانیت سے بالا مرتبہ ان کا دیکھا۔ وہ شخص ایک فرشتہ منقرب تھا۔ جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔

ارداح ثلاثہ ص ۲۵۸ حکایت نمبر ۲۴۰

حوالہ نمبر ۳ - مولانا اسحق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے۔ تاکہ لوگ ان سے مل کر فرشتوں کی قدر کریں۔

ارداح ثلاثہ ص ۷۹ حکایت نمبر ۵۴

حوالہ نمبر ۴ - جس نے آج تک نہ دیکھا ہو نور نبی

دیکھ لے سید حسین احمد کی وہ تصویر میں مدنی نمبر ص ۳

حوالہ نمبر ۵ - مولوی محمود الحسن صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں

چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو

تھی اس نور محستم کے کفن میں وہ ہی عیرانی مرتبہ محمود الحسن ص ۱۴

ناظرین حضرات یہ پانچ حوالے ہیں نے دیوبندی حضرات کی کتابوں سے

من وعن نقل کر دیئے ہیں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ اکابرین

ہمارے دیوبند سب کے سب نور ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو محستم نور ہیں۔ وہ

ہمارے جیسے بشر کیسے ہوئے؟ جیسے مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان کتاب میں لکھا

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشر کی سی تعریف کر دو۔ بلکہ اس سے بھی کم کر دو جسے

آگے چل کر بیان کروں گا۔

تقویۃ الایمان کتاب کیسی ہے؟

دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا۔ جس کا نام مولوی اسماعیل تھا۔ اس نے محمد بن عبد الوہاب بخاری کی کتاب التوحید کا اردو میں خلاصہ کیا۔ جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا۔ اور اس کی ہندوستان میں اشاعت کی گئی۔ اور لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گئی۔ ہزار ہا بندگان خدا اس کتاب سے گمراہ ہو گئے۔ اور اس کے پروپیگنڈے سے ہزار ہا بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگان دین و اکابر اسلام حتیٰ کہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہو گئے۔ اور اسی تقویۃ الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی۔ اور ہر ایک گھر مولوی اسماعیل کی بدولت معرکہ جنگ بن گیا۔ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ اور ہر طرف شور مہونے لگا۔ یہی وہ پہلی کتاب ہے۔ جس نے سرزمین ہندوستان میں مذہبی آگ لگا کر سب فتنے اٹھائے۔ اس کتاب سے قبل اس ملک میں ان عقائد کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ مولوی اسماعیل صاحب نے یہ لکھ کر دہلی کے مقامی علماء سے چھپڑ چھپاڑ شروع کر دی۔ اور سب کو مشرک اور بدعتی کہنا شروع کر دیا۔ اس وقت دہلی میں حنفی مذہب کے بڑے بڑے جید علماء کرام موجود تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی ان سب علماء کرام نے مولوی اسماعیل صاحب کے اس خطرناک فتنہ اور اس کے عقائد کی خرابی اور اس کی کتاب التوحید پر فریفتہ ہونے کی شکایت حضرت

۲۲/۴

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائی۔ تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسماعیل صاحب سے از حد ناراض ہوئے اور اسکو ان سخت الفاظ کے ڈانٹا۔ میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب نام نہاد (کتاب التوحید) بمبئی سے آئی ہے۔ میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقائد صحیح نہیں۔ بلکہ وہ کتاب بے ادبی بے نصیبی سے بھری پٹری ہے۔ میں آج کل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہوگی تو میں اسکی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم اے (اسماعیل) بھی نوجوان بچے ہو۔ ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔

الوار آفتاب و سداقت صفحہ ۵۱۶

حضرت مولانا شاہ فضل رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ سیف الجبار کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے جب تقویۃ الایمان لکھ کر مسک اہلسنت و جماعت کے خلاف عقائد و افکار کا اظہار کیا۔ تو اکثر و بیشتر علماء تحفظ دین و مسک کی خاطر میدان میں اتر آئے۔ بعض نے ان سے اور ان کے ہم خیال علماء سے مناظرہ کیا۔ مثلاً مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی مولانا محمد موسیٰ و صاحبزادگان حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (منطق و کلام کے مسلم الثبوت استاد مولانا محمد فضل حق خیر آبادی مولانا رشید الدین خان اور علماء پشاور وغیر ہم بے شمار علماء نے تصنیف و تالیف کے ذریعے تردید کی۔ بعض نے تقریری طور پر رد و ابطال پر اکتفا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے صاحب علم و فضل شاگرد تھے۔ بلکہ خود حضرت

شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان پر اظہارِ ناراضگی فرمایا۔ حضرت مولانا شاہ محمد
فاخر صاحب الہ آبادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب اسمعیل دہلوی نے
تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک کا فریبنا شروع کیا۔ اس وقت
حضرت شاہ صاحب آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف
بھی تھے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں۔ آنکھوں
سے بھی معذور ہوں۔ ورنہ اس کتاب اور اس عقیدہ فاسدہ کا رد بھی تحفہ
اثنا عشریہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔
سیہ الجیار ص ۲۰

مجھے اندیشہ ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان شورشِ ضرر ہوگی

(مصنف کتاب تقویۃ الایمان کا بیان)

خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول
عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ
مولوی نصر اللہ خان جو رجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اور اس کے بعد مولانا
نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع
کیا۔ جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحق صاحب، مولانا
محمد یعقوب صاحب مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبداللہ
خان علوی، استاد امام بخش صہبانی اور مولانا مملوک علی صاحب بھی تھے۔ اور ان
کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اور
میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں۔ اور بعض جگہ

تشریح بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے۔ شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورشِ ضرور ہوگی۔
ارواحِ ثلاثہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۹

ناظرین حضرات۔ اب معاملہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ انصاف سے فیصلہ کرنا آپ ہی حضرات کا کام ہے تقوینۃ الایمان کتاب پر کسی اہل سنت بریلوی مسدک کے عالم کی یہ تنقید نہیں ہے۔ بلکہ اپنی اس کتاب پر خود مصنف کتاب کا ہی یہ بیان ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے شورشِ ضرور پھیلے گی۔ اب ہر عقلمند آدمی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ جس کام سے فساد کا اندیشہ ہو اس کو ہرگز نہیں کرنا چاہیے تھا۔ جب مصنف تقوینۃ الایمان کو خود اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے شورشِ ضرور ہوگی۔ تو پھر اس کتاب کو چھاپنے کی کیا ضرورت پیش آتی ہے۔

اور پھر وہی ہو کر رہا کہ جس کا اندیشہ مولوی اسمعیل صاحب مصنف تقوینۃ الایمان نے پہلے سے ہی ظاہر فرما دیا تھا۔ کہ اس کتاب کی اشاعت سے شورشِ ضرور ہوگی۔ اور شورش بھی ایسی ہوئی جو آج تک بند نہ ہو سکی۔ کیونکہ یہ ساری کی ساری کتاب ہی بے ادبیوں اور گستاخیوں سے بھری پڑی ہے۔

تقویۃ الایمان کی کفریہ عبارتیں اور جواب

کفریہ عبارت نمبر ۱

مولوی اسماعیل صاحب تقویۃ الایمان ص ۶ پر لکھتے ہیں۔ کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہاں بڑے بزرگ سے انبیار اولیاء مراد ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد لکھا ہے۔ جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔

ہمارے نزدیک تو خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے بڑی مخلوق حضرت انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ اور پھر سب سے اعلیٰ و اولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صفات کمالیہ و خاصہ نبوت و اوستا جمیدہ کو چھوڑ کر آپ کو صرف بڑا بھائی بتانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ یہ تو دیوبندی حضرات کے امام الطائفہ نے تقویۃ الایمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی خلیل احمد صاحب اٹھے۔ انہوں نے اپنی برائین فاطحہ میں جملہ بنی آدم کے برابر لکھ دیا۔ جیسے وہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔ البتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل جملہ بنی آدم ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا۔ کہ اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا۔ تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ اب فرمایا: اگر ہم میں سے کوئی کہہ دے کہ مولوی اسماعیل صاحب۔ مولوی رشید احمد صاحب

یا مولوی خلیل احمد صاحب - فرعون - نمرود - ہامان - قارون کے بھائی ہیں۔ تو کیا خلاف نص ہے؟ اب فرمائیے کہ آپ یا آپ کے بھائی دیوبندی حضرات اس پر خوش ہوں گے؟ کیونکہ یہ بھی مماثل میں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ایسے الفاظ کا استعمال جو بے ادبی گستاخی سے بھرے ہوئے ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے محابا تحریر کئے جائیں۔ اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دے دیں۔ مگر اپنے مولویوں کے لئے ایسے الفاظ کبھی برداشت نہ کر سکیں۔

حضور اقدس کو بڑا بھائی بتانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے؟ بڑے بھائی کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح بھی درست ہے۔ لیکن جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں تمام امت کے لئے حرام ہیں۔ کیونکہ وہ سب مومنوں کی مائیں ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا کس قدر بارگاہ نبوت کی توہین ہے۔ کوئی اپنے باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا۔ اگر کہے تو گستاخ اور بے ادب ہے۔ باپ۔ دادا۔ استاد۔ پیر آقا۔ بادشاہ سب ہی اس در کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر ہے۔ صحابہ کرام کا ادب تھا۔ کہ حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے وقت کہتے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اصحاب کرام بات بات میں جن پر ماں باپ کو قربان کریں۔ ان کو بڑے بھائی کے برابر بتانا نہایت بے ادبی اور گستاخی ہے۔

مصنف "عبارات اکابر" کا عقیدہ

نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب اسی بے ادب اور گستاخ
عبارت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ شرعی اعتبار سے تو ان میں سے کوئی امر بھی
توہین کا موجب نہیں۔ کیونکہ خود اسی حدیث پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
- مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا۔ کہ تم اپنے بھائی (یعنی میری عزت
کر۔ اور قرآن کریم میں آتا ہے۔ **انما المؤمنون اخوة**۔ کہ سب مومن آپس
میں بھائی بھائی ہیں۔ - عبارات اکابر حصہ اول ص ۶۶

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اضعاً اپنے آپ کو بھائی فرمایا۔ کہ
اپنے بھائی کی عزت کرو۔ لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہوا۔ کہ آپ کو بھائی
کہہ کر پکارو؟ بھائی کہنے میں حضور علیہ السلام کی عزت ہے۔ تو اضع کے کلمے
تواضع کرنے والے کا تو کمال ہوتے ہیں۔ مگر ان کو لوٹ کر کہہ دینا گستاخی ہوتا ہے
اب رہا یہ سوال کہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ سب مومن آپس میں بھائی
بھائی ہیں۔ تو پھر خداوند کریم کو بھی معاذ اللہ بھائی کہو گے؟ کیونکہ قرآن شریف
میں آتا ہے **الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ**۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عام
مومنین میں صرف لفظ مومن کا اشتراک ہے۔ جیسے رب تعالیٰ اور عام مومنین
میں نہ کہ حقیقت میں۔ -

رب تعالیٰ اور معنی سے مومن ہے۔ اور ہم اور طرح۔ ایسے ہی حضور

صلی اللہ علیہ وسلم اور معنی سے مومن ہیں۔ اور ہم اور طرح۔ اور یہ جو آپ نے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے۔ کہ حضرت میں تو آپ
اکا بھائی ہوں۔ پھر یہ رشتہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ تو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب کی رو سے
میرے بھائی ہو۔ یعنی یہ رشتہ میرے لئے حلال ہے۔ اس کے بعد رشتہ ہو گیا۔
جواب۔ آپ کے اس بیان سے کیسے ثابت ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے؟ یا یہ ثابت کرو۔ کہ جناب صدیق اکبر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی آپ کو بھائی کہہ کر پکارا ہو؟ بلکہ آپ تو یا رسول اللہ
کہہ کر پکارتے تھے۔ اور اگر روایت کرتے ہیں۔ تب بھی آپ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اور جو حضرات رشتہ کے اعتبار سے بھائی ہیں۔
وہ بھی آپ کو بھائی کہہ کر نہیں پکارتے۔ تو ہم کمینوں غلاموں کو کیا حق ہے
کہ آپ کو بھائی کہہ کر پکاریں۔ گھر میں ماں۔ بہن۔ بیوی۔ بیٹی سب ہی
عورتیں ہیں۔ مگر ان کے نام و کام و احکام جدا گانہ ہیں۔ جو ماں کو بیوی یا
بیوی کو ماں کہہ کر پکارے وہ بے ایمان ہی ہے۔ اور جو ان سب کو ایک
نگاہ سے دیکھے وہ مردود ہے۔ ایسے ہی جو نبی اور امتی میں فرق نہ کرے
وہ ملعون ہے مردود ہے۔ اور جو امتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی
کہہ کر پکارے وہ بے ادب اور گستاخ ہے۔ علماء مشائخ اپنے آپ کو
بندہ ذلیل۔ سگ دنیا۔ کمترین خلائق لکھا کرتے ہیں۔ تو دوسروں کو بھی ان
کی شان میں یہ الفاظ استعمال کرنے جائز ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہی
وجہ ہے کہ کسی صحابی نے کبھی بھی آپ کو بھائی نہ کہا۔ لہذا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے تو اضعافاً اپنے آپ کو بھائی فرمایا۔ تو اس کو دلیل بنانا انتہا ہیے کی جہالت ہے۔ ایک بادشاہ اپنے آپ کو رعایا کا خادم ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کا خادم ہوں۔ تو رعایا کو حق نہیں کہ اپنے بادشاہ کو خادم کہہ کر پکائے۔ دور کیوں جلتے ہو۔ آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب اپنے آپ کو بندہ ذلیل لکھتے ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الرشید حصہ اول تو فرمائیے کسی دیوبندی نے کبھی آپ کو ذلیل لکھا؟ اور سنیے! مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی محمد قاسم کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ جس شخص کے قلب میں ایمان کی طرح یہ راسخ ہو چکا ہو۔ کہ دنیا میں اس سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی مستی نہیں ہے۔ ارواح ثلاثہ ص ۲۵۳ فرمائیے کسی دیوبندی مولوی صاحب نے نا تو تو ہی صاحب کو ذلیل و خوار لکھا؟ ہرگز نہیں۔ اور سنیے سید احمد صاحب کے ایک مرید نے کہا۔ کہ واللہ باللہ جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہوں۔ سید صاحب ہی نظر آتے ہیں۔ وہ میری آنکھوں میں بھی ہیں۔ یہ الفاظ اُس نے تین دفعہ زور زور سے کہے۔ سید صاحب نے کواڑ کھول کر اپنا چہرہ نکالا۔ اور زور سے فرمایا۔ کہ خاموش! اور مجھ کتے کی صورت اپنے سامنے سے منہدم کر۔ یہ الفاظ آپ نے بھی تین دفعہ فرمائے۔ ارواح ثلاثہ ص ۱۱ کیوں جناب یہ الفاظ اپنے متعلق تو اضعاف کے طور پر جو سید صاحب فرمائیے تھے کسی دوسرے کو بھی یہی الفاظ لوٹ کر کہنے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے آپ کو تو اضعافاً بھائی ارشاد فرما رہے ہیں۔ کسی اُمّتی کا آپ کو بھائی کہنا کب جائز ہو سکتا ہے؟

خود پروردگار عالم نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد
یا کہ اخاہ المؤمنین سے نہ پکارا۔ بلکہ یا ایہا نبی یا ایہا رسول یا ایہا المنزل
یا ایہا المدثر وغیرہ پیارے القاب سے پکارا۔ حالانکہ وہ رب کریم ہے
تو ہم غلاموں کو کیا حق ہے۔ کہ اس ذات کریم کو لبشر یا بھائی کہہ کر پکاریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنے والوں پر تمام دیوبندی اکابر علماء کا فتویٰ کفر

ملاحظہ فرمائیے!

”جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے
جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارا
عقیدہ یہ ہے۔ کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ المہنداردوست
اس کتاب پر تمام اکابرین علماء دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔

گنگھڑوی صاحب اب فیصلہ آپ خود کر لیں کہ اس فتوے کی زد میں کون کون
حضرات آسکتے ہیں۔ کیا مولوی اسماعیل صاحب بھی اس حکم کی زد میں ہیں
یا نہیں؟ کیونکہ انہوں نے ہی تو ایسا لکھا ہے۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ وہ بڑا
بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ جیسے کہ اوپر تفصیل سے
لکھا جا چکا ہے۔ اور گنگوہی صاحب نے بھی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے
چونکہ حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا۔ کہ مجھ کو بھائی کہو۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹۶
یہ سراسر بہتان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں یہ نہیں

فرمایا کہ مجھ کو بھائی کہہ کر پکارو۔ یہ تو صاف صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ لگایا گیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جو میرے پر جھوٹ لگائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ حکم بھی آپ ہی کے بزرگوں کا ہے۔ کسی بریلوی عقیدے کے عالم کا نہیں۔ بریلوی علماء حضرات کے خلاف خواہ مخواہ زہرا گل رہے ہیں۔ ان کا کیا تصور ہے؟ اپنے گھر کی خبر لیجئے۔ اور ہم کو اس فریب کاری سے بھی آگاہ کیجئے۔ کہ مولوی اسماعیل تو لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ بلکہ اس سے بھی کم کیجئے۔ اور یہ حضرات بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنے والوں کو دائرہ ایمان سے خارج کرنے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اور مفتاویٰ رشیدیہ میں مولوی گنگوہی صاحب نے مولوی اسماعیل کی تعریف بھی کی ہے اور تقویۃ الایمان کتاب کی تعریف بھی کی ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں "مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی، بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے خلیق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے۔ اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو۔ وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ اب یہ فیصلہ آپ کے انصاف پر ہے۔ کہ مولوی اسماعیل صاحب حق پر ہیں۔ یا تمام علمائے دیوبند؟ مولوی اسماعیل صاحب تو کسی صورت حق پر نہیں ہو سکتے۔

کیونکہ ان کی بے ادبانہ اور گستاخانہ عبارات تقویت الایمان کتاب میں صاف موجود ہیں۔ چونکہ یہ عبارت سلیس الفاظ اور دو میں لکھی ہوئی ہے۔ کوئی عبرانی زبان میں نہیں۔ کہ جو سمجھی نہ جاسکتی ہو۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسی گستاخ عبارت کے معنی کچھ اور لئے جاسکتے ہوں۔ بلکہ وہی معنی مراد لئے جاسکتے ہیں جو عبارات کے الفاظ سے نکل سکتے ہو۔ اسی تقویت الایمان کے صفحہ ۶۴ پر خود مولوی اسماعیل صاحب لکھ چکے ہیں کہ یہ بات محض بے جا ہے۔ کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے۔ اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے۔ اب ثابت ہو گیا۔ کہ گستاخ عبارت کی کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ اب مولوی اسماعیل صاحب کا باطل پر ہونا۔ روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ کیونکہ شان رسالت میں بے ادب کلمے لکھنے والا بے ادب ہوتا ہے۔

اب رہا یہ سوال۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو مولوی اسماعیل صاحب اور انہی کتاب تقویت الایمان کی تعریف کر رہے ہیں۔ دوسری طرف تمام علمائے دیوبند حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنے والوں کو دائرہ ایمان سے خارج کرنے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے۔ یہ وہی جاہلی ہم کو اس مکاری کا کوئی علم نہیں۔ ہم تو صرف استفادہ جانتے ہیں۔ کہ ان سب حضرات کا عقیدہ وہی ہے۔ کہ جیسا مولوی اسماعیل صاحب نے تقویت الایمان میں لکھا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کی جائے۔ یا اس سے کم کی جائے اگر آپ نے یہ فیصلہ ہی کر دیا ہے۔ تو آپ سیدھے نصرت العلوم چلے جائیے اور شیخ الحدیث صفدر صاحب سے ملاقات کر کے ان کی خدمت میں یہ سوال پیش

کریں۔ کہ جناب گنگوہی صاحب تو مولوی اسمعیل صاحب کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ دوسری طرف تمام علمائے دیوبند حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنے والوں کو دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اصل میں مولوی اسمعیل صاحب نے یہی لکھا ہے۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور عبارت بھی صاف ہے۔ اس کی کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ تو ارشاد فرمائیے کہ مولوی اسمعیل صاحب کے متعلق گنگوہی صاحب کا ارشاد درست ہے۔ یا تمام اکابرین علماء کا فتویٰ درست ہے؟ جو المہند کتاب میں چھپ چکا ہوا ہے۔ اور اس کتاب پر تمام اکابرین علماء دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔ اب یہاں مصنف عبارات اکابر شیخ الحدیث صفدر صاحب کی ایک عبارت نقل کرتا ہوں لکھتے ہیں "یہ اہل بدعت کے نجث باطن اور سیاہ دلی کا عبرت ناک کارنامہ ہے۔ کہ وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں اور عوام الناس کو یہ باور کرانے کے درپے ہیں۔ کہ معاذ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ اسمعیل شہید فی سبیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا اتنا ہی حق تسلیم کرتے ہیں۔ جتنا کہ بڑے بھائی کا ہوتا ہے۔ اور ظاہرات ہے کہ اہل اسلام میں سے کسی کا یہ باطل عقیدہ نہیں ہو سکتا کہ یہ عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا وہ درجہ وہ شان اور وہ مرتبہ ہے۔ کہ نہ کسی اور بشر کا ہے۔ اور نہ فرشتہ کا نہ کعبہ کا اور نہ لوح و قلم کا جتنی کہ عرش عظیم کا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے بعد ساری کائنات اور تمام مخلوق میں صرف آپ ہی کا درجہ اور مقام ہے۔"

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" عبارات اکابر ص ۷۷-۷۸

تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں بے ادبی اور گستاخی کی بدعت اور ضلالت کو جاری کرنے والے پہلے شخص مولوی اسماعیل ہی ہیں جنہوں نے شان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ لکھے۔ اور صاف الفاظ میں لکھا۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ اس کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کیجئے۔ اور جو بشر کی سی تعریف ہو۔ سو وہ ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ ناظرین حضرات! غور فرمائیے۔ کیا یہ لاطینی زبان ہے؟ یا عبرانی زبان ہے؟ اور کیا یہ سریانی زبان ہے؟ جس کے سمجھنے والے نایاب ہوں۔ یہ تو صاف اور سلیس اردو زبان ہے۔ جو معمولی طالب علم پر امری ہیں پڑھنے والہ بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ الفاظ شان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے ہیں اور ان کے لکھنے والا سخت بے ادب اور گستاخ ہے۔ اور اس بے ادبی اور گستاخی کی بدعت ضلالت کو جاری کرنے والا ہے۔ اور اس بے ادبی اور گستاخی کی بدعت کی حمایت کرنے والا۔ اور اس کی تائید میں کتابیں لکھنے والا سب سے زیادہ بدعتی اور اول درجے کا بے ادب اور گستاخ ہے۔ اور یہ اس کے خبیث باطن اور سیاہ دلی کا عبرت ناک کارنامہ ہے۔ ان کے حمایتی بتائیں تو سہی یہ قرآن شریف اور حدیث شریف میں کہاں آیا ہے۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہ ہے دین میں احداث بدعت و ضلالت۔ وہابی حضرات نے نبی پاک کا مرتبہ باپ سے بھی کم رکھا۔ استاد اور عالم کے برابر بھی نہ سمجھا۔ انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کمالات عطا فرماتا ہے۔ کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل میں عظمت نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو گوارا نہیں۔ اگر کوئی شخص بادشاہ کے مرتبہ کا ذکر نہ کرے صرف آدمی اور بشر کہے۔ تو بے ادب گستاخ ہے بادشاہ تو بادشاہ باپ کو بھی کوئی یہ نہیں کہتا۔ کہ وہ بھی ایک آدمی ہے۔ خود وہابی حضرات اپنے مولویوں کے لئے بڑے بڑے انقب و آداب استعمال کرتے ہیں۔ اگر ان کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیم نہ ہو۔ تو ناراض ہو جائیں گے۔ آدمی کہہ کر پکاریئے کیسے لال پیسے ہوتے ہیں۔ جب تک مولانا مولوی نہ کہے جائیں۔ راضی ہی نہ ہوں۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف کو روکتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ بھی عظمت کے کلمات سے فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں کو ان کی تعظیم کا توقیر کا حکم دیتا ہے۔ تَعَزُّرُوهُ وَتُقَدِّرُوْهُ۔ تاکہ رسول پاک کی تعظیم اور توقیر کرو۔

اب آپ جو یہ فرما رہے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ درجہ وہ شان اور وہ مرتبہ ہے کہ نہ کسی اور بشر کا ہے اور نہ فرشتہ کا۔ تو آپ کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ کہ حضور علیہ السلام بے مثل ہیں۔ تو پھر یہ فرمائیے کہ آپ کے بھائی کیسے ہوئے؟ آپ کے بھائی کی مثل تو ہزاروں بلکہ لاکھوں ہو سکتے ہیں۔ آگے آپ لکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا وہ مرتبہ ہے۔ کہ نہ کعبہ کا نہ لوح و قلم کا۔ حتیٰ کہ عرش عظیم کا۔ تو پھر فرمائیے حضور علیہ السلام آپ کے بھائی کیسے ہوئے؟ آگے ارشاد ہو رہا ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے بعد ساری کائنات اور تمام مخلوقات میں صرف آپ ہی کا مقام اور درجہ ہے۔ بعد

از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ سبحان اللہ اگر واقعی آپ کا یہی عقیدہ ہے تو پھر ارشاد فرمائیے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بھائی کیسے ہوئے کیونکہ آپ کے قلم سے ثابت ہو رہا ہے۔ حضور انور علیہ السلام ساری خدا کی خدائی میں بے مثل اور بے نظیر ہیں۔ جب وہ بے مثل ثابت ہوئے تو ان کو فقط بھائی کہہ کر پکارنا پرلے درجے کی جہالت ہے۔ اور نشان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ یعنی آپس میں باسم ایک دوسرے کو حسب طرح پکارتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسے نہ پکارو۔ جب قرآن شریف سے ثابت ہو گیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی وغیرہ بربری کے الفاظ سے پکارنا سخت منع ہے۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بھائی کہہ کر پکارتے ہو۔ تو ثابت ہوا کہ نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر یا بڑا بھائی کہہ کر پکارنے والا سخت بے ادب اور پرلے درجے کا گستاخ ہے۔ اور اس کی تائید میں کتابیں لکھنے والا بھی ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

اب ایک سوال کا جواب دیجئے۔ جب قبر میں فرشتے سوال کریں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي حَقِّ هَذَا الرَّجُلِ۔ ان کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو کیا آپ حضرات وہاں بھی یہی جواب دیں گے کہ یہ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ ہمارے ہی جیسے بشر ہیں۔ ذرہ ناچیز سے کم تر ہیں۔ العیاذ باللہ من ذالک۔ اور کیا یہ جواب دے کر عذاب قبر سے آپ

کو چھپکارا حاصل ہوگا؟

کفریہ عبارت نمبر ۲

ناظرین کرام! تقویۃ الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔
مولوی اسمعیل صاحب نے مشکوٰۃ شریف سے ایک حدیث نقل کی جس میں بن
سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے
لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ
لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے
کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے
راجہ کو۔ سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو
کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو؟ کہا میں نے نہیں۔
فرمایا تو مت کرو۔ ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا

ہوں۔ معاذ اللہ! تقویۃ الایمان ص ۶۸

یہ بے باکانہ گستاخی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اخترار۔ حاشا وکلا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر
بہتان ہے۔ نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب اس کفریہ عبارت کو نقل
کر کے خود ہی لکھتے ہیں۔ یہ صحیح حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
زمین پر حرام کر دیا ہے۔ کہ وہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد
کو کھائے۔ گنگھڑوی صاحب سوال تو یہ ہے۔ کہ جو حدیث مولوی اسمعیل صاحب

نے نقل کی ہے۔ اس کے کوئی لفظ کا یہ ترجمہ ہے۔ کہ میں بھی ایک دن
مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ اگر آپ یہ نہیں بتا سکتے۔ تو بتا بھی کیسے سکیں گے
اس حدیث پاک میں کوئی لفظ ایسا ہے ہی نہیں۔ تو اور ہی کوئی حدیث بتا
دیجئے۔ کہ جس میں ایسے الفاظ موجود ہوں۔ آپ تو شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔
لائیے کوئی ایسی حدیث؟ انشاء اللہ قیامت کی صبح تک کوئی دہا پی دیوبندی
ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے گا۔ کہ جس کے یہ الفاظ ہوں۔ جو مولوی اسماعیل دہلوی
نے تقوینۃ الایمان میں اپنی طرف سے جڑ دیئے ہیں۔ یہ صاف طور پر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کو منسوب کیا گیا ہے۔ اور حدیث شریف میں
فرمایا گیا۔ کہ جو میری طرف جھوٹ کو منسوب کرے۔ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے
تعب کی ایک بات یہ بھی ہے۔ کہ مولوی اسماعیل صاحب کو یہ سب سنرا
شہید فی سبیل اللہ لکھتے ہیں۔ تو قرآن شریف کی رو سے مولوی صاحب بھی
زندہ ہوئے۔ عجیب قسم کا عقیدہ ہے۔ کہ مصنف کتاب تقوینۃ الایمان مولوی
اسماعیل تو مر کر بھی زندہ رہیں اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ لکھ جائیں
معاذ اللہ۔ امتی زندہ اور نبی پاک مردہ۔ ناظرین کرام! دیکھا آپ نے یہ
ہے مذہب حضرات دیوبند کا۔

دیوبندی زندہ ہیں

۱۔ ایک صاحب کشف حضرت حافظ ضامن کے مزار پر فاتحہ پڑھنے
گئے۔ بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں۔ بڑے دل لگی باز
ہیں۔ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا۔ تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ فاتحہ

کسی مردہ پر پڑھو۔ یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔ یہ بات
کیا ہے۔ جب لوگوں نے بتلایا۔ کہ یہ شہید ہیں۔ ادرارح ثلاثہ
ص ۲۲۱ حکایت نمبر ۲۰۲۔ مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی۔

۲۔ مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی۔ آپ نے ایک دفعہ فرمایا
کہ بھئی ہم تو قبر میں نماز پڑھا کریں گے۔ دعا ہے کہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ قبر
میں یہ اجازت دے دیں۔ کہ بس نماز پڑھتے جاؤ۔ ادرارح ثلاثہ ص ۳۵۶
۳۔ مولوی احمد علی زندہ ہیں۔ مولوی احمد علی صاحب لاہوری جس طرح
اپنی زندگی میں زندہ تھے۔ آج بھی زندہ و تابندہ ہیں۔ رسالہ خدام الدین
۲۲ فروری ۱۹۶۳ ص ۳۳۔

۴۔ مولوی رشید احمد گنگوہی زندہ ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مرثیہ محمود الحسن صاحب دیوبندی ص ۲۶

ناظرین کرام! غور فرمائیے۔ واقعی دیوبندیوں کے نزدیک مولوی
رشید احمد صاحب کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ گئی کیونکہ
جو کام عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ کر سکے۔ وہ مولوی رشید احمد صاحب نے بھی
کر کے دکھا دیا۔ مردے جلانے میں تو برابر ہی رہے۔ مگر زندوں کو موت
سے بچا لیا۔ اس میں ضرور عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئے۔ جب ہی تو عیسیٰ
علیہ السلام کو ان کی مسیحائی دکھائی جاتی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب

کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھی ہوئی نہ جانتے تو یہ نہ کہتے۔
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم۔ مسلمانوں انصاف کرو۔ کیا اس میں
عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔ یہ ہے دیوبندی
حضرات کا مذہب۔ ان لوگوں کی توحید قائم نہیں رہ سکتی۔ جب تک حضرات
انبیاء علیہ السلام کی توہین نہ کر لیں۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم بھی زندہ ہیں

حضرت عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ مولوی
احمد حسن صاحب امر وہوی اور مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی میں باہم معاشرہ
چشمک تھی۔ اور اس نے بعض حالات کی ہی بنا پر ایک مخاصمت اور متنازعہ کی صورت
اختیار کر لی اور مولانا محمود الحسن صاحب کو اصل جھگڑے میں شریک نہ تھے اور نہ
انہیں اس قسم کے امور سے دل چسپی تھی۔ مگر صورت حالات ایسی پیش آئی۔ کہ مولانا
بھی بجائے غیر جانب دار بننے کے کسی ایک جانب جھک گئے۔ اور یہ واقعہ کچھ نلول
پکڑ گیا۔ اسی دوران ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ
اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا۔ جو دارالعلوم دیوبند میں
ہے۔ مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرہ کے کوار کھول کر اندر داخل ہوئے موسم
سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا۔ کہ پہلے میرا یہ روٹی
کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا۔ تو تر تھا اور خوب بیگ رہا تھا۔ فرمایا
کہ واقعہ یہ ہے۔ کہ ابھی ابھی مولانا نانو تو می رحمۃ اللہ علیہ حسب عنسری کے ساتھ
میرے پاس تشریف لائے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور لبادہ

ترتیب ہو گیا۔ اور یہ فرمایا کہ محمود الحسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں پڑے بس میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے۔ مولانا محمود الحسن صاحب نے یہ عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں۔ کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔

ارداح ثلاثہ ص ۲۶-۲۷

ناظرین کرام! غور فرمائیے۔ دیوبندی حضرات کے قطب الارشاد حضرت گنگوہی صاحب کا کمال۔ محمود الحسن صاحب کی زبان سے آپ نے معلوم کر ہی لیا ہے۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب مردوں کو بھی زندہ کرتے ہیں۔ اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔ اگر آپ مجھ سے یہ سوال کریں کہ پھر اس قدر کمال رکھنے والے خود کیوں مر گئے؟ تو اس کا جواب میرے پاس نہیں۔ یہ سوال تو نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ اور وہ ہی اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ آپ ان کے پاس ہی تشریف لے جاسیے اور ان سے جواب حاصل کیجئے۔ مجھے معاف رکھیئے۔ میں اس لائق نہیں ہوں کہ اس کا جواب دے سکوں اور مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کا کمال بھی مولوی اشرف علی صاحب کی کتاب ارواح ثلاثہ سے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ وہ صاحب مرنے کے بعد بھی اپنے مدرسہ کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ اگر کوئی جھگڑا وغیرہ دارالعلوم میں ہو۔ تو فوراً بجد عنصری تشریف لاکر فیصلہ فرمادیتے ہیں۔ یہ ان کا فیض ہمیشہ جاری ہے۔ حالانکہ وہ وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر بانی مدرسہ دیوبند مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں۔ اور ان کا فیض بھی جاری ہے۔ تو پھر بانی اسلام کیوں مردہ ہیں۔ یہ تو عجیب قسم کا عقیدہ ہے۔ کہ بانی مدرسہ دیوبند زندہ اور بانی اسلام مردہ۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مولوی اشرف علی صاحب نشر الطیب کتاب میں وہی حدیث جو اوپر نقل کی گئی ہے۔ نقل کر کے لکھتے ہیں۔ پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ پس آپ کا زندہ رہنا قبر شریف میں بھی ثابت ہوا۔ دیکھئے مولوی اشرف علی صاحب بھی قبر شریف میں آپ کا زندہ ہونا ثابت کر رہے ہیں۔ اور اب دیکھئے تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کیا لکھ رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اور حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے۔ تمام مسلمانوں کو بلکہ سب آدمیوں کو۔ علامہ تقی الدین نسکی نے فرمایا ہے۔ کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔

المہند ص ۱۶

گنگوہی صاحب کا قول مردود ہے

اب آپ کے گنگوہی صاحب کا یہ ارشاد۔ کہ چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے۔ اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے یہ مٹی میں ملنا کہلانا ہے۔ کچھ اعتراض نہیں۔ یہ قول بھی آپ کے گنگوہی صاحب کا مردود ہے۔ اس لئے کہ اس میں عام مردوں کی قبروں کا ذکر کیا گیا ہے اور حضور علیہ السلام کا قبر انور میں زندہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ کوئی سوال کا جواب نہیں۔ بلکہ یہ نبی اکرم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ سوال

تو یہ ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں یہ فرمایا ہے۔ کہ میں بھی ایک دن
مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں؟ تو ہیں اس لئے ہے کہ عام مردہ کی قبر کی مثال
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے ساتھ دی گئی ہے۔ اہل سنت
علماء اس بات پر متفق ہیں کہ قبر انور کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے جسم شریف سے مس کئے ہوئے ہے۔ وہ کعبہ معظمہ اور عرش عظیم سے
بھی افضل ہے۔ اگر لائق نہ آئے تو علماء دیوبند کا فتویٰ دیکھ لیجئے۔ المہند ص ۱۳

تمام علماء دیوبند کا فتویٰ

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارک
کو مس کئے ہوئے ہے۔ علی الطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ عرش و کرسی
سے بھی افضل ہے۔ ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی قبر
شریف کو ایک عام مردہ کی قبر سے تشبیہ دینا سخت بے ادبی اور گستاخی ہے
اور تعجب کی ایک بات یہ بھی ہے کہ صدر مدرس مدرسہ دیوبند مولوی محمود الحسن صاحب
انہی مولوی رشید احمد کی قبر کو طور سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

مولوی رشید احمد کی قبر طور ہے

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ

مذہب
محمود الحسن صاحب

کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی
ناظرین کرام! غور فرمائیں۔ مولوی رشید احمد کی قبر تو طور ہوئی اور
محمود الحسن صاحب ارنی فرمانے والے موسیٰ ہوئے۔ نور رشید احمد صاحب رب ہی
ہوں گے۔ اس میں تو اپنے پیر صاحب کو رب بتایا۔ اور اسی مرتبہ میں فرماتے ہیں

زبان پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعلیٰ وصل شاید

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی ^{مرثیہ نمبر ۴}

اس میں مولوی رشید احمد صاحب کو بانی اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا ثانی کہا گیا ہے۔ پھر اسی مرثیہ میں فرماتے

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے

شہادت نے تہجد میں قدمبوسی کی گرٹھانی ^{مرثیہ نمبر ۱۱}

اب غور فرمائیں۔ کہ از خدا تعالیٰ تا فاروق اعظم کو نسا درجہ باقی رہا۔ جو کہ مولوی

رشید احمد کو نہ دیا گیا ہو۔ ناظرین کرام دیکھا آپ نے کہ علماء دیوبند اپنے بزرگوں کی

قصیدہ خوانی میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کے بارے میں یہ تلقین کی کہ بشر جیسی تعریف کرو۔ بلکہ اس سے بھی کم درجہ

کی۔ خود مولوی اسماعیل صاحب نے اپنے پیر سید احمد کی بے حد تعریف کی ہے

جو صراط مستقیم میں درج ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ ایک دن حضرت حق جل و علانی

آپ کا دامنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا۔ اور کوئی چیز امور قدسیہ

سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی۔ آپ کے سامنے کر کے فرمایا۔ کہ ہم نے تجھے

ایسی چیز عنایت کی ہے۔ اور چیزیں بھی عطا کریں گے۔ اور یہ بھی لکھا ہے

کہ اس طرف سے حکم ہوا۔ کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کر لگیا اگرچہ وہ لکھو لکھا

ہی کیوں نہ ہو۔ ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔ حالانکہ تمام علماء اہل سنت کا عقیدہ

ہے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی اور اس کے ساتھ باتیں کرنے کا مدعی ہو

وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

سید صاحب کو درخت اور جانور سلام کرتے تھے

اور سنیے جو کہ خود سید صاحب نے اپنی شان بیان کرتے ہوئے اثنانوں فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

”اور حنبل میں پہنچ کر فرمایا کہ الحمد للہ! میں اللہ کا وہ بندہ ہوں جس کے لئے چھلیاں پانی میں اور چیونٹیاں سوراخوں میں دعا کرتی ہیں۔ اور جس طرف کو میں نکل جاتا ہوں۔ وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور سلام کرتے ہیں۔“ ارواح ثلاثہ ص ۱۴۱

ناظرین حضرات۔ دیکھا آپ نے حضرت سید صاحب کا شان۔ شاید اب اس حدیث شریف کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت اور پتھر وغیرہ سلام عرض کرتے تھے۔ اور مولا علی رضی اللہ عنہ بھی سنتے تھے۔ کیونکہ جب تیرہ سو سال بعد پیدا ہونے والے امتی کا یہ شان ہے کہ درخت اور جانور ان کو پہچانتے اور سلام بھی کرتے ہیں۔ تو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت اور پتھر کیوں نہ سلام کریں؟ ان کا شان تو ساری مخلوق الہی سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ جب کوئی امتی سلام عرض کرتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔ اور سلام کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔

ناظرین حضرات! اب میں اس حدیث شریف کو مشکوٰۃ سے نقل کر رہی دیتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا ”میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ میں تھا۔ پس نکلے ہم بیچ بعضی

گرد و نواح کے پس نہ سامنے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی پہاڑ یعنی پتھر اور نہ کوئی درخت مگر وہ کہتا تھا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ مشکوٰۃ باب المعجزات

کفریہ عبارت نمبر ۳

ناظرین کرام! تقویت الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے۔ اور یہ یقین جان لینا چاہئے۔ کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے۔ معاذ اللہ۔ تقویۃ الایمان ص ۱۷۱

ناظرین کرام۔ غور فرمائیے۔ یہ عبارت کیسی بے ادبی اور گستاخی سے پر نری ہے۔ اب بڑی مخلوق سے کیا مراد ہے۔ یہ کس کی طرف اشارہ ہے۔ کیا دیوبندی اہل بیار علیہم السلام کو بڑا مخلوق نہیں جانتے؟ کیا اس لفظ سے اہل بیار علیہم السلام کی توہین نہیں ہوتی ہے؟ پھر چہاڑ سے ذلیل جس مخلوق کو بتایا۔ چہاڑ اس سے ضرور شریف ہوا۔ تو اب چہاڑ بڑی مخلوق میں ہے یا چھوٹی مخلوق میں؟ یا دونوں میں نہیں؟ یا دیوبندی حضرات کے نزدیک مخلوق ہی سے خارج ہے؟ وہابیہ کی نظریں عزت تو چہاڑ کی۔ معلوم نہیں اس سے کیا مناسبت ہے۔ کیسی سخت گستاخی ہے۔ کیسی دل آزاری ہے اور بے ادبی ہے۔ ظالموں سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہتے ہو۔ کیا خدا و رسول نے تمہیں یہ بتایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِّلّٰہِ الْعِزَّةِ وَلِیُّسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ہ اللہ کے لئے عزت ہے۔ رسول کے لئے عزت ہے۔ مؤمنین کے لئے عزت ہے

اور جو اس عزت کو نہ جانے۔ ان کو قرآن پاک منافق فرماتا ہے۔ ولکن
المُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ یہ بد نصیب مقبولان بارگاہ کو چہار سے بھی زیادہ ذلیل
کہتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ چہار سے بھی زیادہ ذلیل کون ہو؟ اس کا نام تو یس
افسوس صد افسوس اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر صلوة و سلام بھیجے۔ اس کے
ملائکہ صلوة و سلام بھیجیں۔ مومنین کو صلوة و سلام کا حکم دیا جائے۔ اللہ
تبارک و تعالیٰ حضور کا ذکر بند فرمائے۔ آیت کریمہ وَمَنْ فَعَنَّا لَكَ ذِكْرًا۔

دیوبند کے فاضل عام عثمانی کا حوالہ

ناظرین کرام اسی کفریہ عبارت کے متعلق دیوبندی عام عثمانی ایڈیٹر "تجلی" لکھتے ہیں
میں نے دیکھا کہ شاہ اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان میں فصل فی الاجتناب عن الاشواک
کے ذیل میں لکھا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چہار سے بھی زیادہ
ذلیل ہے۔ کیا اسکا صاف اور بدیہی مطلب یہ نہیں ہے کہ اولیاء صحابہ تو رہے ایک طرف تمام
انبیاء و رسل اور خاتم النبیینؑ بھی اللہ کی شان کے آگے چہار سے زیادہ ذلیل ہیں کیا خطرناک
انداز بیان ہے۔ کتنے لڑا دینے والے الفاظ ہیں۔ تجلی فروری دمارچ ۱۹۵۷ء

ناظرین کرام۔ غور فرمایا اپنے خود دیوبندی عالم بھی لڑ رہا ہے اور لکھ رہا ہے کیا خطرناک انداز بیان
ہے کتنے لڑا دینے والے الفاظ ہیں لیکن نصرت العلوم کے شیخ الحدیث مسلسل ان کفریہ عبارتوں کی تہمت
میں اوراق سیاہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور مولوی اسماعیل کی محبت میں دیوانہ
وار قلم چلا رہے ہیں۔ حالانکہ سینکڑوں کتابیں تقویۃ الایمان کی ان کفریہ عبارتوں
کے رد میں لکھی جا چکی ہیں۔ اور ان کفریہ عبارتوں کا مدلل اور تحقیقی جواب دیا
جا چکا ہے۔ شیخ الحدیث صدر صاحب اسی کفریہ عبارت کو نقل کر کے لکھتے

ہیں۔ کہ یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ چوٹہرا اور چار بھی آخر انسان ہے۔ شرفِ آدمیت اور رتبہ انسانیّت تو اس کو بہر حال حاصل ہے ہی۔ بڑے بڑے بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص و احسان کا تعلق قائم کرنے کے لئے کچھ اور بھی فرمایا ہے۔ آخر ان پر کیا فتویٰ لگے گا۔ ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے۔ آگے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک تمام لوگ اس کے نزدیک مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں۔ آگے فرماتے ہیں لیجئے! صاحب سلسلہ بزرگ نے کیا بات نقل کر ڈالی۔ کہ ایمان ہی کسی کا کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ یہ یقین نہ کرے کہ تمام انسان نفع و ضرر کے مالک نہ ہونے میں مینگنیوں کی طرح ہیں اور گویا کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کو کچھ بھی نہ سمجھے اور اسی پر ایمان و یقین رکھے۔

عبارات اکابر کا پہلا حصہ ص ۸۵

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مصنف عبارات اکابر نے تقویت الایمان اور مولوی اسماعیل کے کفریات کو درست کرنے کے لئے حضرات اولیائے کرام پر افتراء باندھنے اور جھوٹے بولنے سے بھی گریز نہیں کیا اور اپنے پاس سے یہ پتھر بھی لگا دی کہ تمام انسان نفع و ضرر کے مالک نہ ہونے میں مینگنیوں کی طرح ہیں۔ حضرت شیخ صاحب کے مقدس ارشاد پر مولوی اسماعیل کے کفر کو آپ کا قیاس کرنا بالکل باطل ہے۔ حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ الناس سے جس کے معنی لوگ ہیں۔ اس سے عوام الناس مراد ہیں۔ حضرات

انبیاء کرام اور سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوسکتی نہیں
سکتے اور اس پر شیخ کے جملہ لاکھیل الایمان کا قرینہ باریں وجہ شہادت ہے کہ شیخ
صاحب نے ایمان کے دو درجے مقرر فرمائے ہیں۔ مطلق ایمان اور کامل ایمان۔
اور اس عبارت میں ایمان کامل کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ اور ایمان کامل ہی
تب ہوگا کہ پہلے اصل ایمان تو ہو۔ اور اصل ایمان ہی تب آئے گا۔ کہ حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کے سب پیغمبروں پر ایمان ہو۔ تو حضرت
انبیائے کرام لفظ ایمان میں آگئے اور الناس میں دوسرے عوام لوگ مراد ہیں
حضرت شیخ صاحب تو فرما رہے ہیں۔ کہ وہ مومن جو خدا تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیائے کرام پر آمینت باللہ و ملکیتہ و کتبہ و رسلہ
کا اقرار کر کے ایمان لا چکا ہے۔ اس کا ایمان مکمل تب ہوگا۔ کہ انبیائے کرام کے
علاوہ دوسرے لوگوں کو وہ انبیائے کرام کے مقابلہ میں اب عمر کی طرح قلیل جانے
کیونکہ حضرات انبیائے کرام کا شان باقی سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ شیخ صاحب
تو انبیائے کرام پر ہی مکمل ایمان لانے کو فرما رہے ہیں۔ اور آپ نے لئے طمعنی
کر کے اپنی عاقبت خراب کر لی ہے۔ حالانکہ آپ شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ محمد
تعالیٰ حضرت شیخ صاحب کی عبارت بالکل بے غبار رہی۔ اور مولوی اسماعیل پر اسی
طرح کفر کی مار رہی۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت کا بیان

اب آپ ذرا اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ارشاد ملاحظہ

فرمائیے۔ جو حضرات انبیائے کرام کی شان میں تحریر فرما رہے ہیں۔ (معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں جب حضور علیہ السلام امام بن کر سب انبیائے کرام کو نماز پڑھا چکے۔) تو ان سبھوں نے اپنے رب کی ثنا کی۔ سو ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح تقریر کی۔ کہ تمام محمد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مقتدا صاحب فنوت بنایا۔ کہ میرا اقتدار کیا جانا ہے۔ اور مجھ کو آتش فرودی سے نجات دی۔ اور اس کو میرے حق میں خشک اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی۔ کہ تمام محمد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ سے کلام خاص فرمایا۔ مجھ کو برگزیدہ فرمایا۔ اور مجھ پر تورات نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور نبی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی۔ اور میری امت کو ایسی قوم بنایا۔ کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں۔ اور اسی کے موافق وہ عدل کرتے ہیں۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ جمیع محمد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا۔ کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پزندوں کو بھی تسبیح کے لئے مسخر فرمایا۔ اور مجھ کو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی۔ کہ جمیع محمد ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا۔ کہ جو چیز میں چاہتا تھا۔ بناتے تھے۔ جیسے عمارت عالی شان اور محکم تصاویر۔ (کہ اس وقت درست تھیں) اور مجھ کو پزندوں

کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیز دی۔ اور میرے لئے شیاطین اور انسان و جن اور طیر کے لشکروں کو مسخر کیا۔ اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایان نہ ہوگی۔ اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی۔ کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور مجھ کو مشابہ آدم علیہ السلام کے بنایا۔ کہ ان کو مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ تو (ذی روح) ہو جا اور وہ (ذی روح) ہو گیا۔ اور مجھ کو لکھنا اور حکمت اور تورات و انجیل کا علم دیا اور مجھ کو ایسا بنایا۔ کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار دیتا تھا۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا۔ اور مجھ کو ایسا بنایا۔ کہ میں حکم خدا مادر زاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا۔ اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا۔ اور مجھ کو پاک کیا۔ اور مجھ کو اور میری والدہ کو شیطان رحیم سے پناہ دی۔ سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہیں چلتا تھا۔ راوی کہتے ہیں۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی۔ اور فرمایا تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی۔ اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمتہ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا۔ جس میں ہر دینی ضروری امر کا بیان ہے (خواہ صراحتاً خواہ اشارتاً) اور میری امت کو بہترین امت بنایا۔ کہ لوگوں کے نفع (دین) کے لئے پیدا کی گئی اور میری امت کو امت عادلہ بنایا۔ اور میری امت کو ایسا بنایا۔ کہ وہ اول بھی ہیں (یعنی زنیہ میں) اور آخر بھی ہیں (یعنی زانیہ میں)۔

(میں) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا۔ اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا۔ اور میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا۔ (یعنی نور میں اوّل اور ظہور میں آخر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کر کے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے۔ دیوبندی نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ص ۸۷-۸۸-۸۹-۹۰

ناظرین کرام غور فرمائیے اور اس عبارت کو بار بار پڑھیے اور اپنے اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔ معراج شریف کی رات تھی۔ مسجد اقصیٰ میں تمام حضرات انبیائے کرام علیہم السلام حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضور علیہ السلام کے استقبال کے لئے تشریف لاکھئے تھے۔ چنانچہ سب انبیائے کرام نے اپنے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیاں فرمانے کے بعد اپنا اپنا شان بھی بیان فرما چکے تھے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ایسا رتبہ عطا فرمایا ہے اور ہم کو ایسا ایسا شان والا بنایا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ یہ میں نے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب سے اس لئے نقل کیا ہے۔ تاکہ کوئی صاحب کسی روایت کو ضعیف کہہ کر انکار نہ کر سکے۔ کیوں جناب صفر صاحب ملاحظہ فرمایا آپ نے اپنے حکیم الامت کا ارشاد۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مخلوق۔ جسکو آپ کا شہید بالاکوٹ چار کا درجہ دے رہا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ اور آپ شہید بالاکوٹ سے بھی آگے نکل گئے۔ آپ نے لکھ مارا۔ کہ چوہرا چار آخر انسان ہی ہے۔ شرف آدمیت اور رتبہ انسانیت تو اس کو بہر حال حاصل ہے۔ ولاحول

دلاقۃ الایمان۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا۔ کہ اگر اس بد نصیب نے حضرات انبیائے کرام کو چوڑا چار لکھ دیا۔ تو کیا ہوا؟ آخر وہ بھی انسان ہے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے۔ یہ ہیں چودھویں صدی کے شیخ الحدیث۔ شاید ان کو کبھی حدیث پاک مطالعہ کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو تب ہی تو حضرات انبیائے کرام کے شان میں ایسے گندے الفاظ لکھنے پر مجبور ہو چکے ہیں جناب صدر صاحب۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَیُّکُمْ مِثْلِي۔ نہیں فرمایا؟ کہ تم میں سے میری مثل کوئی شخص ہے؟ اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ نہیں فرمایا؟ کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ یقیناً فرمایا ہے۔ یہ بخاری شریف ہے۔ انکار کیسے کر گئے؟ اور یہ بھی آپ نے فرمایا ہے
أَلَا أَنَا جَبِيْبُ اللَّهِ - خبردار میں حبیب خدا کا ہوں۔

اب اور ملاحظہ فرمائیے اپنے حکیم الامت کا ارشاد

پہلی روایت حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے۔ کہ حضرت آدم نے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے۔ تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ ف۔ اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے۔ (دوسری روایت) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا۔ تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار۔ میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میری مغفرت

ہی کر دیکھے۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ ہنوز میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا اے رب میں نے اس طرح پہچانا۔ کہ جب اپنے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور اپنی ہتھ دلی ہوئی روح میرے اندر بیٹھی۔ تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ سو میں نے معلوم کر لیا۔ کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا۔ جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تم سچے ہو۔ واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ اور جب تم نے انکے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے۔ تو میں نے تمہاری مغفرت کی۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ نشر الطیب مصنف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی ص ۲۵-۲۶ اور بھی ایک روایت اسی کتاب سے نقل کرنا ہوں ص ۲۷

حضرت آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوا علیہا السلام سے قربت کرنا چاہی تو انہوں نے مہر طلب کیا۔ آدم علیہ السلام نے دعا کی۔ کہ اے رب میں ان کو (مہر میں) کیا چیز دوں؟ ارشاد ہوا۔ اے آدم میرے حبیب محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بیس دفعہ درود بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ناظرین کرام۔ غور فرمائیے میں نے یہ سب حوالے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب نشر الطیب سے نقل کئے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حکایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ جبرائیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشرق و مغرب میں پھرا۔ سو میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔

قاریین کرام۔ یہ سب روایتیں ہیں نے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب نشر الطیب سے من وعن نقل کر دی ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اب تو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا شان ساری خدا تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شان تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری خدا تعالیٰ کی مخلوق میں بے مثل اور بے نظیر ہیں۔ ناظرین کرام۔ اب میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ یہ دونوں حضرات تمام دیوبندیوں کے امام ہیں۔ اور شیخ الحدیث محمد سرفراز خاں صاحب کے بھی پیشوا ہیں۔ ان دونوں کی تحریروں میں کس قدر تضاد ہے کوئی دیوبندی کچھ لکھتا ہے اور کوئی کچھ لکھتا ہے۔

مولوی اسمعیل کی دوسری کتاب صراط مستقیم کا حوالہ

ناظرین کرام۔ ذرا غور فرمائیے۔ میں اب مولوی اسمعیل کی دوسری کتاب صراط مستقیم سے ایک روایت نقل کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں کہ خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا۔ کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے ندائے اِنِّی اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ صادر ہوئی۔ تو پھر اشرف موجودات سے جو حضرت ذات (سبحانہ تعالیٰ) کا نمونہ ہے۔ اگر ناالحق کی آواز صادر ہو۔ تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔

صراط مستقیم مصنف مولوی اسماعیل دہلوی اردو ترجمہ ص ۳۹ - اور یہی عبارت مولوی عبدالحجید صاحب
مہتمم مدرسہ نصرت العلوم نے تحفہ ابراہیمیہ کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر نقل کی ہے اور
اس طرح لکھا ہے - تو اگر نفس کامل جو اشرف الموجودات ہے اور نمونہ حضرت ذات
ہے - اور فارسی کتاب میں بھی اسی طرح ہے - نفس کاملہ کہ اشرف موجودات و نمونہ
حضرت ذات است - اب سوال یہ ہے - کہ نفس کامل بڑا مخلوق ہی تو ہوگا - تقویت
الایمان کے حکم سے چار سے زیادہ دلیل ہوا - تو نمونہ ذات الہی کو چار سے زیادہ دلیل
لکھ دیا - اور خداوند عالم کی بھی توہین کر دی - معاذ اللہ اس کی ذات کا نمونہ چار سے
زیادہ دلیل ہے - ایسی گندی اور ذلیل باتوں پر بھی نفرت نہ کی جائے - اور مصنف
تقویت الایمان کی حمایت میں اوراق سیاہ کرنے سے گریز نہ کیا جائے؟ یہ کونسا ایمان
ہے - اور سب سے تعجب کی بات یہ ہے - کہ دونوں کتابوں کے مصنف مولوی اسماعیل
صاحب ہی ہیں - ایک میں کچھ لکھا اور دوسری میں کچھ اور ہی لکھ دیا - جیسا کہ اوپر
تفصیل سے بیان ہو چکا ہے - اب صرف ایک سوال رہ گیا - آپ کے شہید بالاکوٹ
کے دو حکم جدا جدا ہیں - ایک میں تو اولیائے کرام کا شان ظاہر کیا گیا ہے - دوسرے
حکم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہر قسم کی چھوٹی بڑی مخلوق کو چوڑے چمکے اور جبر دیا
گیا ہے - تو اب سوال یہ ہے کہ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اور دوسرے
اکابرین علماء دیوبند کس حکم میں داخل ہیں؟ اس کا جواب تو شاید نصرت العلوم کے
مشیخ الحدیث محمد سرفراز خاں صاحب ہی دے سکیں -

کفریہ عبارت نمبر ۴

ناظرین کرام - تقویۃ الایمان کی ایک کفریہ عبارت نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے
مولوی اسمعیل صاحب دہلوی صفحہ ۶۶ پر لکھتے ہیں۔

اور جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

علماء ہدایت کا یہ مذہب ہے۔ کہ ملک و اختیار بالاستقلال تو خاصہ خداوندی
ہے اور ملک و اختیار ذاتی کسی فرد مخلوق کے لئے ثابت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ
کا دیا ہوا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی ملک عام انسانوں کے لئے دلائل شرعیہ
سے ثابت ہے۔ اور یہ ایسی روشن اور بے ہی بات ہے کہ جس کے تسلیم کرنے
میں کوئی مجبوظ الحواس بھی تامل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ کوئی سمجھدار آدمی اس کا انکار
کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا۔ کہ وہ کسی چیز کے
مالک و مختار نہیں۔ شان اقدس میں صریح توہین ہے۔ اور ان تمام نصوص شرعیہ
اور اولہ قطعیہ کے قطعاً خلاف ہے۔

اور یہ جو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۵ پر مولوی اسمعیل صاحب نے لکھ دیا کہ
رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی عظمت شان رسالت کے منافی ہے
بلکہ مقام نبوت کی توہین اور تنقیص ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفات الہیہ
کا مظہر اتم ہیں۔ اور ان کی مشیت مثبتیت انبندی کا ظہور ہے۔ تو اس کا پورا نہ ہونا
معاذ اللہ مثبتیت خداوندی کی ناکامی ہوگی یہی توہین نبوت اور کفر خالص ہے۔
اور کمالات انبیاء علیہم السلام کی تنقیص اسی لئے کفر ہے۔ کہ کمالات نبوت قطعاً صفت

الہیہ کا ظہور ہوتے ہیں۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَ

اللَّهُ تَعَالَى نَزَّ قَبْلَهُ بِدَلِّ دِيَا

قَدْ تَرَى تَقْلُبَ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا - ترجمہ - ہم دیکھ

رہے ہیں۔ بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تم کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ قَوْلِ وَجْهَكَ تَشْطُرُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ - ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔ تقویۃ الایمان کے اس قول کو قرآن شریف نے مردود کر دیا۔ جس میں مولوی اسماعیل نے لکھا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ لہذا قرآن شریف کے حکم سے شہید بالاکوٹ کا یہ قول مردود ہو کر رہ گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شان اور اختیار بھی اسی آیت کریمہ سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب حبیب علیہ السلام کے چاہنے سے قبلہ کو بدل دیا۔ تو اور کونسی اس سے بڑی چیز ہوگی جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے نہیں ہو سکتی؟ جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے مسلمانوں کے لئے قبلہ ہی کو بدل دیا۔ سبحان اللہ

کیوں پوچھتا ہے مجھ سے کس جا ہے کدھر ہے کعبہ

ابرو بدھرو وہ پھیریں او پھر میرا ہے کعبہ

خود مولوی اسماعیل صاحب بھی مولا علی کا شان بیان کر چکے تھے

اب ایک حوالہ مولوی اسماعیل صاحب کی دوسری کتاب صراط مستقیم سے نقل

کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجئے۔

اور حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے شیخین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ
فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور
مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدات
آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے
اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو
عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ حوالہ صراط مستقیم ص ۱۴۱

ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے یہ ہیں دیوبندی حضرات کے امام مولوی اسماعیل
صاحب شہید بالاکوٹ۔ یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ شیر خدار رضی اللہ عنہ کا یہ شان
لکھا۔ کہ جو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اور تقویتہ الایمان کتاب میں صاف صاف الفاظ
میں لکھ دیا۔ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ اب دیوبندی
حضرات ہوش و حواس کو قائم کر کے بتائیں۔ کہ ان دونوں عبارتوں میں سے کون
سی عبارت صحیح ہے؟ اور کون سی عبارت بے ادبی اور گستاخی کی ہے؟ اور مصنف
دونوں کتابوں کا مولوی اسماعیل دہلوی شہید بالاکوٹ۔ وہابی دیوبندی حضرات کا
امام ہی ہے۔ ایک کتاب میں کچھ لکھا اور دوسری کتاب میں کچھ اور ہی لکھ دیا۔ اور
ظاہر ہے۔ کہ کسی ایک عبارت کو ہی صحیح کہا جاسکتا ہے۔ دونوں عبارتیں کیسے
صحیح ہو سکتی ہیں؟ شاید یہ دوسری عبارت بخدی کی کتاب "التوحید" کے نشہ میں
بے ہوش ہو کر لکھ دی گئی ہو۔ اور حافظے کی کمزوری کی وجہ سے یاد نہ رہا ہو کہ
صراط مستقیم میں کیا ارشاد فرما چکے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۰۔ ناظرین کرام۔ اب ہیں دیوبندی حضرات کے حکیم الامت

کی کتاب جمال الادبیار سے چند حوالے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ محاصرہ میں تھے۔ میں آپ کے سلام کے لئے آیا۔ فرمایا۔ مرحبا! اے بھائی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی گلی میں دیکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ عثمان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک ڈول لٹکا دیا۔ جس میں پانی تھا۔ میں نے پانی پیا۔ اور سیراب ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں تمہاری ادا کروں اور اگر چاہو تو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا۔ میں نے اسی کو اختیار کر لیا ہے کہ حضور کے پاس روزہ افطار کروں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روز شہید کر دیئے گئے۔ جمال الادبیار مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب مدنی ناظرین کرام۔ غور فرمائیے اور خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیے۔ اگر چاہو تو میں تمہاری ادا کروں۔ یہ ہے اختیار۔ محبوب خدا کا۔ اب مولوی اسمعیل دہلوی کا یہ لکھنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ یہ قول مردود ہو گیا۔ کیونکہ اسمعیل کے اس قول کو حدیث شریف سے رد کر دیا گیا ہے۔ جو اوپر نقل کی گئی ہے۔ اب دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنا دیا ہے۔ تب ہی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جا۔ ہاں ہے کہ اگر چاہو تو میں تمہاری ادا کروں۔ سبحان اللہ کیا نشان ہے حبیب خدا کا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور یہی مولوی اشرف علی صاحب اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیاری ہی میں دیکھا ہے۔ خواب میں نہیں ہے

اب اسی کتاب سے ایک حوالہ اور نقل کرتا ہوں تاکہ مولا علی شہید خدای رضی اللہ عنہ کا اختیار بھی ظاہر ہو جائے۔

حوالہ نمبر ۲ - مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ آپ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے چوری کی۔ یہ ایک حبشی غلام تھا۔ اس کو حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا۔ تم نے چوری کی ہے۔ اس نے اقرار کیا۔ کہ جی ہاں۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر اس سے سلمان فارسیؓ اور ابن الکواملے۔ تو ابن الکواملے نے اس سے پوچھا۔ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے تو اس نے جواب دیا۔ کہ امیر المؤمنین سردار مسلمین داماد رسول شوہر نبول رضی اللہ عنہما نے! نہوتے کہا کہ انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے۔ اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں کیوں آپ کی تعریف نہ کروں حالانکہ آپ نے میرا ہاتھ حق سے کاٹا ہے۔ اور مجھے دوزخ سے بچایا ہے حضرت سلمانؓ نے یہ سنا۔ تو حضرت علیؓ سے عرض کر دیا۔ تو آپ نے اس حبشی کو بلایا۔ تو اس کا ہاتھ اس کے پہنچے پر رکھ کر رومال سے ڈھانپ دیا۔ اور دعائیں فرمائیں۔ ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ چادر کو ہاتھ پر سے اٹھا لو۔ ہم لوگوں نے اس کے ہاتھ پر سے چادر اٹھائی تو اس کا ہاتھ حق تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برکت سے اچھا ہو چکا تھا۔ جمال الاولیاء کا

حوالہ نمبر ۳ - اب اسی کتاب سے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ کہ علی رضی اللہ عنہ کو آواز دے لیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ آپ کے گھر میں چلی چل رہی ہے۔

اور پاس کوئی تہیں ہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو
عرض کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابو ذر تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ
کے کچھ فرشتے ہیں۔ جو زمین میں پھرتے ہیں۔ وہ آل محمد کی امداد کے واسطے
مقرر کئے گئے ہیں۔ جمال الاولیاء۔ صفحہ ۶۸

ناظرین کرام۔ اب مولوی اسمعیل کا یہ قول کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ
کسی چیز کے مختار نہیں۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے رد ہو گیا۔

دیوبندی علماء کے اختیارات

(دیوبندیوں کے قلم سے)

حوالہ نمبر ۱۔ ناظرین کرام۔ اب ذرا دیوبندی علماء کا اختیار دیوبندی علماء کے قلم سے
تحریر کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کے
شان میں لکھتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم مرثیہ محمود الحسن ص ۲۶

کچھ سمجھے آپ؟ محمود الحسن دیوبندی یہ کہتے ہیں۔ کہ میرے پیر اور مرشد
کامل کی شان یہ ہے۔ کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کر دیا۔ اور زندوں کو مرنے
ہی نہیں دیا۔ لیکن اگر بات یہ ہی ہے۔ تو پھر شاید حضرت عزرائیل کو سمجھا بھجا
کہ واپس کر دیتے ہوں گے۔ اور عزرائیل بحضور رب العالمین یہ عرض کر دیتے
ہوں گے۔ کہ الہی روح قبض کرنے گیا تھا مگر کروں کیا۔ دیوبندیوں کے قطب الارشاد

نے زندوں کو مرنے نہیں دیا۔ پھر دیوبندی حضرات یہ بھی بتائیں کہ زندہ کرنا اور مرنے نہ دینا۔ یہ خاص اللہ عزوجل کی صفت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا آپ کی تلوار شرک کا وار آپ کے مولوی محمود الحسن دیوبندی پر بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ پھر قارئین اس پر بھی غور فرمائیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولیٰ رشید احمد گنگوہی تو مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے ان کو تو یہ اختیار حاصل ہیں۔ لیکن وہ ہستی مقدس جس کا نام نامی اسم گرامی سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اللہ اکبر حضور سید عالم تو کسی چیز کے مختار نہیں اور مولیٰ رشید احمد گنگوہی کو یہ اختیار ہے۔ کہ وہ زندوں کو مرنے نہ دیں اور مردوں کو زندہ کر دیں۔

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

ذرا پھر مصرع ثانی ملاحظہ کیجئے۔ کہتے ہیں۔

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

جس کا صاف و صریح مفہوم یہ ہے۔ کہ اے ابن مریم علیہ السلام، آپ نے تو صرف مردے زندہ کئے ہیں۔ مگر میرے قطب الارشاد کی شان تو تم سے بھی بڑھ کر ہے۔ کہ وہ زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔

ناظرین کرام۔ انصاف سے غور فرمائیں۔ اور پھر بتائیں۔ کہ اس فقرہ میں مولیٰ

محمود الحسن دیوبندی نے مولیٰ رشید احمد دیوبندی کو حضرت علیؑ علیہ السلام سے

افضل مانا یا نہیں؟ اب کیا فرماتے ہیں۔ نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صدر حساب

کہ مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے مرشد ہیں خدائی صفات مان کر اور حضرت
علیؑ علیہ السلام سے ان کا مقابلہ کر کے کیا ہوئے؟ کیا اس غلو ناپاک کی بنا پر
ان کے لئے بھی فتویٰ از قسم شرک و بدعت ہے یا شرک و بدعت کے تمام
فتاویٰ صرف غریب بریلویوں کے لئے ہی ریز رو کر دیئے گئے ہیں۔ اب ایک
اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ نمبر ۲۔ مولانا ایاس کاندھلوی نے ایک مرتبہ عالم جذب میں مولوی نذیر الحسن
ایم۔ اے کاندھلوی مرحوم سے خود ان کے مکان پر فرمایا۔ کہ میاں ظہیر لوگوں نے
مولانا حسین احمد کو پہچانا نہیں۔ خدا کی قسم ان کی روحانی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی
ہے۔ کہ اگر وہ اس طاقت سے کام لے کر انگریزوں کو ہندوستان سے باہر
نکالنا چاہیں۔ تو نکال سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ عالم اسباب ہے۔ اس لئے ان کو
ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ رسالہ خدام الدین لاہور۔ مولوی احمد علی ۲۴ جنوری ۱۹۵۸ء
ناظرین کرام۔ دیکھ لیا آپ نے علمائے دیوبند کا اختیار۔ خاص طور پر مولوی
حسین احمد کانگریسی کا ذکر قابل تعریف ہے۔ کہ ان کی روحانی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی
تھی۔ کہ اگر وہ چاہتے۔ تو انگریزوں کو روحانی طاقت کے ذریعے ہی ہندوستان
سے باہر نکال سکتے تھے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ کہ یہ عالم اسباب ہے۔ اس لئے
ان کو منع کر دیا گیا۔ پھر آپ کی آنکھوں کے ہی سامنے لاکھوں آدمیوں کا خون بہایا
گیا۔ اور ہزاروں مستورات کی عصمت خراب ہوئی۔ غرضیکہ ظلم و ستم کی حد ہو گئی۔ لیکن
کسی وقت بھی آپ نے اپنی روحانیت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ پاکستان کی
مخالفت میں ایٹری چوٹی کا زور لگا دیا۔

مولوی اسماعیل صاحب کے پیر سید احمد کاشان

ناظرین کرام - اب میں ایک حوالہ دیوبندوں کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی کتاب صراط مستقیم سے نقل کرتا ہوں - ملاحظہ فرمائیے -
مولوی اسماعیل صاحب اپنے مرشد سید احمد صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ دہلی میں ان کے پاس تشریف لائے - دونوں صاحبوں کا آپس میں تنازعہ ہوا - ہر ایک بزرگ فرماتا تھا - کہ میں اپنا مرید کروں گا - ایک ماہ تک برابر آپس میں تنازعہ ہوتا رہا - آخر کو اس بات پر مصالحت ہوئی - کہ ہم دونوں سید صاحب کو ایک ساتھ توجہ دیکر مرید بنالیں - اصل عبارت اس طرح ہے - جو صراط مستقیم میں ص ۳۴۲ پر لکھی گئی ہے -

جناب حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی روح آپ کے متوجہ حال ہوئیں - اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حلق میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملہ تنازعہ رہا - کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو تیمارہ اپنی طرف جذب کرے - تا آنکہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صلح کے واقعہ ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس روہیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریباً ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نقیبس پر توجہ قوی اور پر زور اثر ڈالتے رہے - پس اسی ایک پہر میں ہر دو طرفتہ

کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی - صراط مستقیم اردو مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی ص ۳۴۲

ناظرین کرام توجہ فرمائیے حضرت غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ بعد از تشریف میں ہیں - اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کہ بخارا تشریف میں ہیں -

کس طرح خیر ہو گئی۔ کیا چٹھی بھی گئی ڈاک میں یا کوئی تازہ بھی گئی؟ مگر یہ دونوں چیزیں اس وقت نہ تھیں۔ یا مولوی اسماعیل صاحب دونوں جگہ کوئی خط لے کر گئے تھے؟ یہ بھی نہیں تو پھر کون کر معلوم ہوا کہ سید احمد صاحب وہاں میں کوئی بزرگ رہتے ہیں۔ چلو ان کو مرید بناؤ۔ اور پھر یہ وہ بات کیا تھی۔ کہ دونوں بزرگ ان کو مرید بنانے کے لئے ایک ماہ تک دہلی میں ہی بیٹھ رہے اور تنازعہ ہی ہا اتنی کیا سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ وہ بزرگ کامل و اکمل غوث الثقلین آپس میں بے موجب تنازعہ کریں۔ اور پھر آخر مصالحت ہونے پر ایک پہر تک نسبت عطا فرماتے رہیں۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں یہاں تو مولوی صاحب نے اپنے پیر سید احمد صاحب کا شان بتانے کے لئے کس قدر اپنے قلم کو زور دیا ہے۔ اور ساتھ ہی پیران پیر کو غوث الثقلین لکھ دیا۔ جو غوث کے معنی فریادرس کے ہیں۔ اور ثقلین کے معنی دونوں گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں۔ تو حضرت پیران پیر دونوں گروہوں جنوں اور انسانوں کے فریادرس ہیں۔ یہاں تو مولوی اسماعیل صاحب کے قلم نے اولیاء کرام کا شان ظاہر فرما دیا۔ لیکن کتاب تقویت الایمان میں اسی مولوی اسماعیل صاحب کے قلم نے لکھا۔ کہ جس کا نام محمد با علی ہے وہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ سبحان اللہ یہ کیسا عقیدہ ہے شہید بالا کوٹ کا۔ اپنے پیر کا یہ شان کہ اتنے بڑے شان دانے دو بزرگ سید صاحب کو مرید بنانے کے لئے پورے ایک ماہ تک جھگڑتے رہے۔ اللہ اکبر اور جن کے لئے دونوں جہان بنائے گئے اور جو ساری مخلوق الہی کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور وہ مختار کل بھی ہوں وہ کسی چیز کے مالک و

مختار نہیں۔ یہ ہیں جناب شہید بالا کوٹ و ماہیوں اور دیوبندیوں کے امام۔

کفریہ عبارت نمبر ۵

ناظرین کرام۔ اب صراط مستقیم کتاب کی ایک کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے
زنا کے دسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اور شیخ یا اسی
جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا
اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ صراط مستقیم
اردو مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی ص ۲۔

معاذ اللہ۔ شہید بالا کوٹ۔ دیوبندیوں کے امام لکھتے ہیں۔ کہ نماز میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانا بیل اور گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے
کے بدرجہا بدتر ہے + لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

یہ مولوی اسماعیل نے صراط مستقیم میں ایسی کفریہ عبارت لکھی ہے جس
سے مومن کا رداں رداں کا نپ جاتا ہے۔ ایماندار کی زبان و قلم سے ایسے
گستاخانہ کلمے کس طرح نکل سکتے ہیں۔ نماز میں حضور پر نور کی طرف خیال لیجانے
کو اس قائل نے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتایا ہے اسکی
نہ سوچھا کہ خیال کیسے نہ آئے۔ تشہد میں تو حضور پر نور پر عرض سلام کی تعلیم ہے۔ اور تشہد
شرعی میں واجب ہے تو حضور پر سلام کرنے سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے اور عبادت
اپنے کمال کو پہنچتی ہے غفلت مصطفیٰ سے تو دشمنی ہے۔ تو کیا ان کے حامی حضرات نماز ہی

ناظرین کرام۔ اب ذرا مصنف "عبارات اکابر" جناب صدیق صاحب کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔ اسی کفریہ اور گندی عبارت کو نقل کرنے کے بعد ہشمار اور ارفی سیاہ کر دیئے ہیں تاکہ کسی طرح اس کفریہ ملعون عبارت کو سلامی ثابت کیا جاسکے۔ اس عبارت کو درست کرنے کے لئے گلگھڑوی صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ لیکن اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ صرف اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی الحاج احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف مزہر اگلا ہے۔ اور ان کی عبارتوں کا وہی حصہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے اس کفریہ اور ناپاک ملعون عبارت پر غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ لیکن وہ دلائل جو کہ اس کفریہ عبارت کے رد میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائے ہیں۔ گلگھڑوی صاحب نے ان کو نقل نہیں کیا اور نہ ہی ان کا کوئی جواب دے سکے۔

ناظرین کرام۔ میں اب وہ دلائل نقل کرتا ہوں جو اس کفریہ عبارت کے رد میں اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب "الکوکب الشہابیہ" میں تحریر فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہوں اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا موجب شرک۔ کہ وہ جب آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا۔ لکن واللہ العظیم کہ شریعت رب عرش کریم میں نماز بے ان کے خیال با عظمت و بلائت کے ناقص ہے۔ اس سے کہو اپنے شریکوں کو جمع کرے۔ اور قہر والے عرش کے مالک سے لڑائی لے۔ کہ تو نے کیوں ایسی شریعت بھیجی جس نے نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی اور اس میں اسلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! شہدان محمد عبیدہ ورسول پڑھنا عرض کرنا لازم کیا۔ آگے فرماتے ہیں۔ مسلمانو! کیا ان کے پڑھنے کے حکم پر رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا۔ بے شک ہوا اور
واقعی ان کا خیال مسلمانوں کے دل میں جب آئے گا عظمت و جلال ہی کے
ساتھ آئیگا۔ کہ اس کا تصور ان کے پاک مبارک تصور کو لازم بین بالمعنی الاخص ہے
اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر و اکرام ہی ہے۔ تو یہاں نہ صرف ان کے خیال
بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر و تکریم کا حکم صریح ہے وَلٰكِنِ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ مسلمانو! کیا ہر نماز کے ختم پر درود شریف پڑھنا
سنت نہیں؟ اور حضرت امام شافعی و امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک تو فرض
ہے۔ پھر درود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد و تعظیم تکریم نہیں تو کیا
ہے۔ درود کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال با عظمت و جلال سے
انفکاک کیونکر ممکن۔ مسلمانو ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا ہمارے نزدیک امام و
متفرد پر واجب اور ان غیر متفرد ہابیوں کے یہاں سب پر فرض ہے۔ ان سے
کہو اس میں سے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ نَكَالِ الْاُولٰٓئِیْنَ۔ یعنی راہ ان کی جن
پر تو نے انعام کیا۔ جانتے ہو وہ کون ہیں۔ ہاں قرآن سے پوچھو وہ کون ہیں۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصَّالِحِیْنَ
ترجمہ۔ جن پر خدا نے انعام کیا وہ انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ
ہیں۔ جب صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پڑھ کر ان کی راہ مانگی جائیگی۔ تو ضرور
عظمت کے ساتھ ان کا خیال آئے گا۔ اور وہ اس کے نزدیک شرک ہے۔ تو الحمد
میں سے اس شرک کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ صرف غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَ اِلَّا الضَّآلِیْنَ رکھیں کہ انبیاء و صدیقین کی جگہ نماز یہود و نصاریٰ یا دگاری ہے

بلکہ اِھْدِنا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بھی رکھنے کے قابل نہیں کہ حدیث میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد لئے گئے ہیں۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں گنگھڑوی صاحب نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان دلائل کو نقل نہیں کیا۔ اس لئے ان کے پاس ان لاجواب دلائل کے جواب ہی کیا ہو سکتے ہیں۔ اور سنیئے اعلیٰ حضرت آگے کیا فرما رہے ہیں۔ مسلمانوں میں فقط الحمد کو کہتا ہوں نہیں شاید دو ایک کے سوا قرآن عظیم کی کسی سورت کا نماز میں تلاوت کرنا اس ویائی شرک سے نہ بچے گا۔ جن سورتوں میں حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا دیگر انبیائے کرام یا ملائکہ عظام یا صحابہ کبار یا مہاجرین و انصار یا متقیین و محسنین و عباد اللہ الصالحین کی صریح تعریفیں ہیں۔ ان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ یوہی وہ بھی جن میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قصص مذکور ہیں کہ ان کا تصور جب آئے گا عظمت ہی سے آئے گا جس کا اس شخص کو خود اقرار ہے ان کے سوا گنتی ہی کی سورتیں حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر صریح سے خالی ہونگی۔ اور کچھ نہ ہو تو کم سے کم حضور سے خطاب ہونگی۔ جیسے چاروں قل تبیت میں کھلا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر لگا ہوا ہے کہ اس کی تلاوت میں ضرور خیال جائے گا۔ یہ بھاری اہتمام اللہ عزوجل کس کی طرف سے لے رہا ہے۔ یہ سخت غضب الہی کس کی جناب میں گستاخی کرنے پر اتر رہا ہے۔ لایف شریف میں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صراحتاً ذکر نہیں تو کعبہ معظمہ کا ذکر ہے اور وہ کمال تعظیم کے ساتھ کہ اپنی ربوبیت کو اس کی طرف

اضافت فرمایا۔ اس کا تصور کب بے عظمت آئے گا۔

دیوبندی مولوی رشید صاحب گنگوہی کے قلب میں

حاجی امداد اللہ صاحب کا چہرہ

خان صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جوش میں تھے اور تصور شیخ کا مسدہ درپیش تھا۔ فرمایا کہہ دوں۔ عرض کیا گیا فرمائیے۔ پھر فرمایا کہہ دوں۔ عرض کیا گیا۔ فرمائیے۔ پھر فرمایا کہہ دوں۔ عرض کیا گیا۔ فرمائیے تو فرمایا کہ تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے۔ اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ پھر اور جوش آیا۔ فرمایا کہہ دوں۔ عرض کیا گیا۔ ضرور فرمائیے۔ فرمایا کہ اتنے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بغیر آپ سے پوچھے نہیں کی۔
ارواحِ ثلاثہ ص ۳۰

ناظرین حضرات۔ غور فرمائیں۔ مولوی اسمعیل صاحب تو فرماتے ہیں کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کا آنا پیل اور گدھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ تین سال کامل حاجی امداد اللہ صاحب کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے۔ اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ اور گنگوہی صاحب کے پیرومرشد ہیں حاجی صاحب۔ اگر مولوی اسمعیل صاحب کا فتویٰ درست ہے۔ تو پھر گنگوہی صاحب کی تین سال کی نمازیں برباد ہو گئیں یا نہ؟ اور خیاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کئی سال گنگوہی صاحب کے قلب میں رہے۔ تو اس عرصہ میں گنگوہی صاحب کی نمازوں کا کیا حشر ہوا ہوگا۔

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت نے بیوی صاحبہ

کے خیال میں سرے سے نماز ہی توڑ دی -

ایک حوالہ اور سنیے۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی ایک نماز کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا۔ کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا۔ کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر چلائے سے گر گئی ہیں۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔ اشرف المعولات ص ۱۴ بحوالہ دیوبندی ناظرین حضرات۔ غور فرمائیے۔ دیوبندی حضرات کے بڑے امام اور صوفی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی تو اپنی بیوی صاحبہ کا خیال آتے ہی سرے سے نماز ہی توڑ دیں۔ تو ان کے نہ تصوف میں کوئی فرق آئے اور نہ ہی ان کا حضور قلب خراب ہو۔ اور نہ ہی ان پر کوئی دیوبندی طعن کرے اور نہ ہی کوئی فتویٰ لگائے اور اگر کوئی عاشقِ مصطفیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں حاضر کر کے حضور علیہ السلام کو السلام علیہا النبی عرض کرے تو دیوبندی اس پر شکر کے فتوے لگائیں۔ اور اس محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی خیال مبارک کو بیل اور گڑھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر تباہیں۔ یہ کونسا ایمان ہے؟ اور کیسا اسلام ہے؟

ناظرین حضرات۔ اب میں بخاری شریف سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں۔ ^{خطہ} فرمائیے۔ " ابی سعید بن معنی سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ میں مسجد نبوی میں ایک دن نماز ادا کر رہا تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب

فرمایا۔ میں نماز سے فارغ ہو کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نماز میں تھا۔ اس لئے حاضر ہونے میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا۔ کہ جب تم کو اللہ کا رسول بلائے تو فوراً اس کی خدمت میں پہنچو۔ بخاری شریف مترجم جلد دوم ص ۷۹۔

کفریہ عبارت نمبر ۶

ناظرین کرام۔ دیوبندیوں کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

”دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ دیوبند سے پہلے اردو نہ جانتے تھے۔“

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں؟ فرمایا جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ

اس سے زنیہ اس مدرسہ (دیوبند) کا معلوم ہوا۔ براہین قاطعہ مصنفہ مولانا شکیل احمد دیوبندی ص ۲۶ ناظرین کرام۔ ان دیوبندیوں کی بداعتقادی ملاحظہ کیجئے کہ اپنا اور اپنے مدرسہ کا نشان بیان کرنے کے لئے تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا کس قدر بے باکانہ اقدام کیا۔ کہ نعوذ باللہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو زبان سیکھنے میں ان ہندوستانی ملاؤں سے فیض حاصل کیا۔ اور آپ کو معاذ اللہ یہ زبان پہلے نہیں آتی تھی۔ حالانکہ تمام عالم اسلام کا یہ متفقہ فیصد ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو

تمام جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔ تو حضور علیہ السلام کو پہلے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا بھر کی تمام زبانوں کا عالم کامل بنا کر بھیجا۔

مولوی خلیل احمد صاحب اس خواب کو بیان کرنے کے بعد جو تعبیر لے رہے۔ کہ سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہو گیا۔ گو یا یہ بتایا جا رہا ہے کہ دیکھ لو۔ مدرسہ دیوبند کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو معلم کائنات ہیں۔ وہ بھی اردو میں علمائے دیوبند کے شاگرد ہیں۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ اگر شاگرد کا لفظ نہ بھی استعمال کیا جائے تو پھر بھی یہ تو اس تعبیر کا قطعی مفہوم ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ دیوبند کے علمائے معارف سے معاملہ کی وجہ سے زبان اردو آگئی۔ اس سے پہلے آپ اردو نہیں جانتے تھے معاذ اللہ۔ جب بے خبر مقام محمد عربی است۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدرسہ دیوبند سے پہلے صد ہا سال کسی سے اردو زبان میں کلام نہ فرمایا تھا۔ حالانکہ ہندوستان میں ہزار ہا بزرگان دین موجود تھے۔

اسے کاش علمائے دیوبند کبھی مقام نبوت کی عظمت و برتری کا صحیح اندازہ کر کے اپنی گندہ و توہین آمیز عبارات پر سنجیدگی سے غور کرتے اور سوچتے کہ کیا نبی کے یہ نشان نشان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ دیوبند سے پہلے اردو زبان سے واقف تھے۔ حالانکہ قرآن کریم صاف صاف اعلان فرما رہا ہے۔ وَعَلَّمْنَاكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ترجمہ۔ اور سکھا دیا آپ کو اسے محبوب جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ

کا فضل عظیم آپ پر ہے۔ ناظرین کرام! غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے۔ ہم نے سکھا دیا ہے۔ یعنی زمانہ ماضی میں۔ کیونکہ ما عام ہے۔ لہذا ہر شے کو حاوی ہے۔ جس چیز کے متعلق کہا جائے کہ اس کا علم حضور کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محبوب وہی چیز آپ کو سکھا دی۔ اگر کوئی دیوبندی سوال کرے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے پہلے اردو زبان نہیں آتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو اردو کلام بھی سکھا دیا تھا۔

وہ سو جائیں تو معراج منامی وہ جاگیں تو خدا سے ہم کلامی

حالانکہ دیوبندی حضرات اگر غور و فکر سے کام لیتے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو زبان میں گفتگو فرمانا خواب دیکھنے والے کی عربی زبان سے جہل و لاعلمی کی دلیل ہے۔ اس لئے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو میں ارشاد فرمایا۔ اور خواب دیکھنے والے کی اردو کا یہ عالم ہے کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ اتنی خبر نہیں کہ کلام مذکور ہے یا مونث۔ اور خواب دیکھنے والے کی جہالت اور بے ادبی بھی ملاحظہ کیجئے کہ معلم کائنات رحمۃ اللعالمین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا ہے۔ کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ چہ بے خبر مقام محمد عربی است

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں عالی میں امت کے

اعمال صبح و شام ہرزبان میں پیش کئے جاتے ہیں

مصنف عبارت اکابر نے مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کی پیدائش ۱۲۶۸ھ

میں لکھی ہے۔ اور مولوی صاحب نے مدرسہ دیوبند ۱۲۸۳ھ میں قائم کیا ہے تو اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال ہوگی۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مدرسہ قائم ہونے سے پہلے آپ اپنے استادوں سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور آپ اور آپ کے استادوں کی زبان بھی اردو تھی۔ اور قرآن شریف کا ترجمہ بھی اردو زبان میں لکھا جا چکا تھا۔ اور مولوی محمد قاسم صاحب نے کافی کتابیں اردو کی اپنے استادوں سے بھی پڑھی ہوں گی۔ اور مولوی اسماعیل کی کتاب تقویت الایمان بھی مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے پہلے لکھی جا چکی تھی۔ اور اسی کتاب کے متعلق ہندوستان میں شور بھی برپا ہوا تھا۔ اور سینکڑوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئی تھیں۔ اور جامع مسجد دہلی میں متعدد مناظرے بھی ہوئے تھے۔ اور یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں امت کے اعمال صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ جس کے لئے میں آپ کے حکیم الامت کی کتاب "نشر الطیب" سے حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے۔ کہ کوئی دن الیسا نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔
نشر الطیب ص ۳۵۷

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرشتے وہ کلام جو امت کے افراد آپس میں کرتے تھے یا شاگرد اپنے استاد سے سوال و جواب پڑھنے پڑھانے میں کیا کرتے تھے۔ وہ کس زبان میں بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے؟ اگر یہ کہو کہ فرشتے اردو زبان کا ترجمہ عربی میں کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے۔ تو پھر فرشتوں

علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہوا۔ معاذ اللہ۔ فرشتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر زبان جانتے ہیں کیونکہ امت کے اعمال ہر زبان میں ہر روز صبح و شام بارگاہ رسالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ تقویت الایمان کی کفریہ عبارتیں بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں من و عن پیش کی جاتی ہیں۔ جو خالص سلیس اردو زبان میں لکھی گئی ہیں۔

ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوق الہی کی زبان کو جانتے ہیں۔ کیونکہ ہر زبان میں بارگاہ عالی میں امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور بھی کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ جب جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ تو جہانگیر بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضور سرور عالم بطور ناسف اپنی انگلی مبارک دانتوں میں دبائے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے انسان کو قید کر دیا ہے۔ تو جہانگیر نے آپ کی رہائی کا حکم صادر کر دیا۔ تو اس واقعہ سے خاص طور پر ظاہر ہو گیا۔ کہ آپ کا یہ حکم اردو زبان میں تھا۔ کیونکہ جہانگیر عربی کا عالم نہ تھا۔ اب سنیے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کیا فرما رہے ہیں۔ نشر الطیب ص ۲۳۹ پر آپ لکھتے ہیں۔ اور آپ جن والنس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور عرب کی سب زبانیں جانتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ بلکہ تمام زبانیں۔

کیوں جناب۔ اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں اب تو آپ کے حکیم الامت نے اپنی کتاب نشر الطیب میں وضاحت فرمادی ہے۔ کہ میں کہتا ہوں۔ بلکہ تمام زبانیں (جانتے تھے) مولانا محمد عمر صاحب مناظر اسلام۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دلائل کو تو

آپ نے زالی گپ لکھ کر بے ادبی اور جہالت کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ حضرت مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ قرآن شریف کی تین آیتیں ثبوت کے طور پر تحریر فرما چکے ہیں اور جو آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا گیا۔ بالکل مردود ہے۔ یہی تو آپ کی سبے ادبی اور گستاخی کا بین ثبوت ہے۔ لیکن اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی پر کوئی فتویٰ لگائیں۔ وہ بھی تو لکھ چکے ہیں۔ کہ تمام زبانوں کے عالم تھے۔ مولوی محمد عمر پر کیوں برس سے ہو گھر کی خبر لیں۔ آپ کے اکابر کیا فرما رہے ہیں۔

کفریہ عبارت نمبر ۷

” شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے “
(معاذ اللہ)

الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براہین تالعه ص ۵۱ مصنف مولوی غیبیل احمد بیچنوی و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۵۱
اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت کے

افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔
براہین قاطعہ ص ۵۲

ناظرین کرام غور فرمائیے۔ مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی حضرات کے بزرگ یہ گوہر افشانی فرماتے ہیں۔ کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت علم نص کی وجہ سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہوا۔ کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت با زیادتی علم پر نص موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ اس لئے شیطان لعین کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضور کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ یا برابر بتائے گا۔ تو وہ مشرک ہوگا۔ معاذ اللہ۔

اہل سنت کے نزدیک شیطان و ملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن و حدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔ جو شخص نص کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ قرآن شریف پر نہایت ہی بہتان باندھتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو نصوص قطعیہ کے خلاف کہنا بھی قرآن و حدیث پر افتراء عظیم ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محیط زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو۔ بلکہ قرآن و حدیث کے بے شمار نصوص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر چیز کا علم ثابت ہے۔ اہل سنت کا مسلک ہے کہ کسی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم کی کمی ثابت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بدترین گستاخی ہے۔

ناظرین کرام۔ ذرا غور فرمائیے۔ مولوی خلیل احمد صاحب کا دعویٰ ہے کہ حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کرنا شرک ہے۔ لیکن سوال
یہ ہے۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ شرک ہے۔ تو شیطان کے
لئے روئے زمین کا علم ثابت کرنا ایمان کیسے ہو گیا؟ کیونکہ شرک میں تفریق
نہیں ہو سکتی جس چیز کا کسی ایک مخلوق کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگا۔ وہ خدا تعالیٰ
کے سوا جس کسی کے لئے بھی ثابت کیا جائے گا۔ شرک ہی ہوگا۔

تمام دیوبندی اکابرین علماء کا فتویٰ کفر

دیکھئے مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی صاف صاف لکھ چکے ہیں۔ کہ شیطان و
ملک الموت کو علم محیط زمین یعنی روئے زمین کا علم حاصل ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو شیطان و ملک الموت سے زیادہ تو کجا برابر علم بھی نہیں۔ (معاذ اللہ) یہاں تو صاف
صاف لکھ دیا۔ اب ذرا تمام اکابرین دیوبند علماء کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔ اور ہمارا
یقین ہے۔ کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے۔ وہ کافر ہے
اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان
ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔

المہند کا اردو صحیفہ ص ۱۲

اور لطف کی بات ایک یہ بھی ہے کہ اس کتاب کے مصنف بھی مولوی خلیل احمد
صاحب دیوبندی ہی ہیں۔ گویا اپنے اوپر فتویٰ کفر بھی آپ خود ہی لگا رہے ہیں
اور تمام اکابرین علماء دیوبند سے اپنے اوپر خود ہی فتویٰ کفر لے رہے ہیں۔ غور
فرمائیے۔ دونوں عبارتیں صاف صاف اردو میں لکھی جا چکی ہیں۔ نشان رسالت
میں بے ادب کلمے لکھنے والے شخص کو یوں ہی بدلہ ملتا ہے۔

مولوی حسین احمد صاحب کا حوالہ

اپنے اکابر کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو مولوی حسین احمد صاحب نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی ہے۔ کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علماً کہے وہ کافر ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب مولوی خلیل احمد صاحب ایسا ایسا لکھ چکے ہیں۔ تو پھر یہ کس نے لکھا؟ کہ شیطان ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے؟ یہ بھی تو آپ کے اکابر مولوی خلیل احمد ہی نے لکھا ہے۔ آپ اس سے انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ تو صاف سببیں اردو کی عبارت ہے۔ کوئی لاطینی یا عبرانی نہیں ہے۔ جس کے سمجھنے والے نایاب ہوں۔ اور بالکل واضح لفظوں میں یہ بھی لکھ دیا۔ کہ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ بہر حال فارمین کرام سے یہ گزارش کرنی ہے۔ کہ وہ حق اور باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے صرف انہی امور پر غور کریں اور فیصلہ کریں۔ کہ کوئی مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا لکھ سکتا ہے۔ اور پھر ایسا لکھ کر وہ مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ اور یہ کہ مولوی خلیل احمد دیوبندی نے ایسا لکھ کر حضور کی شدید توہین کی ہے

یا نہیں؟

بتائیے اس فتویٰ کفر میں کون کون صاحب آسکتے ہیں

اب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا یہ فتویٰ کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم و اوسع علماً کہے وہ کافر ہے۔ اور خلیل احمد صاحب تو صاحب عبارت میں لکھ چکے ہیں جو اوپر لکھا جا چکا ہے اور اس عبارت سے خاص طور پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب شیطان لعین کا علم حضور کے علم سے زیادہ بتا رہے ہیں۔ اور پھر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اس کی تصدیق بھی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اسی کتاب پر آپ کی تقریظ موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب کے فتوے کفر کی زد میں کون کون صاحب آسکتے ہیں؟

کفریہ عبارت نمبر ۸

ناظرین کرام۔ اب دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم غیب کے متعلق لکھتے ہیں۔
پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو۔
اور دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب
بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب
زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے
موفق باللہ۔
حفظ الایمان مسنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی

اس عبارت کا صاف و صریح واضح مطلب یہ ہوا کہ بعض علم غیب جو حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا

علم غیب تو زید و عمر کو بھی بلکہ ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل، ہر جانور اور ہر ایک چوپائے کو بھی حاصل ہے۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت نے اپنے ان کلمات میں حضور مغیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک و مقدس علم غیب کو ہر خاص و عام بلکہ ہر ایک بچے کو ہر ایک پاگل، بلکہ ہر ایک جانور اور ہر ایک چارپائے کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ دے کر شدید ترین توہین کی ہے۔

قاریین کرام غور فرمائیں۔ یہ عبارت سلیس اردو کی ہے اور ہر اردو سمجھنے والا بے تکلف اس سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اشرف علی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں۔ کل غیب اور بعض غیب۔ کل غیب کیلئے تو انہوں نے فیصلہ کر دیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عقلاً تقدراً باطل ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کل غیب نہ رہا۔ مگر بعض غیب در یہی ان کے عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت بھی ہے (جیسا کہ خود انہوں نے حفظ الایمان کے صک پر تصریح کی ہے) اب اس بعض علم غیب کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب ہر صبی (بچہ) مجنون (پاگل) جمیع حیوانات و بہائم تمام جانوروں کے لئے بھی حاصل ہے۔ ناظرین کرام! ایمان و دیانت کے ساتھ غور کیجئے کہ مولوی اشرف علی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو جانوروں پاگلوں کے برابر کر دیا یا نہیں۔ حضور کے علم شریف کو جانوروں پاگلوں کے برابر کرنا یقیناً حضور علیہ السلام کی توہین ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ لیکن دیوبندی علماء کا حال یہ ہے کہ اس کفری عبارت کی رکیک تاویلیں کرتے ہیں۔ اور اس پر لہجہ ہیں کہ یہ عبارت بالکل حق و ثواب

ہے۔ حالانکہ معاملہ کسی ایسے غیرے کا نہیں۔ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور اس کی نزاکت کا یہ عالم ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف اگر کوئی بات سہواً بھی نکل جائے۔ تو کفر ہے۔ اور توبہ کرنا واجب ہے۔ بہر حال یہ عبارت ایسی ہے۔ کہ جس کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے علمائے اہلسنت نے اس عبارت کو کفر یہ قرار دیا ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ رہی ضد اور ہٹ دھرمی تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔

نصرت العلوم کے شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب اسی ناپاک اور کفریہ عبارت کو بے غبار اور اسلامی ثابت کرنے کے لئے اس کے لفظ "ایسا" کے امیر اللغات جلد دوم ص ۳۲ سے تین معانی پیش کر کے لکھتے ہیں۔

لفظ "ایسا" سے اس قسم کا یا استفادہ یا اتنا کوئی معنی مراد لیں۔ اُسکے پیش نظر حضرت تھانوی صاحب کی مذکورہ عبارت بالکل بے غبار اور بے داغ ہے۔ اور انہوں نے معاذ اللہ تعالیٰ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ہرگز کوئی توبین نہیں کی۔

عبارات اکابر حصہ اول ص ۱۵

ناظرین کرام! غور فرمائیں۔ مولوی منظور صاحب نے بھی مناظرہ بریلی میں حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہی کچھ بیان کیا تھا۔ اور امیر اللغات جلد دوم کا حوالہ دیکر یہی تین معنی بیان کئے تھے۔ اور مولوی منظور صاحب نے کہا تھا۔ کہ اس جگہ ایسا کے معنی تشبیہ کے نہیں۔ بلکہ اس عبارت میں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ مولوی منظور صاحب نے کہا۔ کہ حفظ الامیان

کی عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے اگر اس عبارت میں ایسا کے
معنی تشبیہ کے ہوتے۔ تو میں بھی اس کی تصدیق کرتا۔ کہ اس میں واقعی حضور علیہ
الصلوة والسلام کی شان میں توہین ہے اور کفر ہے۔ بلکہ ایسا کے معنی اتنا اور اس
قدر کے ہیں۔ مناظرہ بریلی ص ۹۴-۹۵

ٹھیک اس طرح مصنف عبارات اکابر بھی لکھ رہے ہیں کہ یہاں ایسا کے معنی اتنا
اور اس قدر کے ہیں۔ جناب گگھڑوی صاحب اگر ایسا کے معنی اتنا یا اس قدر کے
ہوں۔ جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں۔ تو ہین تو تب بھی باقی رہی۔ بلکہ میں کہتا ہوں
اور زیادہ واضح اور روشن ہو گئی۔ اس صورت میں حفظ الایمان کی عبارت کا
مطلب یہ ہوتا ہے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا یعنی اتنا اور اس قدر علم غیب تو زید و عمر بلکہ سر صبی (بچے)
و محنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے! اب ہر ایک
اردو خان اپنے ایمان والے دل سے فتویٰ لے لے کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی شان میں کیسی صریح توہین ہو گئی۔ اس عبارت کا اب صاف مطلب یہ
ہوا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شریف اتنا ہے۔ جتنا بچوں۔ پاگلوں۔
جانوروں۔ چار پالیوں کا ہے۔

ناظرین کرام۔ اب میں ایک حوالہ الشہاب ثاقب مولوی حسین صاحب صدر
مدرسہ دیوبند کا نقل کرتا ہوں۔ غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی حسین احمد صاحب
فرماتے ہیں۔ پھر اس سے بھی قطع نظر کریں۔ تو جناب یہ ملاحظہ کیجئے۔ کہ حضرت
مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں۔ لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں۔ اگر

لفظ تہ موتا۔ تو اس وقت بترہ یہ تھاں موتا کہ وہ ذمہ حضور خیرہ سلام کے
 علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر ہوئے یہ محض جہالت نہیں تو در کیا ہے اس
 سے بھی اگر قس لفظ کریں تو لفظ یہ تو ہر تشبیہ کا ہے۔ تہ ب تہ ب تہ ب
 مولانا حسین محمد زبیر بنوری عسکری

مخزن کرم باب آپ ذر تکلیف ذر مصلحت عبارت کہ جناب مشرف
 سے دریافت فرمائیے کہ جناب آپ تو بکھرتے ہیں کہ یہ کے معنی ہیں تو
 اور اس قدر کے ہیں اور مولانا مشرف صاحب بھی تو بکھرتے ہیں ہر مشرف صاحب
 تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر اس عبارت میں یہ کے معنی تشبیہ کے ہوتے تو
 میں بھی اس کی تصدیق کرتا کہ اس میں لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان
 میں تو میں سے اور کھرتے۔ اور آپ کے ہر مولانا حسین محمد زبیر بنوری
 دیوبند آپ دونوں حضرات کے خلاف فتویٰ دے گئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں
 کہ حضرت مولانا عبارت میں یہ لفظ فرماتے ہیں۔ لفظ تہ موتا تو اس وقت
 البتہ یہ تھاں موتا کہ وہ ذمہ حضور خیرہ سلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کو
 برابر کر دینا یہ محض جہالت نہیں تو در کیا ہے اس سے بھی تشبیہ کریں تو لفظ
 ایسا تو بکھرتے ہیں۔

گھڑوں صاحب پنے صاحب بہین پڑھتے ہیں۔ آپ فیض
 فرمائیں کہ آپ یہ سب حضرات میں سے کون کون تہ لفظ دونوں حضرات
 کے ہیں تو مولانا زبیر بنوری حسین محمد صاحب کو تہ لفظ کے
 ذر مولانا حسین محمد صاحب کے تہ لفظ دونوں حضرات تہ لفظ میں

جو خطاب جہالت کا آپ کو مل چکا ہے دیوبند کی جانب سے اس کو بھی آپ قبول فرمائیں اور آئندہ تھانوی صاحب کی حمایت میں کبھی کوئی جملہ کسی کتاب میں نہ لکھیں کیونکہ صدر دیوبند کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ لفظ الیا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور علمائے اہلسنت بھی یہی فرما رہے ہیں۔ کہ لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

اب آپ کو مولوی حسین احمد صاحب کا فتویٰ تو ہر حالت میں ماننا ہی پڑے گا۔ کیونکہ آپ کے اکابر اور روحانی پیشوا بھی ہیں۔ ان کی تو روحانی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر وہ چاہتے تو اپنی روحانی طاقت کے ذریعے انگریز کو ہندوستان سے نکال سکتے تھے۔ (حوالہ عبارت کفر بہ منہم میں گذر چکا) شاید ان کو روحانی طاقت کے ذریعے ہی علم ہو چکا ہو گا۔ کہ لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہے۔ اتنا اور اس قدر کے نہیں جیسا کہ آپ دونوں حضرات فرما رہے ہیں۔ کہ اگر لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہو۔ تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہو تو توہین نہیں ہے۔ اور آپ کے صدر صاحب فرما رہے ہیں۔ کہ لفظ الیا کے معنی اتنا اور اس قدر کے ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ کیونکہ لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہے گگھڑوی صاحب اب انصاف سے فیصلہ خود فرمائیں۔ کہ آپ دونوں حضرات سچے ہیں۔ یا آپ کے اکابر مولوی حسین احمد صاحب سچے ہیں۔ دونوں میں سے ایک تو ضرور بر ضرور جھوٹا ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۹

ختم نبوت زمانی سے مکمل انکار

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ دُسُوْلُ اللّٰهِ وَنَحَاتْمُ النَّبِيِّیْنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

تخذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی ص ۳

عوام کے معنی عام لوگ۔ اہل فہم کے معنی سمجھدار لوگ۔ جس وقت اہل فہم کے مقابلے میں عوام کا لفظ بولا جائے۔ اس وقت عوام کے معنی نا سمجھ لوگ ہوں گے تقدم کے معنی پہلے اور آگے ہونا۔ تاخر کے معنی بعد کو اور پیچھے ہونا۔ زمانی کے معنی زمانے کے اعتبار سے بالذات کے معنی اپنی ذات سے اور اپنی ذات کے اندر فضیلت کے معنی خوبی اور بزرگی۔ مدح کے معنی تعریف۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رُّسُوْلَ اللّٰهِ وَنَحَاتْمُ النَّبِيِّیْنَ ط۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے پچھلے نبی ہیں۔ ناظرین کرام۔ غور فرمائیے۔ چودہ سو برس سے اب تک کے تمام اگلے پچھلے اولیاء و علماء اہل اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صاف یہی معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اور جو شخص اس ضروری دینی معنی کے خلاف کوئی اور معنی اس لفظ کے بتائے۔ وہ ہرگز مسلمان نہیں۔ بلکہ شریعت اسلامیہ کے حکم سے کافر مرتد ہے دین ہے۔ لیکن مولوی ناتوٹوی صاحب کی اس عبارت کا صریح اور صاف اور واضح مطلب یہی ہوا۔ کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہ تو نا سمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ کیونکہ زمانے کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پیچھے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی یا بزرگی نہیں رکھنا۔ بلکہ آیت کریمہ میں اگر وصف خاتم النبیین کے معنی اسب سے پچھلا نبی مراد ہوں تو چونکہ یہ آیت مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے۔ لہذا اس تعریف کے مقام میں خاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہوگا۔ یہی مولوی ناتوٹوی صاحب اپنی کتاب تحذیر الناس کے حصہ ۳ پر ایک مثال دیتے ہیں۔ کہ زمین، پہاڑ اور درو دیوار کا لور اگر آفتاب کا فیض ہے۔ تو آفتاب کا لور کسی اور کا فیض نہیں۔ ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی۔ آگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔

مولوی ناتوٹوی صاحب کی اس عبارت کا صاف، صریح اور واضح مطلب یہی ہوا۔ کہ آیت کریمہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔

اس کے یہ معنی تصور کرنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے۔ لیکن حضورؐ کے سوا اور ہر ایک نبی کو اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ حضورؐ کے واسطے سے ہی نبوت حاصل ہوئی ہے۔ اور حضورؐ کو بغیر کسی کے واسطے سے خود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے۔

ناظرین حضرات غور فرمائیے۔ مولوی نالوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیین کے جو معنی گڑھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں۔ کہ تفسیر و حدیث و کلام و اصول و فقہ و لغت کی کسی کتاب سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات ہیں۔ مولوی نالوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ خراشیدہ معنیے کا نام ختم ذاتی اور خاتمیت مرتبی رکھا ہے اور اپنی اس تحذیر الناس کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں شایان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔ اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے لائق خاتم النبیین کے صرف یہی معنی مراد ہیں کہ حضورؐ بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں۔ لیکن خاتم النبیین کے یہ معنی کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہ معنی حضورؐ کی شان کے لائق نہیں۔

اگر بالفرض آپ کے سامنے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا یدستور باقی رہتا ہے۔

معاذ اللہ

مولوی نالوتوی صاحب اپنی کتاب "تحذیر الناس" کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا۔
انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں
بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ تحذیر الناس ص ۱۸
اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ خاتم النبیین کے اگر
یہ معنی لئے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ تو یہ خبری
ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں صرف انہی انبیاء علیہم السلام کے
خاتم ہوں گے جو حضور علیہ السلام سے پہلے تشریف لائے ہیں۔ لیکن اگر خاتم النبیین
کے وہ معنی لئے جائیں جو میں نے بیان کئے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر
کسی دوسرے کی واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ
خوبی ہے۔ اگر حضور کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو تو پھر بھی حضور
ویسے ہی خاتم النبیین رہیں گے۔

اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت
محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (معاذ اللہ)

مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب تحذیر الناس ص ۲۸ پر لکھتے ہیں۔
اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہجیران نے عرض
کیا ہے تو پھر سوارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں
سے مماثلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی
افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقررہ پر بھی آپ کی
افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا

ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تخریر الناس ص ۲۵
نالوتوی صاحب کے کذاب بیوں کیلئے نبوت کا دروازہ کھول دیا
مولوی نالوتوی صاحب نے اپنی ان عبارتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے
پچھلے نبی ہونے کی جو عقائد ضروریہ دینیہ میں ہے شدید ترین تکذیب کی ہے اور
اپنے جی سے ختم نبوت کے ایسے معنی گڑھے جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں
جدید بیوں پیغمبروں کے لئے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ معاذ اللہ

مولوی نالوتوی صاحب سے سیکھ کر ہر کذاب آدمی معاذ اللہ کہہ سکتا ہے۔
کہ میں نبی و پیغمبر ہوں۔ لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ہی۔ کے واسطے سے نبی و پیغمبر بنا ہوں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بالکل بعینہ اسی طرح اپنے نبی و رسول و پیغمبر
ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی لکھے ہیں
کہ کسی شخص کے لئے مرتبہ نبوت حاصل کرنے تک پہنچنے کا بغیر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے واسطے کے کوئی راستہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی
نہیں پیدا ہوگا

حضور سید عالم نے بھی آیت **وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ** کا معنی **كَأَنَّ**
نَبِيٍّ بَعْدِي فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف) تو خاتم النبیین کے معنی حضور ہی فرما رہے ہیں۔
کہ لابی بعدی یعنی میرا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے زمانے کے بعد ہے اور میرے
بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ معنی فرما کر ہی اپنی فضیلت بیان فرما رہے

ہیں۔ کہ چونکہ مجھنے تاخر زمانی حاصل ہے۔ اس لئے یاسی حیثیت مجھے دوسرے
انبیاء پر فضیلت حاصل ہے گو یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی و زمانی ہر طرح
خاتم النبیین ہیں اور حضور علیہ السلام کی ختم نبوت ذاتی پر سیکڑوں دوسرے لائل
بھی موجود ہیں۔ مگر اس آیت سے صرف ختم نبوت زمانی مراد ہیں۔ اس لئے ارشاد
فرمایا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ فرمان بانی اسلام کا ہے۔ مگر بانی مدرہ دیوبند
حضور علیہ السلام کے اس فرمودہ معنی کو عوام جہال کا خیال بتاتا ہے اور اس آیت کریمہ
سے ختم نبوت زمانی کے مفہوم کا انکار کر کے ختم زمانی مراد لینے والوں کو اہل فہم سے
نکالتا ہے تو نعوذ باللہ اس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہل فہم نہیں تھے۔
استغفر اللہ۔ اور لابی بعدی کے لفظ سے حضور نے جو اپنی فضیلت بیان فرمائی۔ تو
اس کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا۔ کہ آیت کریمہ خاتم النبیین صرف معنی ختم
نبوت زمانی میں محصور ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور ایک لطف کی بات، یہ
بھی ہے کہ خود نالوتوی صاحب نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ معنی جو
اس نے کئے ہیں تیرہ سو سال میں کبھی کسی نے نہیں کئے۔ لکھتے ہیں۔ اگر بوجہ
کم التفاتی بڑوں کا فہم اس مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ
گیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ
عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ باشد کہ کو دکان تاواں
بغلط برہدف زند تیرے

نالوتوی صاحب کا اعتراف

ثابت ہوا کہ نالوتوی صاحب نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ اس مفہوم کی طرف بڑوں کا فہم نہیں پونچا یہ بات صرف میں نے کہی ہے۔ یعنی اجماعی عقیدہ اور اجماعی معنی کا منکر صرف یہی طفل نادان ہے۔ ناظرین کرام غور فرمائیں۔ یہ دیوبندی علماء ربات بات پر اہل سنت کو بدعت کے فتوے دینے والے اپنے گھر کی خبر کیوں نہیں لیتے؟ کہ ان کے اکابر نالوتوی صاحب جو فرما رہے ہیں۔ یہ بدعت سیئہ نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہ مداخلت فی الدین نہیں۔ کہ جو بات عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے نہ کی ہو۔ وہ نالوتوی صاحب کر کے دکھلائیں کیا یہ بدعت نہیں؟ اور کیوں نہ نالوتوی صاحب ایسا کر کے دکھلاتے۔ جبکہ ان کا اسلام ہی برائے نام ہے۔ چنانچہ وہ خود تحذیر الناس کے ص ۲۲ پر لکھتے ہیں۔

”سو اس زمانہ کے علماء سے ہو سکے۔ تو اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے۔ دستگیری فرما کر ورطہ ہلاکت سے نجات دیں۔“

جناب صفدر صاحب اسی کفریہ عبارت کو نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”خان صاحب نے حضرت مولانا نالوتوی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی ہے۔ اس کے آخری حصہ میں یہ مخطوطہ عبارت ہے۔ اب غور فرمائیے کہ خان صاحب نے کس طرح شبہہ بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔ کہ ایک فقرہ

تخذیر الناس کے صفحہ ۱۲ کا لیا۔ اور دوسرا صفحہ ۲۴ کا اور تیسرا صفحہ ۲ کا اور اپنی
افتاد طبع سے مجبور ہو کر ایک خاص ترتیب دی اور پھر اس سے بزعم خویش
ایک کفریہ مضمون تیار کیا۔ اور پھر کفریہ فتوے مرتب کر کے علمائے حریمین
اس کی تصدیق حاصل کی۔ اور عامتہ المسلمین کو یہ باور کرانے کی سعی کی ہے

کہ یہ عبارت اسی طرح مرتب اور مربوط ہے۔ عبارات اکابر بلا حصہ ص ۱۱۸

گلگھڑوی صاحب۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا یہ اعتراض بالکل بے
نیاد اور لغو ہے۔ اس میں ذرا پھر صداقت نہیں۔ سفید جھوٹ ہے۔ اعلیٰ حضرت
علیہ الرحمۃ کی شعبہ بازی نہیں۔ بلکہ آپ کی جعل سازی کا بین ثبوت ہے۔ یہ تینوں
فقہے مستقل ہیں۔ ناظرین کرام! اب میں یہ تینوں فقہے تختہ الناس نالوتوی
صاحب کی کتاب سے الگ الگ نقل کرتا ہوں۔ دیکھئے کہ ہر ایک فقہ علیحدہ
علیحدہ اپنے معنی ظاہر کر رہا ہے یا نہیں؟ تاکہ آپ کو گلگھڑوی صاحب کی
چالاکی کا بھی علم ہو جائے۔ کہ کیسی کیسی ہوشیاری سے اعلیٰ حضرت خان صاحب
کو بدنام کرنے کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ یہ تختہ الناس میرے سامنے
موجود ہے۔ اس میں نالوتوی صاحب صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔

" بعد حمد و صلوة کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے۔ کہ اول معنی خاتم
الانبیاء معلوم کرنے چاہئیں۔ تاکہ ہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو عوام کے
خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم
پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر

مقام مدح میں ولكن رسول الله وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ لیجئے یہ ایک فقرہ ہے۔ جو مستقل ہے۔ اور اپنے مفہوم کو پورے طور پر صاف الفاظ میں ظاہر کر رہا ہے۔ اسی لئے میں نے ساتھ ہی زائد عبارت کو نقل کر دیا ہے۔ تاکہ اس فقرہ کا تمام یا تمام ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے۔ مولوی نانوتوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔

” غرض اقدام اگر باں معنی تجویز کیا جائے۔ جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ سی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب نبی آپ ہ خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ لیجئے یہ فقرہ بھی مستقل ہے۔ جو اپنے مفہوم کو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے۔ تیسرا فقرہ نانوتوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

” ہاں اگر خاتمیت معنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس مہجدان نے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مضمومہ بالخلق میں سے مماثلت نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محرمی میں کچھ فرق نہ آئے گا لیجئے یہ فقرہ بھی مستقل ہے جو اپنے معنی کو صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے +

ناظرین کرام دیکھ لیا آپ نے۔ یہ تینوں فقرے علیحدہ علیحدہ صاف صاف اپنے مفہوم کو ظاہر کر رہے ہیں۔ لہذا گکھڑوی صاحب کا یہ قول مردود ہو کر

رہ گیا۔ جس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے یہ لکھ مارا۔ کہ خان صاحب نے تین فقرے مختلف صفحات سے لیکر کفری معنی پیدا کر لئے۔ دراصل یہ لکھڑوی صاحب کی شیعہ بازی کا مظاہرہ ہے۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں یہ فقرہ جو نقل کیا گیا۔ اس میں نا تو توئی صاحب یہ کہتے ہیں۔ کہ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض

بعد زمانہ نبوی صدم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ جیسے اس فقرے کو لکھڑوی صاحب نے عبارات اکابر کے ساتھ

پر لکھا ہے اب میں لکھڑوی صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا آپ کا یہ

عقیدہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر آپ

کے عقیدہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ آپ

نے عبارات اکابر کے ساتھ لکھا ہے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

کسی کو نبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو اس میں شامل کرے وہ بھی کافر

ہے۔ تو پھر یہ جملہ کہ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔

افراد مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے۔ لیکن ان کا جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوتا تقدیر الہی میں لکھا ہوا ہے۔ اس عبارت

سے صاف صاف یہ ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ نا تو توئی صاحب کا عقیدہ یہی ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے بعد بھی اور نبی پیدا ہو سکتے ہیں

تب ہی تو لکھ رہے ہیں۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی

کوئی نبی پیدا ہوا۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اور گھڑوی صاحب لکھ رہے ہیں کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو اس میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے بات تو آپ کی بالکل صحیح ہے۔ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن نانو تو وی صاحب کی عبارت کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ جو صاف صریح واضح الفاظ میں ختم نبوت زمانی کا انکار کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اب جناب صفدر صاحب ذرا اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس بات کا جواب دیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو پھر نانو تو وی صاحب نے یہ کیوں لکھا؟ کہ آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اور آپ اس بات کا بھی جواب دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو۔ جیسا کہ آپ کے اکابر نانو تو وی صاحب لکھ چکے ہیں۔ تو پھر خاتمیت محمدی میں کیوں فرق نہ آئے گا؟ علمائے اہل سنت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو۔ جیسا کہ نانو تو وی صاحب کا عقیدہ ہے تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرما چکے ہیں کہ میں تمام نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اوپر وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکا۔ نانو تو وی صاحب کا یہ عقیدہ کہ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانے کے بعد وہ نبی بھی آنے والے ہیں۔ جو تقدیر الہی میں لکھے ہوئے ہیں۔
معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک
شخص نے دعوائے نبوت کیا۔ اس نے لوگوں سے کہا۔ کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں
علامت نبوت کی تم کو دکھلاؤں۔ حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا۔ جو شخص
اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کرے گا۔ وہ اسی وقت کافر ہو جائے گا
اس لئے کہ جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے گا۔ یہ بات ثابت ہوگی۔ کہ وہ دوسرے
نبی کا ہونا بعد آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) ممکن الوقوع سمجھتا ہے۔ حالانکہ آپ
(صلی اللہ علیہ وسلم) فرما چکے۔ لا نبی بعدی۔ انوار آفتاب صداقت ص ۲۱۵
اب میں ایک حوالہ مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند کا نقل کرتا ہوں۔
ملاحظہ فرمائیے۔ مفتی صاحب تصریح کرتے ہیں۔

آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ
کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے۔ کہ آپ
انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ کہ یہ کلام باہل
اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے۔ اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ
میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے
کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے
حوالہ ختم النبوة فی الآثار مبلوعد دیوبند ص ۳۲۲ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۳۲۲

مفتی محمد شفیع صاحب کی اس تصریح سے روز روشن کی طرح واضح ہو
گیا۔ کہ آیت خاتم النبیین کے صرف ظاہری معنی پر ایمان لانا بغیر کسی تاویل یا

تخصیص کے فرض ہے۔ اور ظاہری معنی میں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے۔ اور سنیئے مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری دیوبندی ناظم تعلیمات دیوبند کیا فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

”اب جیسے علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء نہ سمجھے۔ کسی کو بھی منصب نبوت کا ملنا شرعاً جائز سمجھے وہ قطعاً کافر ہے۔“

اشذالغذاب ص ۱۴

اور سنیئے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب اسی کتاب کے ص ۱۴ پر لکھتے ہیں۔

”اور یہی خدائی حکم ہے۔ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اسی قسم کے حوالے دیوبندی کتب سے اور بھی پیش کئے جاسکتے ہیں۔“

گلگھڑوی صاحب اب میں آپ کے اکابر صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

”یہ معلوم کرنا چاہیے کہ آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرتبی جو کہ دوسرے معنی ہیں وہ نہیں۔ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں۔“

الشہاب ثاقب ص ۷

یہ حوالہ تو جناب آپ کے صدر دیوبند کا ہے۔ آپ کے صدر صاحب بھی یہی لکھ رہے ہیں۔ کہ عام مفسرین بھی یہی فرما رہے ہیں۔ کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرتبی نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔

کہ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند بھی نانو تووی صاحب کا رد فرما رہے ہیں۔ گنگھڑوی صاحب ہیں تو اس کتاب کے لکھنے میں انتہائی کوشش یہ کر رہا ہوں کہ آپ کے اکابر کی کتابوں سے حوالے نقل کروں تاکہ آپ کو اس کتاب کے جواب لکھنے کی تکلیف نہ ہو۔ اپنے اکابر کی کتابوں سے ہی تسلی فرمائیں۔

ناظرین حضرات۔ غور فرمائیں بعض حضرات علمائے دیوبند ان کفریہ عبارتوں پر پر وہ ڈالنے کے لئے اپنے اکابر کی دوسری عبارات پیش کر دیتے ہیں۔ جن میں شان رسالت میں کسی قسم کی کوئی توہین نہیں کی گئی۔ بلکہ تعریف کے ساتھ عظمت شان نبوت بیان کیا گیا ہے۔ لیکن وہ عبارات ان کے لئے فائدہ مند نہ ہو سکتیں۔ جب تک کوئی عبارت ایسی نہ پیش کر دیں کہ ہم نے فلاں جگہ فلاں کتاب میں فلاں صفحہ پر یہ کفریہ عبارت لکھی تھی۔ اب اس سے ہم رجوع کرتے ہیں اور توبہ کا اعلان کرتے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم نانو تووی نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر آخر النبیین کو عوام کا خیال بنا کر انکار کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زلمے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ اب اگر کسی عبارت میں بھی اس مضمون کی پیش کر دی جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کا فر ہے۔ تو اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے جب تک نانو تووی صاحب کا یہ قول نہ پیش کیا جائے کہ میں نے جو خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر آخر النبیین کا انکار کیا تھا۔ اب میں اس سے توبہ کر کے رجوع کرتا ہوں۔ اب دیکھئے اس مضمون کو مولوی مرتضیٰ احسن

چاند پوری نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے لکھتے ہیں۔ ایک بات قابل ذکر ہے۔ مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کر دیتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تنظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے۔ ایک مدت تک مسلمان تھے۔ اور چونکہ دجال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے۔ تو پہلی عبارت مفید نہیں جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھادیں کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں۔ صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا۔ اشد العذاب مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی ص ۱۵۔ آگے پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

لہذا جو عبارت مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں۔ جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں۔ تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ لہذا اہل سنت علماء کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ جو توہین آمیز کفریہ عبارات اکابر دیوبندی علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ جب تک ان کفریہ عبارتوں سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں

علمائے اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نفس نبوت میں سب انبیائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام برابر ہیں کسی نبی کی نبوت کسی دوسرے نبی کی نبوت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ نہ کسی نبی کا وصف نبوت کسی دوسرے نبی کے وصف نبوت سے کم و بیش ہو سکتا ہے۔ نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں دیکھے قرآن فرماتا ہے لا تفرق بین احد من رسلہ - ترجمہ - ہم اسکے پیغمبروں میں سے کسی کی تفریق نہیں کرتے اور حدیث شریفہ میں فرمایا کہ نہ بزرگی و نہ مجھ کو موصی علیہ السلام پر۔ اسی حدیث شریفہ کی شرع میں نواب قطب الدین صاحب، دیوبندی مطابق الحق میں لکھتے ہیں کہ منح کرنا فضیلت دینے سے نفس نبوت میں اس لئے کہ ہمیں سب انبیاء کرام برابر ہیں۔ البتہ انبیائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں خصوصیات کی بنا پر ضرورتاً تفضیل ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ -

ترجمہ - ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ اب قرآن شریف و حدیث پاک کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیائے کرام و رسل عظام علیہم السلام نفس نبوت میں برابر ہیں۔ لہذا ناتوازی صاحب نے جس مقصد کے لئے تخریر الناس لکھی اس میں وہ بہت بُری طرح ناکام ہوئے اور اپنے مقصد میں اسلئے کامیاب نہ ہو سکے کہ انہوں نے تاویلات فاسدہ سے وصف نبوت کو بالذات اور بالعرض

کی طرف تقسیم کر دیا جو شرعاً باطل ہے۔ کیونکہ قرآن شریف و حدیث پاک میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ معاذ اللہ نالوتوی صاحب کی اتنی بڑی جرأت جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی۔ اور نالوتوی صاحب اپنی کتاب تخریر الناس کے صفحہ ۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جاہد وصف ذاتی ہو اور دوسری جا عرضی۔ اور فرق قدم و حدوث اور دوام عروض فہم یہاں کے تو یہ بات ثابت ہو چکی۔ کہ نالوتوی صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قدیم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت حادث ہے۔ علمائے اہلسنت اور تمام مسلمانوں کے نزدیک ادرتبارک، و تعالیٰ کی ذات و صفات کے سوا اور کوئی چیز قدیم نہیں۔ نبوت صفت ہے اور سنت کا وجود بے مورد محال ہے۔ اور حسب دستور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قدیم غیر حادث ہوتی تو حضور اقدس بھی حادث نہ ہوتے بلکہ ازلی ٹھہرے۔ اور جو اللہ تعالیٰ و صفات الہیہ کے سوا کسی کو قدیم ماننے یا جماع مسلہ میں گنہگار ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۱

ایک مرید نے اپنے پیر مولوی اشرف علی کا کلمہ پڑھا

میں نے رسالہ حسن العترت کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد الرسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھا دے

اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے
لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے
اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن
بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوتی۔
تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن
اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی۔
زمین پر گر گیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا۔
کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا
لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثرنا طاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب
اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر
جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے
اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر
دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں۔ اللہم صلی علی سیدنا ونبینا و
مولانا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں۔ خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں۔ زبان
اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بے داری
میں رقت رہی۔ خوب رویا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ
باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔
مولوی اشرف علی صاحب جواب دیتے ہیں۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو۔ وہ بعوتہ
تعالیٰ متبع سنت ہے۔ ۲۲ شوال ۱۹۳۵ء

رسالہ الامداد بابت ماہ صفر المنظر ۱۳۳۶ھ جلد ۳ ص ۲۵ مصنف مولوی اشرف علی
دیوبندیوں کا کلمہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنا متبع سنت
ہونے کی دلیل ہے

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے جو جواب دیکر اپنے
مرید کی تسلی کی ہے۔ کہ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔ وہ اللہ کے فضل سے سنت کا
متابعدار ہے اس سے اس کلمہ کفریہ پر مولوی اشرف علی کا راضی ہونا واضع ہے اور
مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ سنت کی پیروی سے ہر شخص نبی
بن سکتا ہے۔

اس کلمہ کفریہ پر خود دیوبندیوں کی پریشانی ملاحظہ ہو

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی زبانی حیب اپنی نبوت اور
رسالت کا معاملہ سن کر اس کی صحت کی تصدیق کی اور اپنی نبوت کے کلمے پر رضامندی
ظاہر کی تو تمام عالم اسلام میں اشرف علی کے متعلق نفرت اور تردید کی آواز بلند ہوئی۔
اور عرب و عجم ترک و مصر کے تمام مسلمانوں نے اشرف علی کے اس کردار کو از حد معیوب
دیکھا۔ اور مسلمانوں کو اشرف علی کے خطرناک نظریات سے بچنے کا اعلان کیا اور یہ احساس
صرف عالم اسلام کو ہی نہیں بلکہ دیوبندیوں کے بعض سرکردہ رہبروں کو بھی اشرف علی
کے اس نازیبا کردار سے سخت تشویش لاحق ہو گئی تھی۔ چنانچہ دیوبندیوں کے امام
مولوی خلیل احمد سہارنپوری نے مولوی اشرف علی سے مطالبہ بھی کیا۔ کہ آپ اس

اقرارِ نبوت کے الفاظ واپس لے لیں۔ مگر اشرف علی صاحب کو چونکہ اپنے وقار کا خطرہ تھا اور وہ اپنے آپ کو نبوت کا حامل سمجھتا تھا۔ اس لئے اس کی زد و پیسے انکار کر دیا اشرف علی کے معمولات میں یہ معاملہ بایں الفاظ درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اس سال حضرت اقدس سیدی حکیم الامت دامت برکاتہم پر ایک شخص کے خواب کی وجہ سے عوام کا لانعام نے زبانِ طعن بہت کچھ دراز کر رکھی تھی۔ انجیالات میں بھی اس کا بہت کچھ شور و غوغا رہا۔ بہر حال جب جلسہ مذکور میں حکیم الامت تشریف سے گئے اور آپ کا بیان ہوتا قرار پایا تو بیان سے پہلے سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا خلیل صاحب دامت برکاتہم نے مولانا سے فرمایا کہ اس وقت بہت بڑا مجمع موجود ہے۔ اگر اس واقعہ خواب کے متعلق کچھ بیان کر دیا جائے تو اچھا ہے۔ تاکہ عوام کے شکوک رفع ہو جائیں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ کہ مجھے تو اس کے متعلق بیان کرنے سے شرم و عار آتی ہے کیونکہ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ میں اپنا تبریہ کروں..... حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے فرمایا کہ اچھا اگر آپ اپنی زبان سے تبریہ نہیں کرتے تو ہم میں سے کوئی اس کے متعلق کچھ بیان کر دے۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ کہ اگر ایسا ہوا۔ تو میں جلسہ سے اٹھ کر چلا جاؤں گا۔ اشرف المعمولات و ملفوظات تھانوی

مطبوعہ تھانہ بھون ص ۱۱۱ منقول از دیوبندی مذہب ص ۲۵۶

شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب نے اس روایت کو نقل کرنے میں زبردست خیانت کی اور بہت چالاک کی سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کے پاس

تھے۔ پھر آگے چند سطر لکھتے ہیں۔ لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کا ہی خیال تھا۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ لکھنؤوی صاحب نے کس قدر ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ پیر و مرید کو سچا کرنے کے لئے کیسی چال چلی ہے۔ کہ خواب کا بیان ہی بدل دیا ہے۔ یہ رسالہ "الامداد" ص ۳۵ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میرے سامنے موجود ہے۔ اس میں کسی جگہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم لکھا ہوا نہیں۔ اس رسالہ میں پانچ جگہ حضور کا لفظ موجود ہے۔ لیکن کسی جگہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم نہیں۔ پانچوں جگہ حضور کے لفظ سے مولوی اشرف علی مراد ہیں۔ مولوی اشرف علی کا یہ مرید مولوی اشرف علی صاحب کی محبت میں اسقدر مستغرق ہے۔ کہ کلمہ شریف اور درود شریف پڑھنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف اس کی زبان پر چڑھتا ہی نہیں۔ جیسا کہ اس نے آگے آخر میں لکھا ہے اور بھی بہت سے وجوہات ہیں۔ جو حضور یعنی (اشرف علی) کے ساتھ باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔ مرید تو صاف صاف لفظوں میں اپنے پیر اشرف علی کی محبت کا ثبوت پیش کر رہا ہے اور پیر صاحب کی محبت میں ایسا محو ہو چکا ہے۔ کہ خواب میں اور بیداری میں کلمہ شریف اور درود شریف مولوی اشرف علی کے لئے ہی وقف کر دیا ہے۔ ایسے شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ان خوش نصیب لوگوں کو ہوتی ہے جو رسول اللہ کی محبت میں مستغرق ہو کر دیوانے ہو چکے ہیں۔ اور شب و روز درود شریف ہی ان کا ورد ہے۔ اور جن کی زبان پر کلمہ شریف اور درود شریف ہی جاری نہ ہو سکے۔ اس بد نصیب کے

سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے جلوہ افروز ہو سکتے ہیں؟ یہ تو گنگھڑوی صاحب کی چالبازی ہے۔ اہل علم حضرات پر گنگھڑوی صاحب کا یہ مکر و فریب نہیں چل سکتا۔ خواب میں زیارت سے وہی حضرات مشرف ہو سکتے ہیں جو اپنے ماں باپ اپنی اولاد مال و جان اور پیر مرشد اور تمام جہان کے لوگوں سے بڑھ کر محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہوں۔ اور جو پیر و مرشد کی محبت میں یوں ہوں۔ ان کی زبان پر کلمہ شریف اور درود شریف کیسے جاری ہو سکتا ہے؟ اور کیسے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو سکتی ہے؟ وہ بد نصیب تو زیارت پاک سے محروم ہی رہتے ہیں۔

جناب سرفراز صاحب نے پیر و مرید کے اس واقعہ کو سچا ثابت کرنے کے لئے ادران کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے بہت پلٹیاں کھائی ہیں چنانچہ عبارات اکابر کے صفحہ ۲۰۲ پر لکھتے ہیں خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور اس میں بیناں ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بظاہر خواب بڑا خوش نما اور شردہ انترار معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بادی النظر میں خواب نہایت تاریک، اندوہناک اور وحشت انگیز دکھائی دیتا ہے۔ مگر اس کا باطنی پہلو اور تعبیر بہت ہی خوش کن اور خوش آئند ہوتی ہے۔ اور تعبیر سامنے آجانے کے بعد خواب دیکھنے والے کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی + اس کے بعد چند خواب کے حوالے نقل فرماتے ہیں + اور اپنے اکابر کو بے گناہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں + قارئین کرام اب میں بھی دیوبندی اکابر علماء کے خواب کے چند حوالے دیوبندی اکابر کی کتابوں سے نقل کرنا ہوں۔ دیکھئے دیوبندی اکابر ان خوابوں کی بھی کوئی تبیر کرتے ہیں یا نہیں؟

سب سے پہلے میں وہ خواب نقل کرتا ہوں جو گگھڑی صاحب نے خود عبارات اکابر کے صفحہ ۱۸۴ پر لکھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ چنانچہ ایک بزرگ جناب شریف احمد صاحب سقہ گنج پوری تحصیل و ضلع کرنال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خواب دیکھا جس میں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور حضرات خلفائے

راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم نے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ کہ اس
کو قریب آنے دو۔ یہ اشرف علی صاحب کا خادم ہے۔ اور نیز آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے شریف احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو خطاب
کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اشرف علی صاحب کی کتابوں پر عمل کرتے رہنا
اور دوسروں کے کہنے سے مت رکنا۔ عبارات اکابر ص ۱۸۴

ناظرین حضرات۔ اس خواب کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ کرنے کی ضرورت
نہیں۔ صرف گنگھڑوی صاحب سے یہ بات دریافت کرنی ہے کہ آپ کے
اکابر مولوی اشرف علی صاحب نے اس خواب کی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں
اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔
آپ کے اکابر مولوی اشرف علی کے نزدیک اس خواب کی کوئی تعبیر موجود
ہی نہیں۔ اگر مولوی اشرف علی صاحب اس خواب کی کوئی تعبیر کرتے۔ تو ان
کی کتابوں پر عمل کیسے کیا جاسکتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تو اپنی ساری امت کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد حضرت صدیق اکبر
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا اور فرمایا عَلَیْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ۔ یعنی تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو
اب کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب مولوی
اشرف صاحب کی کتابوں پر عمل کرنا چاہئے یا حدیث شریف پر؟ فرمائیے
کیا فتویٰ ہے آپ کا؟ آپ تو شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس

باوجود شیخ الحدیث کہلوانے کے حدیث شریف کے خلاف ایک مولوی صاحب
کی کتابوں پر عمل کرانے کے لئے مسلمانوں کو ترغیب دے رہے ہیں۔ اور
مولوی صاحب بھی وہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو بچوں
پانگلوں، جانوروں، اور چوپایوں کے ساتھ تشبیہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی شدید ترین توہین کی ہو + ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
ناظرین کرام! اب ایک اور خواب ملاحظہ فرمائیے: تذکرۃ الرشید سے
نقل کرتا ہوں۔

ایک دن اعلیٰ حضرت نے خواب دیکھا۔ کہ آپ کی بھادج آپ کے مہمانوں
کا کھانا پکا رہی ہیں۔ کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور
آپ کی بھادج سے فرمایا۔ کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا
کھانا پکائے اس کے مہمان ہمارے ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔
معاذ اللہ استغفر اللہ۔ (تذکرۃ الرشید حداد ص ۲۴)

بندی
ناظرین حضرات۔ دیکھا آپ نے محبوب خدا کی پاک ذات کے متعلق دیوبند
علماء کا یہ عقیدہ کہ معاذ اللہ آپ دیوبندی ملاؤں کے یاورچی بنے اور دیوبندیوں
کی روٹیاں پکاتے رہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس سے
بڑھ کر شان رسالت میں کون سی گستاخی اور بے ادبی ہو سکتی ہے؟ خیر یہ تو
دیوبندی حضرات ہی جانتے ہیں کہ اس گستاخی اور بے ادبی کا بدلہ حشر کے میدان
میں ان کو کیا ملے گا۔ اس وقت تو سوال صرف یہ ہے کہ شان رسالت
میں اس توہین آمیز بے ادب اور گستاخ خواب کی بھی کسی دیوبندی مولوی

نے کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیوں جناب گکھڑوی صاحب آپ نے بھی اس خواب کی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی۔ اب میں ایک تبسری خواب نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ دیوبندی حضرات کی باجی صاحبہ کیا فرماتی ہیں؟ = انہوں نے جواب دیا۔ کہ آپ کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں۔ پھر باجی سے سن کر میں نے بھی یہی کہا۔ پھر دریافت فرمایا۔ کہ حاجی صاحب کے پیچھے کون ہیں؟ باجی نے فرمایا۔ کہ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم الخ معاذ اللہ۔ اصدق الروایاتھانوی جلد ۲ ص ۲۶ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۱۱۲۔ قارئین کرام۔ چونکہ میں نے یہ خواب کا حوالہ دیوبندی مذہب کتاب سے نقل کیا ہے۔ لہذا اس خواب پر جو تبصرہ مصنف دیوبندی مذہب "حضرت علامہ مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی نے کیا ہے۔ وہی نقل کرتا ہوں = نوٹ۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات بایرکات ہے۔ کہ معراج کی شب بیت المقدس میں جمیع انبیاء کرام علیہم السلام رونق افروز ہیں۔ مگر جب جماعت کا وقت آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے برگزیدہ نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہونے کو آپ کی بے ادبی تصور فرماتے ہیں۔ اور کوئی نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام ہونے کیلئے تشریف نہیں لاتا۔ اور پھر یہی ذات بایرکات جو امام اولین و آخرین و امام الانبیاء ہیں۔ سب کے امام بن کر مصطلے پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

دراں مسجد امام انبیا رشد
صف پشتمیاں را پیشوا شد

(باجی)

تو اس ذات پر انوار کے متعلق امت دیوبندیہ کی باجی صاحبہ کا یہ کہنا اور تھا تو کی صاحب کا اس کو فخریہ طور پر اصدق الروایا یعنی بہت ہی سچا خواب شمار کر کے شائع کرنا کہ حضور کریم دیوبندیوں کی پیٹھیہ کے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اور دیوبندی حضرات علیہ الصلوٰۃ السلام کو پیٹھیہ کر کے بیٹھنا فخر سمجھتے ہیں۔ یہ کس قدر اس نام نہاد حکیم الامت نے بارگاہ نبوت میں گستاخانہ جرأت کی ہے۔ ہمارے عقیدہ میں تو یہ جھوٹ گھڑا گیا ہے۔ اور دیوبندی کی باجی نے یہ کذب بیانی کی ہے۔ اور یہ باجی مولوی اشرف علی کی (بوڑھی بیوی) ہے۔ دیوبندی مذہب ص ۱۱۲

خیر یہ تو تھا حضرت علامہ مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی صاحب کا تبصرہ سوال تو یہ ہے۔ کہ اس خواب کی بھی کسی مولوی دیوبندی نے کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی۔ اب ایک اور خواب شیخ الاسلام نمبر سے نقل کرتا ہوں جو خون کے آنسو حصہ دوم میں درج ہے۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ اور متصل ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتب خانہ سے ایک جلد کتاب اٹھائی جس میں دو کتابیں تھیں ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی۔

وہ خطبات جمعہ کا مجموعہ تھا۔ اس مجموعہ خطب سے وہ خطبہ نظر انور سے گذرا جو مولانا حسین احمد مدنی خطبہ جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصیبتوں کا مجمع بڑا ہے۔ مصیبتوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو۔ کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ

پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ
علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ
پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدار میں نماز
جمعہ ادا فرمائی۔ فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ
حَمْدًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔ حضرت سعدنا ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر تھے۔ ریش مبارک
سفید تھی۔ شیخ الاسلام نمبر ۱۳۲ بحوالہ خون کے آئینہ حصہ دوم ص ۲۵۔

اب اس خواب پر حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی کا تبصرہ ملاحظہ
فرمائیے۔ ہمیں اس مقام پر اس سے بحث نہیں کہ اس قسم کے عوامی خواب کو
کسی کی تعریف و توصیف میں بطور سند پیش کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور نہ یہ
بحث چھیڑنی ہے کہ حضرات دیوبند اپنے اگاہوں کے فضائل و مناقب خواب ہی
کے راستے کیوں ثابت کرتے ہیں۔ البتہ ماتم تو یہ کرنا ہے کہ اس بد نصیب
نے جب خواب میں مولانا ٹانڈوی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ دونوں کو دیکھا
تو حضرت خلیل اللہ کے بجائے ٹانڈوی سے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست
کیوں کی؟ بالفرض اگر مصلیوں کی خواہش پر حضرت خلیل اللہ نے ٹانڈوی
صاحب کو نماز جمعہ پڑھانے کا اشارہ کیا۔ تو چاہیے یہ تھا کہ مولانا ٹانڈوی
اس کو سونے ادب سمجھتے ہوئے عرض کرتے کہ ایک نبی کی موجودگی میں غیر
نبی کو امامت کا حق نہیں پہنچتا اور آج ہم سب کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ
اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی اقتدار میں اپنی نماز جمعہ ادا کریں۔ مگر یہاں کا عالم
تو یہ ہے کہ اونٹ کا کوئی کل سیدھا۔ پیرو مرشد دونوں عظمت نبوت کے

خلاف برسرِ پیار ہیں۔

خیر یہ تو نیا لفظی صاحب کا تبصرہ۔ میں تو پھر وہی سوال کرونگا۔ کہ کیا کسی دیوبندی مولوی نے اس خواب کی بھی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟ صفا صاحب تو فرماتے ہیں کہ خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور اس میں پنہاں ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں۔ لیکن یہاں تو کوئی دیوبندی بھی ان خوابوں کی کوئی تعبیر بیان نہیں کر سکا۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ ان خوابوں کو اپنے ظاہر پر ہی حمل کیا جا رہا ہے کیونکہ آپ کے ظاہر نے ان خوابوں کی کوئی تعبیر نہیں کی۔ اگر وہ ان خوابوں کی کوئی تعبیر کرتے تو ان کی اپنی فضیلت کیسے ظاہر ہوتی۔ اب سنیے گگھڑوی صاحب نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

”خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ انہیں کے ایک پیر بھائی مولوی برکات احمد صاحب کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں؟ فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ میں نے پڑھایا۔ پھر آگے گگھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ براہین القاطعہ میں جو کچھ نقل کیا گیا ہے۔ وہ سب خواب ہی خواب تھا۔ اور یہاں تو زیارت خواب میں ہوئی ہے۔ باقی جنازہ کی نماز کی امامت خان صاحب نے تو عالم بیداری میں کی ہے پھر آگے خان صاحب علیہ الرحمۃ کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور اس میں

وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا مقتدی بنا کر اور یہ بتائے بغیر کہ آپ پہلی صف میں کھڑے تھے یا مقتدیوں کے پیچھے کہیں دوسری اور تیسری صف وغیرہ میں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) کس قدر نازاں و فرجاں ہیں کہ محمد اللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

اس کا جواب تو صرف اور صرف استفادہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کیا علم تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہیں۔ جب بعد میں آپ کو اس خواب کا علم ہوا۔ تو آپ نے محمد اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ تو اس میں کونسی قباحت لازم آئی؟ مگر یہاں تو صاف صاف طور پر اس بات کو بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ کیا گگھڑوی صاحب یہ بتا سکتے ہیں؟ کہ مدنی صاحب خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنا مقتدی بنا کر اور یہ بتائے بغیر کہ آپ پہلی صف میں کھڑے تھے یا مقتدیوں کے پیچھے کہیں دوسری اور تیسری صف وغیرہ میں (معاذ اللہ) یہ دیونیدی کس قدر نازاں و فرجاں ہیں۔ کہ الحمد للہ علی ذالک حد کثیرا کثیرا۔ کہ مولانا مدنی نے خلیل اللہ علیہ السلام کی امامت فرمائی۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اسی لئے تو مجھے بار بار لکھنا پڑتا ہے کہ گگھڑوی صاحب اپنے اکابر کی تحریروں سے بالکل بے خبر ہیں اگر آپ عبارات اکابر لکھنے سے پہلے اپنے گھر کی تلاشی لے لیتے تو ان کو یہ کتاب لکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اس سے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ گگھڑوی صاحب کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نے اندھا کر دیا ہے

تب ہی تو آپ کو اپنے اکابر کی تحریریں نظر نہیں آئیں۔ شاید آپ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہوگا۔ شاید اسی لئے دیوبندیوں کی باجی صاحبہ کا یہ خواب بھی نظر سے نہ گذرا ہوگا۔ کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاجی امداد اللہ صاحب کے پیچھے بیٹھے ہیں اگر سرفراز صاحب اپنے اکابر کے یہ حوالے مطالعہ فرمالیتے تو وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان تراشی کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کرتے اور شان رسالت میں توہین آمیز کفریہ عبارتوں کی حمایت میں عبارات اکابر لکھ کر اپنی عاقبت برباد نہ کرتے + ناظرین کرام۔ اب تک تو خواب و خواب کی تعبیر کے متعلق بحث چل رہی تھی اور گگھڑوی صاحب کی تسلی کے لئے حوالے پیش کئے جا رہے تھے۔ اب سینے بیداری کی حالت میں مرید کا اپنے پیر اشرف علی پر درود شریف پڑھنا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ہوں۔ لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں۔ اللہم صلی علی سیدنا ونبینا و مولینا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں۔ خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۲۶ھ ص ۲۵

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ اس میں بھی گگھڑوی صاحب نے اشرف علی صاحب کے مرید کو سچا ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ بیداری کی حالت میں غیر اختیاری طور پر زبان سے جو بات سرزد ہو جاتی ہے۔ گو وہ بات کفر ہی کیوں نہ ہو شریعت اس پر بھی کفر و ارتداد وغیرہ کا کوئی حکم اور فتویٰ نہیں لگاتی + عبارات اکابر ص ۲

پھر آگے لکھتے ہیں کہ خطا کی صورت میں اگر کفر وغیرہ کا کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے تو اس پر شرعاً کوئی گرفت نہیں۔ پھر آگے اس شخص کا حال لکھتے ہیں جسکی زبان سے بے اختیار یہ کلمہ خوشی کی حالت میں نکل گیا۔

کہ اے پروردگار تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں + یعنی وہ بیچارہ کہتا تو یہ چاہتا تھا کہ اے میرے رب تو میرا آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ مگر کہہ الٹ گیا + حالانکہ یہ شخص نہ تو دیوانہ ہے اور نہ اس پر غشی طاری ہے۔ اور نہ نشہ میں مست ہے اور نہ سویا ہوا ہے بیداری کی حالت میں ہے۔ الخ جناب سرفراز صاحب۔ شریعت میں تو ایسے مسائل میں زبان بکنے کا عذر اس وقت مسموع ہے جب کہ دو ایک حرف ہوں۔ نہ کہ سارا دن کفر یہ کلمات زبان پر جاری رکھے۔ دیکھے وہ کہتا ہے اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ یعنی سارا دن مولوی اشرف علی پرورد شریف ہی پڑھتا رہا۔ بتائیے جس شخص کی آپ نے روایت بیان کی ہے اس بیچارے کی زبان سے صرف ایک ہی بار یہ کلمہ نکلا ہے۔ یا سارا دن؟ کہ اے میرے پروردگار تو میرا بندہ اور میں تیرا رب + صرف ایک ہی بار خوشی کی حالت میں یہ الٹا کلمہ اس کی زبان سے نکل گیا۔ پھر اس روایت نے آپ کو اور اشرف علی صاحب کے مرید کو کیا فائدہ پہنچایا؟۔ اس کی زبان پر تو کلمہ شریف جاری ہی نہیں ہوتا۔ بتائیے کہاں یہ بات اس نے لکھی ہے درود شریف پڑھنے سے میری زبان پر کلمہ شریف صحیح طور پر جاری ہو گیا۔ بلکہ اس نے تو کلمہ شریف اور درود شریف اپنے پر اشرف علی کے لئے ہی وقف کر دیا ہے۔

قارئین کرام۔ ذرا غور کرنا چاہیے کہ کوئی شخص اگر مولوی اشرف علی کا کلمہ پڑھ لے اور ان پر درد پڑھ لے۔ مگر بے اختیاری زبان کا بہانہ کر دے۔ سب جائز ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے اور کہے بے اختیار زبان سے نکل گیا ہے۔ طلاق ہو جاتی ہے اور بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں تو اسکوپیر کے متبع سنت ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے۔

ناظرین کرام۔ گنگھڑوی صاحب نو پیر و مرید کی صفائی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن گنگھڑوی صاحب کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ خود مولوی حلیل احمد صاحب آپ کے اکابر دیوبندی عالم کیوں پریشان ہو رہے ہیں اور اس امر کو محسوس فرما رہے ہیں۔ کہ عوام دیوبندیوں میں مولوی اشرف علی کی نبوت کے تشکیک پیدا ہو رہے ہیں۔ اس خطرہ کو دور کیا جائے۔ جس کا تھانوی صاحب نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اب ایک اور حوالہ فاضل دیوبند مولوی سعید احمد اکبر آبادی سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ مدیر برہان کا نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ فاضل دیوبند کیا فرماتے ہیں۔ اپنے معاملات میں تاویل و توجیہ اور اغماض و مسامحت کرنے کی مولانا (اشرف علی تھانوی) میں جو خوشی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا۔ کہ میں ہر چند کلمہ تشہد صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہوتا یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ ظاہر ہے اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا۔ کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ شیطان کا فریب اور

نفس کا دھوکا ہے۔ تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔ لیکن مولانا تھانوی
صرف یہ فرما کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں۔ کہ تم کو مجھ سے عابثت محبت ہے
اور یہ سب اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ - برہان دہلی فروری ۱۹۵۲ء ص ۱۰۷ بحوالہ
خون کے آنسو حصہ اول ص ۱۱۷ - ۱۱۸

لیجئے یہ ہیں۔ آپ کے اکابر علماء دیوبند جن کی صفائی میں عبارات اکابر
لکھی گئی ہے۔ جو چلا چلا کر پکار رہے ہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ شیطان کا فریب
ہے نفس کا دھوکا ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔ جناب یہ تو آپ کے
گھر کی پکار ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۱۱

ناظرین کرام۔ تقویۃ الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت نقل کرنا ہوں۔ ملاحظہ فرمائے
" اللہ کی شان بہت بڑی ہے۔ کہ سب اولیاء و انبیاء اس کے روبرو ایک ذرہ
ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ معاذ اللہ پھر اسی عنقریب مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔
" سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے برابر
میں یہ حالت ہے۔ کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دمشت
کے بے حواس ہو گئے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ لفظیہ الایمان ۵۶۳

ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے یہ ہیں شہید بالا کوٹ جو انبیاء علیہم السلام
اور اولیاء کرام کو خدا تعالیٰ کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر لکھ چکے ہیں۔ اور
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بنا رہے ہیں۔ معاذ اللہ استغفر اللہ
اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بیان فرماتا ہے۔ وَكَانَ
عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے روبرو بڑی
عزت والا ہے۔ خدا تعالیٰ کے تو نہیں اپنے روبرو عزت والا فرمائے۔ اور
یہ بد نصیب ان پاک ہستیوں کو ذرہ ناچیز سے بھی کم درجہ لکھے۔ یہ کیسی مسلمان
ہے؟ اور سردار انبیاء حبیب کبریا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس
بتانا بارگاہ رسالت کی شدید ترین توہین و گستاخی ہے۔ اس بے ادبی کا میدان
حشر میں پتہ چلے گا۔

حشر وہاں سے سب ٹٹ جائیگی اگر تے مفردی جیکر پاک نبی فرمایا یہ نہیں امت میری

شان رسالت میں ایسے بے ادب الفاظ استعمال کرتے ہوئے مولوی اسماعیل ذرہ بھر بھی نہیں شرمائے اور نہ ہی خدا کا خوف دل میں لاتے ہیں۔ کہ قیامت کے روز خدا کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے۔ اور کون سا منہ لے کر بارگاہ رسالت میں شفاعت کے لئے حاضر ہوں گے؟ اور تعجب یہ کہ ذرہ تا چھتر سے کم تر کے فتوے سے تو یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ اس شخص کے نزدیک ذرہ ناچیز کا شان زیادہ ہے یا حضرات انبیاء کرام کا۔ میں تو ان کفریہ عبارتوں سے یہی مطلب نکال سکتا ہوں۔ کہ شہید بالا کوٹ سے بڑھ کر شان نبوت کا کوئی بھی گستاخ نہیں ہو سکتا۔ اور معاذ اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھ دیا۔ کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ معاذ اللہ کیسی بے ادبی اور گستاخی ان الفاظ میں بھری ہوئی ہے۔ کیا کوئی مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں ایسے بے ادب کلمے لکھنے کی جرات کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ناظرین کرام ذرا انصاف سے غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی معاذ اللہ اگر بے حواس ہو جائیں۔ اور ہوش و حواس سے ہاتھ دھو بیٹھیں تو خدا تعالیٰ کی وحی اور اس کے احکام کو کیسے یاد رکھتے ہوں گے۔ اگر مولوی اسماعیل کا یہ نظریہ مان لیا جائے تو پھر تو قرآن بھی یقینی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ بقول ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی الہی آتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حواس (معاذ اللہ) قائم نہیں رہتے تھے۔ تو جب حواس ہی قائم نہیں رہتے تھے تو پھر وحی الہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باور کیسے ہوتی ہوگی۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ اب

آپ اپنے ایمان سے بتائیں۔ کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین محبوب
رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلے بندوں بے حواس
لکھنے والا شخص مجاہد فی سبیل اللہ اور شہید بالاکوٹ ہو سکتا ہے؟ اور کیا
تقویۃ الایمان ایسی کتاب ہے جس کے پڑھنے سے لوگوں کی ہدایت ہو سکے؟
خدا تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے۔
وکان قاب قوسین اودائی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما ذاع البصر وما طغی۔
یعنی شب معراج جب خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بلا واسطہ کلام فرمایا تو
آپ کی آنکھ بھی نہ جھپکی۔ بارگاہ الہی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عزت و رفعت
ہو۔ مگر دیوبندی مولوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنگلی کے مقابلہ میں
بے حواس کہیں۔ کوئی بد نیت اس سے بڑھ کر شان رسالت کی اور کیا ہتک کرے گا
جس محبوب نے لاکھوں بے حواسوں کو اپنی ایک نظر رحمت سے ظاہری و باطنی
حواس سے مالا مال فرما کر جلال و جمال کے مقامات سے آشنا فرما دیا۔ اس محبوب
کو بے حواس کہنا کس درجہ دیوبندی علماء کی بد اعتقادی اور خیانت کا منشا ہے
ہے۔ ان حضرات کی توحید قائم نہیں رہ سکتی جب تک انبیاء علیہم السلام کے شان
افدس میں توہین آمیز عبارتیں نہ لکھ لیں۔ بعض حضرات ابھی تک دیوبندی و سنی
اختلافات کو صرف چند مسائل کا ایک فروعی اختلاف سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ شاید
میلاد شریف، عرس فاتحہ وغیرہ اعمال حسنہ کے جائز و ناجائز ہونے کے بارے
میں ہی ایک مسئلہ کا سوال ہے۔ اور اسی پر ہی دیوبندی و سنی اختلافات کا سارا
دار و مدار ہے۔ حالانکہ یہ سمجھنا بالکل غلط اور حقیقت سے سراسر لاعلمی ہے کیونکہ

باوجودیکہ کہ سنی علماء مسائل مذکورہ وغیرہ کے قائل ہونے میں یقیناً حق پر ہیں۔
لیکن سنیوں اور دیوبندیوں میں صرف ان مسائل کا اختلاف ہی کوئی بنیادی اختلاف
نہیں بلکہ اصل معاملہ دیوبندی اکابر علماء کی ان ناپاک تحریروں کا ہے۔ جن میں
علمائے دیوبند نے خداوند کریم کی تکذیب اور بانی اسلام حضرت جناب محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین کی ہے اور دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کے
شان میں بے ادب گستاخ عبارتیں لکھی ہیں اور جمیع سلف صالحین اولیائے کرام
وزبرگان دین کو بدعتی اور مشرک وغیرہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ جیسے کہ اوپر بیان
ہو چکا ہے۔ اور ستم ظریفی یہ کہ اپنے مولویوں کے متعلق تو ان کا یہ اعتقاد کہ وہ
خدا تعالیٰ سے بلا تکلف باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی حضرات کے امام ہی
مولوی اسماعیل صاحب اپنے بزرگ مولوی سید احمد کے شان میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک
دن حضرت حق جل و علا نے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ
لیا۔ اور کوئی چیز امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی۔ آپ کے سامنے
کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور چیزیں بھی عطا کریں گے
پھر آگے لکھتے ہیں۔

کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ اگرچہ وہ لکھو کھا ہی کیوں نہ ہوں۔
ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔ - صراط مستقیم اردو مصنف اسماعیل دہلوی ص ۳۵

یہاں تو سید صاحب نہ رعب میں آئے اور نہ بے حواس ہوئے مگر جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بتا رہے ہیں۔ یہاں سے ایک بات معلوم
ہوتی ہے۔ کہ شہید بالاکوٹ مولوی اسماعیل اپنے پیر سید احمد صاحب سے بھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کم سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ یہ ہیں یونہی
حضرات کے بڑے امام۔ شہید بالاکوٹ۔
اور سنیے۔ تقویتہ الایمان کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں۔ جیسا کہ قوم کا چودھری
اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ معاذ اللہ
تقویتہ الایمان کی سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ اس میں انبیاء کرام کی
سخت توہین کی گئی ہے۔ ان کے اختیارات کا انکار ہے۔ انبیاء کرام کو عام
انسانوں کی صفوں میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ ان کے مرتبہ و منصب کو گھٹایا
گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ نبی کو گاؤں کا چودھری لکھ دیا ہے اور حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بڑے بھائی جتنی قرار دی ہے۔ معاذ اللہ۔

کفریہ عبارت نمبر ۱۲

امکان کذب :- دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں۔ امکان کذب (جھوٹ) بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اس کے خلاف پروہ قادر ہے۔ مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے فتاویٰ رشیدیہ مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی حصہ اول ص ۱۷۸

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ آج عرصہ چودہ سو سال کا گزر چکا ہے۔ کیا کسی بھی مسلمان نے یہ کہا تھا؟ کہ خدا جھوٹ بولتا تو نہیں مگر بول سکتا ہے اور پھر گنگوہی صاحب کا یہ قول کہ باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ کبھی بے اختیاری میں خدا تعالیٰ جھوٹ بول بھی سکتا ہے۔ اور پھر قدرت الہیہ کو کذب اور جھوٹ کے ناپاک الفاظ سے تعبیر کرنا دیوبندی علماء کی ہی علمیت کا کرشمہ ہے۔

اور سنیئے۔ مولوی نذیر احمد خان صاحب رام پوری نے سوال کیا۔ کہ براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے۔ اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے۔ یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے۔ اور اس کے احکام ہی غلط ہیں۔ اور براہین قاطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔

جواب :- حاجی امداد اللہ صاحب جو گنگوہی صاحب کے پیرومراشد ہیں۔

ان کے جواب کا جو ضروری حصہ ہے۔ وہ فتاویٰ رشیدیہ سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ جس کو براہین قاطعہ کے مصنف نے تخریر کیا ہے۔

الجماعہ امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے۔ اس کے خلاف پر قادر ہے۔ آگے اسی صفحہ پر تخریر فرماتے ہیں۔ کہ کذب داخل قدرت باری تعالیٰ اجل و علیٰ ہے۔ کیوں نہ ہو۔

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
حصہ اول فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹

اب مولوی خلیل احمد صاحب کا ارشاد سنئیے۔ کیا فرماتے ہیں۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب کوئی جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔

اب مولوی خلیل احمد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ خلف وعید بھی نفوذ باللہ جھوٹ ہی ہے حالانکہ جو لوگ خلف وعید کے قائل بھی ہوں۔ وہ خلف وعید کو ہرگز جھوٹ نہیں کہتے۔ بلکہ رحمت الہیہ اور جو دو کرم بتاتے ہیں۔ یعنی خلف وعید نقص نہیں۔

بد جو دو کرم الہی ہے۔ دیوبندی حضرات کا خلف وعید کو جھوٹ بتانا یہ ان کی بد مذہبیت کا مظاہرہ اور باری تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔ ان حضرات کو یہ خیال نہ آیا کہ کیا کوئی خلف وعید کا بھی قائل ہوا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ قول خلف وعید بھی اس کی رحمت پر مبنی ہے اس کو جھوٹ بتانا تو تمام کافروں کے کفر سے کبھی گندہ کفر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے جو دو کرم کو جھوٹ کہنے کی جرأت کی جاوے۔ حالانکہ فرقہ دیوبندیوں کے علاوہ تمام اہل اسلام علماء سلف و خلف امکان کذب باری کی تردید فرماتے ہیں۔ اور اس کے قائل کو بد مذہب بتاتے ہیں۔ ہاں یہ عقیدہ معتزلہ کا ہے

کہ خدا تعالیٰ کو کذب وغیرہ پر قدرت ہے۔ مگر کرتا نہیں۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ لیکن بولتا نہیں۔ کیونکہ جھوٹ بہت بری صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر بری بات سے۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند کریم جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ خداوند کریم خلف و عید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے یا جھوٹ پر قادر ہے۔ وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور نقص کا لفظ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ پس اس دلیل سے خلف وعدہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اور اسی دلیل سے خلف و عید بھی اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

ارباب تفاسیر یہ بھی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بات نہیں بدلتی۔ اس بات سے و عید مراد ہے۔ اور و عید اس کو کہتے ہیں۔ جو کافروں کو ہمیشہ دوزخ

میں رہنے کا حکم ہے۔ اور تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے۔ بلکہ ایسا کرنا ایمان سے خارج

کر دیتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے اور جس کو نہ چاہے

اس پر نہیں۔ ہر ایک چیز کا تعلق اس کی مشیت پر ہے۔ اور لفظ کل عام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کو کوئی

بدل نہیں سکتا۔ (قرآن شریف)

۱- فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ مَهْدَاةً - ترجمہ: جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا۔ البقرة

۲- إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ - ترجمہ: بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔ آل عمران

۳- قَوْلُهُ الْحَقُّ - ترجمہ: اس کی بات سچی ہے۔ الانعام

۴- وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ - ترجمہ: اور پوری ہے

تیرے رب کی بات۔ سچ اور انصاف میں اسکی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں۔ الانعام

۵- وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا - ترجمہ: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ النسا

۶- وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا - ترجمہ: اللہ کا وعدہ سچا۔ النسا

۷- وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا - ترجمہ: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ النسا

۸- وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ - ترجمہ: اور اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں۔ الانعام

۹- وَعَدَ اللَّهُ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا - ترجمہ: اللہ

نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا

ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۱۰- وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ مُتَّحِدِينَ

فِيهَا - ترجمہ: اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو جنت کا وعدہ دیا

ہے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ التوبہ

ان آیات کے سوا بھی اکثر آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ یہاں صرف

دس آیات کریمہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالیٰ نے

اپنے حکم میں فرمایا ہے۔ اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ اس کا حکم قائم اور

دائم ہے۔ بالخصوص اختیار میں۔ اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اور جس کو نہ چاہے۔ وہ نہیں ہوتا۔ اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے نجات کا کیا ہے۔ ویسا ہی پورا کرے گا۔ اور جو وعدہ کفار کے حق میں کیا ہے۔ اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے۔ وعدہ خلافی اور کذب اس کی شانِ جلالی کے خلاف ہے۔ اور اس کی ذات پاک کے منافی ہے۔

تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۶۰

ان سب نے کذب الرسل تکذیب کی سب پیغمبروں کی اس واسطے کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی تکذیب ان سب کی تکذیب ہوتی ہے۔ پس جب ان قوم کے لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی۔ فَنَحْنُ وَعِيدٌ۔ تو مسلم ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری وعید۔ یعنی جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا۔

تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۶۰

وَقَدْ قَدَّمْتُ۔ اور بے شک میں نے پہلے بھی تمہی اَلْيَكْمُرُ بِالْوَعِيدِ۔ تمہاری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی۔ اور اب تم کو۔ کوئی حجت نہیں رہی۔ اور تمہارا کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔ مَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ نَهْدًا جَائِزًا۔ گی بات لڈی میرے پاس۔ یعنی ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے اس میں۔ تبدیل تفسیر کی گنجائش نہیں۔

تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۸۳۔ وَمَنْ أَسْدَقُ اور کون شخص ہے بہت سچا

اللہِ حَدِيثًا۔ اللہ تعالیٰ سے یعنی اس سے زیادہ کوئی سچا نہیں بات اور وعدہ کی رو سے یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں۔ اس واسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق تعالیٰ نقص سے پاک ہے۔

اب میں ایک حدیث شریف نقل کرتا ہوں جو کہ مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے لیکن میں یہ حدیث پاک تقویۃ الایمان کے دوسرے حصے سے نقل کرتا ہوں تاکہ کوئی دیوبندی عالم اس حدیث پر ضعیف ہونے کا فتویٰ نہ لگا سکے۔ ملاحظہ فرمائیے صرف ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

”مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا۔ کہ باہر آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ سو فرمایا کہ جلالہ تم جانتے ہو کیا ہیں یہ دونوں کتابیں ہم نے عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے یا رسول اللہ مگر تم بتلاؤ ہم کو تو بتلا دیا اس کو جو واسنہ ہاتھ میں تھی۔ کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے آئی ہے اس میں نام لکھے ہیں بہشتیوں کے نام ان کے باپوں کے نام ان کے کنبوں کے۔ پھر جملہ کیا ہوا ہے ان کے آخر پر سو زیادہ نہیں ہوتا ان میں اور نہ کم ہوتا ہے ان سے کبھی۔ پھر فرمایا اس کو جو بائیں ہاتھ میں تھی۔ کہ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور ان کے باپوں کے اور ان کے کنبوں کے اور پھر جملہ کیا ہوا ہے۔ ان کے آخر پر تو بڑھتا نہیں ان میں اور نہ ان سے کم ہوتا ہے کبھی۔ پھر عرض کیا ان کے یاروں نے کہ تو کس واسطے سے عمل یا رسول اللہ اگر ایسی بات ہے کہ اس سے فراغت ہو چکی تو فرمایا کہ سیدھی راہ چلو اور بندگی کرو اس واسطے کہ بہشتی کے لئے خاتمہ کیا جاتا ہے بہشتیوں کے

کام پر اگر چہ وہ کچھ کام کرے۔ اور دوزخی کے واسطے خاتمہ ہوتا ہے دوزخیوں کے کام پر اگر چہ وہ کچھ کام کرے اور پھر اشارہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی طرف اور پھینک دیا ان کتابوں کو اپنے پیچھے پھر فرمایا فارغ ہو گیا تمہارا رب بندوں سے ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں ف۔ یعنی جب حضرت نے یہ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ دوزخیوں اور بہشتیوں کے نام مع ولدیت ذات بھانت کے نشان سمیت الگ الگ لکھ دیئے ہیں۔ پھر ان ناموں کے آخر میں میزان دے کر جملہ کر دیا ہے۔ کہ اس میں کمی و بیشی نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ نے آگے ہی سے ہر ایک شخص کے حق میں بہشتی ہونا یا دوزخی ہونا ٹھہرا دیا ہے۔ یہ بات سن کر یاروں نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے۔ کہ دوزخ یا بہشت آگے ہی سے ہر ایک کے واسطے ٹھہر گئی ہے اب اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ تو پھر اب نیک عمل کرنا اور محنت اٹھانا کیا ضرور جس کی قسمت میں جو لکھا ہے وہی آخر کو ہو کر رہے گا۔ اس کے جواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی قسمت میں بہشت ہے اس کے مرنے کے قریب بہشتیوں کے سے کام ہونے لگتے ہیں۔ اور اس کا خاتمہ بخیر ہوتا ہے۔ اگر چہ پہلے برے کام کرتا رہا ہو۔ اور جس کی قسمت میں دوزخ لکھا ہے۔ اس سے مرنے کے قریب برے کام ہونے لگتے ہیں۔ اور اس کا خاتمہ انہی بد کاموں پر ہوتا ہے اگر چہ وہ پہلے نیک کام کرتا رہا ہو۔ سو تم نیک کام کئے جاؤ اور اپنی طرف سے بد کام کا ارادہ نہ کرو۔ پھر آگے قسمت ہے۔ اور اللہ کو جو کرنا تھا کہ ایک گروہ کے واسطے بہشت اور ایک فریق کے لئے دوزخ سو وہ کر چکا۔ تذکیر الاخوان لقیۃ تقویۃ الایمان

اس حدیث شریف سے بھی روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اول روز سے ہی یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔ قلم قدرت نے سب کچھ لکھ دیا۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ یعنی مومنوں کے لئے جنت اور کافروں کے لئے دوزخ۔ پھر یہ سوال ہی کب پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ فرود فرعون۔ ہامان وغیرہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دے۔ کیونکہ جو کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کرنا تھا۔ کر چکا۔ نہ معلوم دیوبندی علماء کو کافروں سے کیوں محبت ہے حالانکہ قرآن کریم میں بار بار اس بات کا اعلان کیا گیا کہ کافروں سے دوستی مست کرو۔



دیوبندی اکابر علماء پر مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی کا

فتویٰ کفر

ناظم اعلیٰ تعلیمات دیوبند مناظر فرقہ دیوبندیہ مولوی مرتضیٰ حسن

چاندپوری دیوبندی کا واضح فتویٰ اور فیصلہ کن بیان

اگر خان صاحب (حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی) کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے۔ جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے۔ اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں۔ یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے۔ وہ خود کافر ہے۔ اشد العذاب مصنفہ مولوی

مرتضیٰ حسن چاندپوری دیوبندی ص ۱۳-۱۴

کیوں جناب لکھنؤوی صاحب دیکھ لیا آپ نے اپنے اکابر کا فتویٰ۔

اب تو شاید اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

بیچا چھوڑ دو گے۔ اب تو آپ کے مرکز دیوبندی سے دیوبندی علماء پر کفر کا فتویٰ صادر ہو چکا ہے اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ کی تائید ناظم تعلیمات دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن نے ہی کر دی ہے۔ اور تاکید بھی ہو گئی۔ کہ جو دشمن رسالت میں بے ادب گستاخ عبارتیں لکھنے والوں کو کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اسی ڈر سے علمائے اہل سنت بھی ان کو کافر کہتے ہیں کہ کہیں بقول مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی وہ خود بھی کافر نہ ہو جائیں۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں اور خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ مولوی مرتضیٰ حسن کے ایسے فیصلے کے بعد علماء اہل سنت کا قصور ہی کیا رہ جاتا ہے؟
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چیراغ سے
اب تو ان کو چاہیے کہ علمائے اہل سنت کے خلاف زہرا گلتے رہنے کا دھیرہ بالائے طاق رکھ دیں اور اپنے گھر کی خبر لیں۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں صفاقا ضل بریلوی پر عظیم افتراء

تاظرین کرام غور فرمائیں۔ مصنف عبارات اکابر فرما رہے ہیں۔ بعض ارباب بصیرت کا یہ خیال ہے کہ خاں صاحب انگریز کے ایجنٹ تھے اور ان کا یہ خیال نظر صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ عبارات اکابر حصہ اول کیوں جناب دیکھا آپ نے یہ ہیں مولوی ابوزاد محمد سرفراز خان صفدر گنگھڑوی

دیوبندی۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت، امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء تو بہت بڑا کیا۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ نہ کوئی حوالہ کسی کتاب سے دے سکے۔ یہ تو سفید جھوٹ ہے جس کا کبھی بھی ثبوت کوئی دیوبندی عالم پیش نہیں کر سکتا۔ برعکس اس کے دیوبندی علماء کا انگریزوں کا ایجنٹ ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ دیوبندی کابریں علماء کا انگریز کا ایجنٹ ہونا دیوبندی، وہابی علماء کے قلم سے ثابت کرتا ہوں لیجئے ملاحظہ فرمائیے۔ حوالہ نمبر ۱۔ مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

۱۔ کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا۔ ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے۔ ایک تو ان کی رعیت ہیں۔ دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے۔ بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں۔ اور اپنی گورنمنٹ پر آئین
نہ آنے دیں۔
حیات طیبه مصنفہ مزارا حیرت دہلوی دہلی۔ دیوبندی مصنفہ ۱۳۳۰ھ

حوالہ نمبر ۲:- اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۱ پر لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اور انصاف
کیجئے۔ "مولوی اسماعیل صاحب نے یہ اعلان دے دیا تھا۔ سرکار انگریزی
پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے۔ نہ ہمیں اس سے کچھ مخالفت ہے۔" حیات طیبه
حوالہ نمبر ۳:- اب آپ اپنے قطب الارشاد رشید احمد صاحب گنگوہی کا ارشاد
ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔

"کہ میں جب حقیقت میں سرکارِ برطانیہ کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے
الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہوگا۔ اور اگر مارا بھی گیا۔ تو سرکار مالک ہے۔ اسے
اختیار ہے۔ جو چاہے کرے۔" تذکرۃ الرشید مصنفہ عاشق الہی میرٹھی دیوبندی مصنفہ ۱۳۱۰ھ

حوالہ نمبر ۴:- اسی کتاب سے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں غور فرمائیے۔
"دیوبندی اکابرین کا انگریزوں کے ساتھ کیا گہرا تعلق تھا.... جن کے
سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر
کی نظر سے نہ دیکھا۔ اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔"
تذکرۃ الرشید ص ۴۳

حوالہ نمبر ۵:- اب حیات طیبه سے ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔
"سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے۔ تو سید صاحب نے
مولانا اسماعیل کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لینفٹیننٹ
گورنر ممالک مغربی و شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد

کرنے کی تیاری کرنے کو ہیں۔ سرکار کو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے
لیفٹیننٹ گورنر صاحب نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں اور امن میں
خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سرکار نہیں تہہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔ جبات طیبه ص ۳۱۷
ناظرین کرام انصاف کیجئے۔ اس مقام پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اسماعیلی
جہاد قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی تقاضے کی بنیاد پر نہ تھا۔ بلکہ انگریز بہادر
کے ایما و اشارے اور ان کی اجازت پر موقوف تھا۔ اللہ اللہ اب میں دریافت کرتا
ہوں کہ عہد نبوت و عہد صدیقی و عہد فاروقی میں بھی متعدد جہاد ہوئے تھے۔
آخرش وہ جہاد دنیا کی کس حکومت کے اشارے پر ہوئے تھے؟ اور یہ بات بھی
دریافت کرنی ہے۔ کہ مسلمانوں کا جہاد اسلامی تقاضے کی بنیاد پر مبنی ہے۔ یا انگریز
بہادر کی اجازت پر؟ ناظرین کرام! اب آپ مصنف عبارات اکابر سے دریافت
فرمائیں۔ کہ اعلیٰ حضرت خالص صاحب رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے ایجنٹ تھے؟ یا آپ کے
اکابر دیوبندی علماء تھے؟ اور یہ سب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت کر رہا ہوں۔
اور سنئے۔

سید احمد صاحب کا مولوی اسماعیل کی ملاقات سے پہلے ہی انگریزوں سے
گہرا تعلق تھا۔ حوالہ نمبر ۶۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۳۳۱ء تک سید احمد صاحب امیر خان کی ملازمت میں رہے مگر ایک
ناموری کا کام آپ نے یہ کیا۔ کہ انگریزوں اور امیر خان کی صلح کرادی اور آپ ہی کے
ذریعہ جو شہر بعد ازاں دیئے گئے۔ اور جن پر آج تک امیر خان کی اولاد حکمرانی کرتی
ہے۔ دینے طے پائے تھے۔

لارڈ ہسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش رہتا۔
دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اور اس میں تین آدمیوں کا
باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خان، لارڈ ہسٹنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب
نے امیر خان کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا۔ آپ نے اسے یقین دلا
دیا تھا کہ انگریزوں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا بھڑنا اگر تمہارے لئے برا نہیں ہے
تو تمہاری اولاد کے لئے رستم قاتل کا اثر رکھتا ہے۔ حیات طیبه مسند

مرزا حیرت دہلوی ص ۴۲

اب اسی کتاب کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ نمبر ۷ :- "گورنمنٹ برطانیہ خود جانتی ہے۔ کہ اس کی سلطنت کی برکتوں
کو فرقا اہم حدیث نے کس قدر تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس کے کیسے فرمانبردار
مطیع اس گروہ کے لوگ ہیں۔" حیات طیبه ص ۳۱

لیجئے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ نمبر ۸ :- "ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا۔ کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق
جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب ونیز حافظ
ضامن کے ہمراہ تھے۔ کہ بند و تھپوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا
اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ
تھا۔ اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پراجا کر ڈٹ گیا۔ اور سرکار پر جانثاری کے
لئے طیار ہو گیا۔ اشد رے شجاعت و جوانمیری کہ جس ہولناک منظر سے شیر
کاپتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے۔ وہاں چند فقیر ہاتھوں

میں تلواریں لئے جم غفیر نبرد و چبویوں کے سامنے ایسے جھے رہے۔ گویا زمین

نے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔ چنانچہ آپ پر فرین ہوئیں۔ اور حضرت

حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زریاف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔ تذکرۃ المر

قاریں کرام۔ یہ تمام حوالے دیوبندی و ہابی حضرات کی کتابوں سے

من و عن نقل کرتا ہوں کوئی کمی بیشی نہیں کر رہا۔ اب آپ انصاف سے فیصلہ کیجئے

کہ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے ایجنٹ

تھے یا اکابر دیوبند؟ اور یہ قول بھی مردود ہو کر رہ گیا۔ جو صفدر صاحب نے

عبارات اکابر کے صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے۔ کہ ظالم برطانیہ کے خلاف عملی جہاد میں بھی

حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ نے بھر پور حصہ لیا۔ اور جہاد شامی وغیرہ میں شرکت اور

جرات و بہادری سے مقابلہ ایک واضح تاریخی حقیقت ہے۔ اب مکالمۃ الصدرین

سے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی کی زبانی سنئے۔

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو

گورنمنٹ برطانیہ سے -/۶۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔

حوالہ نمبر ۹ :- ملاحظہ فرمائیے۔

”جب مولوی حسین احمد صدر جمعیتہ العلماء نے ہند مقنی کفایت اللہ صاحب

وغیرہ چند حضرات علامہ شبیر احمد عثمانی سے گفتگو کرنے کیلئے ان کے پاس گئے

تو آپ نے دوران گفتگو فرمایا۔ دیکھئے! حضرت مولانا اشرف علی صاحب

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے

متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔ کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار

حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی ص ۷
انگریزوں کے ایجنٹ مولوی ایسا صاحب بانی تبلیغی جماعت کو بھی
انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا۔

حوالہ نمبر ۱ :- ملاحظہ ہو۔

اسی ضمن میں مولانا حفیظ الرحمن نے فرمایا کہ مولانا ایسا صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد

صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر نید ہو گیا۔ مکالمۃ الصدرین ص ۸

کلکتہ میں جمعۃ العلماء نے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایما
ر سے قائم ہونی تھی۔

حوالہ نمبر ۱۱ :- اسی ملاقات میں ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا حفیظ الرحمن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ کلکتہ میں جمعۃ العلماء
اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایما ر سے قائم ہونی ہے۔ مکالمۃ الصدرین ص ۹

اور مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعۃ العلماء نے مندر کے اقتدار
کو توڑنے کے لئے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گفتگو کے بعد

طے ہوا کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد اس مقصد کے لئے دے گی۔ چنانچہ ایک
بیش رقم اس کے لئے منظور کر لی گئی۔ اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد

سبحانی صاحب کے حوالہ بھی کر دی گئی۔ اس روپیہ سے کلکتہ میں کام
شروع کیا گیا۔ مولانا حفیظ الرحمن صاحب نے کہا۔ کہ یہ استفادہ بی بی روات
ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں۔ تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں۔ مکالمۃ الصدرین ص ۱۰

کانگریس کا قیام بھی ایک انگریز وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا۔

حوالہ نمبر ۱۲ :- عثمانی صاحب نے فرمایا۔

" تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ کانگریس کی ابتداء کس نے کی تھی اور کس طرح ہوئی تھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ ابتداء اس کا قیام ایک وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا۔ اور برسوں وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے راگ لاپتی رہی ہے۔

مکالمۃ الصدیقین ص ۹

مولوی حسین احمد دیوبندی و مولوی کفایت اللہ صاحب اینڈ پارٹی
سب ہندوؤں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے۔

حوالہ نمبر ۱۳ :- ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ عثمانی نے مزید فرمایا۔

" آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے۔ کہ آپ
ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں۔ مکالمۃ الصدیقین ص ۱۰

ناظرین کرام۔ یہ ۱۳ حوالے میں نے دیوبندی و ہابی حضرات کی کتابوں
سے نقل کئے ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اور یہ سب کتابیں میرے پاس موجود
ہیں۔ جس کا دل چاہے۔ میرے پاس آکر خود پڑھ لے۔ اور فیصلہ کرے کون
حق پر ہے اور کون باطل پرست ہے۔ اب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت
ہو گیا۔ کہ یہ سب دیوبندی اکابر علماء انگریز کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے۔ جب ہی
تو شبیر احمد عثمانی کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور شبیر احمد صاحب عثمانی کی زبانی
یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ یہ سب دیوبندی کانگریسی علماء بھی ہندوؤں کے تنخواہ دار
ایجنٹ تھے۔ جب ہی تو پاکستان کی مخالفت میں ایٹری چوٹی کا زور لگانے لگے

مگر ناکام رہے اور ذلیل ہوئے۔ صاحب دیوبندی علماء کا علامہ شہیر احمد عثمانی پر الوہیل کا فتویٰ
یہ بھی عثمانی صاحب کی زبانی سنئے۔ عثمانی صاحب نے فرمایا۔ کہ دارالعلوم
دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے منغلن
چسپاں کئے جن میں ہم کو الوہیل تک کہا گیا۔ اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرات
نے اس کا بھی کوئی تذکرہ کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے
تمام مدرسین، مہتمم اور مفتی سمیت (بانتھنا ایک دو کے) بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ
سے نسبت تلخ رکھتے ہیں۔ دارالعلوم کے طلباء نے میرے قتل تک کے
حلف اٹھائے۔ اور وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ
اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں
کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ سکتا
ہوں۔ کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے۔ مکالمۃ الصدید^{۲۱}

دیوبندی حضرات کے پیر سید احمد مولوی اسماعیل صاحب نے یہ پہلا جہاد مسلمانوں پر کیا تھا

حضرت مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس سلسلہ میں فرمایا۔ کہ حافظ جانی ساکن انبیٹھ
نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ کہ ہم قافلہ میں ہمراہ تھے۔ بہت سی کراہتیں وقتاً فوقتاً حضرت
سید صاحب سے دیکھیں۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی اور مولوی اسماعیل صاحب ہلوی

اور محمد حسین صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے۔ اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ
جہاد میں شریک تھے۔ سید صاحب نے پہلا جہاد مسیحی یار محمد عالم یا غستان سے
کیا تھا۔ تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۷۷

ناظرین حضرات۔ کیا آپ بتا سکیں گے کہ اسماعیلی جہاد سکھوں کے ساتھ تھا یا
حاکم یا غستانی یار محمد خان کے ساتھ تھا۔ اور یہ بھی انصاف کی عینک لگا کر بتائیں
کہ یار محمد خان یہ کسی مسلمان کا نام ہے یا کسی سکھ کا فرکا؟ اور یہ حوالہ ارواح ثلاثہ ص ۵
پر بھی لکھا ہوا ہے۔

ایک انگریز سید صاحب اور مجاہدین کھانے کے کر آیا

یہی ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

" اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند بالکیوں میں
کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں حضرت نے
کشتی پر سے جواب دیا۔ کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اترا
اور لوہی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا۔ کہ تین روز
سے میں نے اپنے ملازم کو یہاں کھڑا کر دیا تھا۔ کہ آپ کی اطلاع کریں آج
انہوں نے اطلاع دی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ تمہارے مکان
کے سامنے پہنچیں۔ یہ اطلاع پا کر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں
مشغول رہا۔ سید صاحب نے حکم دیا۔ کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا
جائے۔ کھانے کے قافلے میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور انگریز دو تین گھنٹے ٹھہر کر
چلا گیا۔ سیرت سید احمد حصہ اول مرتبہ مولوی ابوالحسن ندوی ص ۱۹ بحوالہ دیوبندی

علامہ مشاق احمد صاحب نظامی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ الٹی منطق سمجھ میں نہ آئی۔ کہ جہاد کے لئے تو سید صاحب اور مولوی اسماعیل جا رہے ہیں۔ مگر راشن کا انتظام انگریز بہادر کے ہاتھ ہے۔ انگریز دس پانچ منٹ نہیں بلکہ مسلسل تین گھنٹے تک امیر کاروان سید صاحب کی خدمت میں حاضر رہا۔ بڑا غضب کیا مولوی سید ابوالحسن علی ندوی نے جنہوں نے اس گفتگو کا تذکرہ نہ کیا۔ غالباً یہ بات ان کے علم میں بھی نہ ہو گی۔ کہ انگریز اور پادری صاحب کے درمیان کیا گفتگو رہی۔ شاید ہی وہ مقام ہے جس کے لئے کسی شاعر نے کہا

عہ یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھانی نہیں جاتی

مگر مولوی علی ندوی کو اتنی تو صراحت کر دینی تھی۔ کہ انگریز کس قسم کا کھانا لایا تھا۔ انگریز کے یہاں تو خنزیر اور چھکے کا گوشت دونوں ہی درست ہیں۔ نہیں معلوم وہ کیا لایا تھا۔ اور سید صاحب اور ان کے ہمراہی حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر چٹ کر گئے۔

خون کے آنسو صدا دل صلا

یہ تو تبصرہ تھا نظامی صاحب کا۔ لیکن میرے لئے اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ابھی تو کل کی بات ہے۔ کہ دیوبند میں صد سالہ جشن منایا گیا۔ سنجے گاندھی نے پچاس ہزار دیوبندی علماء کو پلاسٹک کے لفافوں میں کھانا دیا اور تین روز تک مسلسل دیوبندی مولوی پلاسٹک کے لفافوں میں کھانے کر کھاتے رہے۔ اور حرام حلال کی تمیز کئے بغیر صفا چٹ کر گئے ان کے نزدیک تو صرف (گیارہویں) کا کھانا حرام ہے۔ لیجئے حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

" اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی نے علیحدہ علیحدہ مفت کھانے کا وسیع

انتظام کر رکھا تھا۔ سنجے گاندھی نے تقریباً پچاس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا۔
جو پلاسٹک کے لفافوں میں بند ہوتا تھا۔ اخبار امرندہ ۲۱ اپریل ۱۹۸۰ء

ملک پشاور میں سید صاحب کی حکومت کا لڑنے کا فیصلہ

(مرزا حیرت دہلوی وہابی دیوبندی کے قلم سے)

سید صاحب نے صد ہا غازیوں کو مختلف عہدوں پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ شرعِ حرامی کے موافق عمل درآمد کریں۔ مگر ان کی بے اعتدالیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ وہ بعض اوقات نوجوان خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کر لیں اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر دو تین دو شیزہ لڑکیاں جا رہی ہیں۔ مجاہدین میں سے کسی شخص نے انہیں پکڑا اور زبردستی مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھا لیا۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مجاہدین میں سب طرح کے آدمی تھے۔ بُرے بھی اور بھلے بھی۔ بلکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ بُرے زیادہ اور بھلے کم تھے۔ کبھی علانیہ طور پر سید صاحب کے کسی ساتھی کو سزا نہیں دی گئی۔ حالانکہ اکثر ناجائز افعال ان سے سرزد ہوا کرتے تھے۔ یہ محض ناممکن تھا۔ کہ نوجوان عورت رات ہو کے عدت کی مدت کے گزر جانے پر بے عاوند بیٹھی رہے اس کا جبراً نکاح کیا جاتا تھا۔ خواہ اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ پشاور میں بڑے بڑے سرداروں میں نکاحِ ثانی کی رسم نہ تھی اور اسے سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہ مانا کہ نکاحِ ثانی قرآنی حکم ہے۔ مگر جس ناگوار طریقہ سے وہ پبلک کے آگے پیش کیا گیا تھا۔ وہ ناقابلِ برداشت تھا۔ ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاحِ ثانی ہو۔ مگر مجاہدین

زور دے رہے ہیں۔ نہیں ہونا چاہیے۔ آخریاں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ
مجاہد کرتے تھے اور ان کو کچھ چارہ نہ تھا۔ ایک ایک چھوٹے چھوٹے ضلع قصبہ
گاؤں میں ایک ایک عمال سید صاحب کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔ وہ بے چارا
جہانداری کیا خاک کر سکتا۔ اسے سیدھے شریعت کی آڑ میں نئے نئے احکام
بے چارے غریب کسانوں پر جاری کرتا تھا۔ اور وہ اُف نہ کر سکتے تھے۔ کھانا
پینا۔ بیٹھنا۔ اٹھنا شادی بیاہ کرنا سب ان پر حرام ہو گیا تھا۔ نہ کوئی منتظم تھا
نہ کوئی داورس تھا۔ معمولی باتوں پر کفر کا فتویٰ ہو جانا کچھ بات نہ تھا۔ کاش مولانا
شہید پشاور کے عامل ہوتے تو پشاوریوں پر یہ ظلم نہ ہوتا۔ ذرا کسی کی نہیں بڑھی
ہوئی دیکھیں۔ اس کے لب کتر وادیئے۔ ٹخنوں سے نیچے تہ بند دیکھی۔ ٹخنہ اڑوا
دیا۔ تمام ملک پشاور پر آفت چھا رہی تھی۔ انتظام سلطنت ان مسجد کے ملاؤں کے
ہاتھ میں تھا جن کا جلس سوائے مسجد کے داورسن کے کبھی کچھ نہ رہا تھا۔ اور اب
ان کو منتظم امور سلطنت بنا دیا گیا تھا۔ اور پھر غضب یہ تھا۔ کہ ان پر کوئی حاکم مقرر نہ
تھا۔ کہ پابک ان کی اپیل اعلیٰ حکام کے آگے پیش کرے۔ ان ہی سے دماغوں کے
فیصلے ناطق سمجھے جاتے تھے اور تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے
اس میں کوئی بات بھی قابل تنسیخ اور ترمیم نہیں۔ کیسا ہی پیچیدہ مقدمہ ہوتا تھا اسکی
گھڑی بھر بھی تحقیق نہ کی جاتی تھی۔ نہ اس پر غور کیا جاتا تھا۔ بس ملاں جی کے سامنے
گیا اور انہوں نے پھٹ سے قبیلہ دے دیا۔ کون جھک جھک کرے۔ اور کون
تحقیق کی تکلیف برداشت کرے۔ سید صاحب کی خدمت میں شکایتوں کی
عرضیاں گزر رہی تھیں۔ مگر کچھ بھی پریشانی نہ ہوتی تھی۔ آپ کو یقین تھا۔

شہریت کے ارکان کی پابندی کرنے کے چونکہ یہ لوگ عادی نہیں ہیں۔ اور اب انہیں پابندی کرنی پڑتی ہے اس لئے یہ ہمارے آدمیوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ مولانا شہید خاموشی سے اس بے انتظامی کو دیکھ رہے تھے۔ اور سکتے ہیں تھے۔ کہ دیکھئے اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

غرض ایک عام ناراضی ان سے منتظر ہوئی طرف سے تمام ملک پشاور میں پھیل گئی۔ یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ باہم ان کے قتل کی سازشیں ہونے لگیں۔ تاہم ابھی بہت کچھ رعب کی دھاک بندھی ہوئی تھی اور ریلیوں پر سگہ جما ہوا تھا۔ وہ ابھی ان خون خوار سازشوں میں جو منتظروں کے خلاف کی جاتی تھیں شریک نہ تھے۔ گو ان کے تیور بھی بدلنے لگے تھے۔ پھر بھی ان میں سنجیدہ سکوت حکمرانی کر رہا تھا۔

آتش فشاں فتویٰ اور خطرناک انجام

بدقسمتی سے ایک نیا گل کھلا۔ گل کیا کھلا گیا غازیوں یا مجاہدوں کی زندگی کے شیرازہ کو اس نے پراندر کر دیا۔ باہم یہاں کے کل عمال نے جن کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ ایک فتویٰ مرتب کیا اور اسے پوشیدہ مولوی اسماعیل کی خدمت میں بھیج دیا۔ فتویٰ کا مضمون یہ تھا۔ کہ پیوہ کا نکاح ثانی فرض ہے یا نہیں۔ مولانا شہید کیا واقف تھے۔ کہ ملک پشاور میں یہ آگ پھیل رہی ہے۔ اور اس وقت اس فتویٰ کی اشاعت سخت غضبناک ہوگی۔ آپ نے ساوہ طور پر اس پر اپنی مہر کر دی۔ اور سید صاحب کی بھی اس پر مہر ہو گئی۔

ناظرین کرام۔ اب ذرا سید صاحب کی مہر کا نقشہ اور شہید بالا کوٹ کی مہر کا نقشہ بھی ملاحظہ فرمائیے اور پھر انصاف سے بتائیے کہ کیا یہ دونوں حضرات

اُمّتی تھے؛ یا مقام نبوت کے متلاشی تھے۔

سید صاحب کی مہر کا نقشہ مولوی اسماعیل صاحب کی مہر کا نقشہ
اسمہ احمد واذکر فی الکتاب اسماعیل

حوالہ ملاحظہ ہو۔

”سید صاحب نے نئے طور سے اپنی مہر کندہ کرائی جس پر مذکورہ بالا
اسم شریف لکھا ہوا تھا۔ مولانا شہید نے بھی ایک مہر کندہ کرائی۔ اس پر یہی آیت
کریمہ لکھی ہوئی تھی۔“ حیات طیبہ مزار حضرت دہلوی و ہابی دیوبندی ص ۲۴۳

دیکھ لیا۔ ناظرین کرام نے مہروں کا نقشہ۔ گو یا پیر و مرید دونوں نے
جناب حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق دونوں
آیتوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ اسی بے ادبی کی
وجہ سے سید صاحب و اسماعیل کی حکومت تباہ و برباد ہوئی۔ پہلے سے ہی یہ لوگ
شان رسالت میں بے ادبی اور گستاخی کی عبارتیں کتابوں میں لکھ چکے تھے۔ اب
ہزاروں مسلمانوں کا خون اپنے ذمہ لے کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جیسے آگے
چل کر بیان کیا جائے گا۔ اور جو حوالے پیش کئے جائیں گے۔ وہابی دیوبندی
حضرات کی کتابوں سے نقل کئے جائیں گے۔ تاکہ ان کے گھر کی بات ان کے گھر میں
ہی رہے اور اہل سنت و جماعت کے علماء کے خلاف بیعت و شرک کے فتوے
لگانے والے اپنے گھر ہی کی تلاشی لینے میں مصروف رہیں۔

پشاور شہر کے قاضی صاحب کا حکم اور خود فنانک انجام

ہزاروں مسلمانوں کا قتل

اور پھر وہ فتویٰ قاضی شہر پشاور سید مظہر علی صاحب غازی کو بھیج دیا گیا۔ انہوں نے اس فتویٰ کی اشاعت ہی پر قناعت نہ کی۔ بلکہ یہ اعلان دے دیا۔ کہ تین دن کے عرصہ میں ملک پشاور میں جتنی رائی ہیں۔ سب کے نکاح ہو جانے ضرور ہیں۔ ورنہ اگر کسی گھر میں بے نکاح رائی رہ گئی۔ تو اس گھر کو آگ لگا دی جائیگی۔ اس اعلان کا نتائج ہونا تھا۔ تمام ملک مجاہدین کے خلاف شمشیر بدست ہو گیا۔ بہت دھوم دھام سے سازشیں ہونے لگیں اور ایک عام کھرم ملک پشاور میں مچ گیا۔ بڑے بڑے خواتین جو اپنی رائی لڑکیوں کا نکاح کرنا۔ سخت عیب خیال کرتے تھے بڑے افر و خفت ہوئے اور انہوں نے باہم یہ مشورہ کیا کہ تین دن کی مدت میں ان سب کو تہ تیغ کر ڈالو۔ مجاہدین نے بھی آخر وقت میں جا کے جب سب سامان ہو چکا تھا۔ ان کے تیور پہچانے۔ اور وہ خائف ہو کر سید صاحب کو لکھنے لگے۔ کہ یہاں یہ کیفیت نظر آتی ہے۔ سید صاحب کچھ ایسے بے پرواہ ہو گئے تھے کہ انہوں نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔ نہ مخبروں کی خبروں پر کچھ توجہ کی۔ جو دم بدم یہ پرچہ گزار رہے تھے کہ آپ جلد فوج لے کر اس طرف روانہ ہوں۔ ورنہ خاتمہ ہی ہو اچھا ہے۔ سید صاحب نے مطلق توجہ نہیں کی آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حاکم اعلیٰ مولوی سید مظہر علی صاحب جو اس آتش فشاں فتویٰ کے بانی مبنی اور اشاعت دہندہ تھے اور جنہیں سید صاحب نے بڑے اعتبار اور

بھروسہ سے مقرر کیا تھا۔ سلطان محمد حاکم پشاور کے دربار میں بلائے گئے اور فوراً ان کا سر قلم کیا گیا۔ اور عام حکم دیدیا گیا۔ کہ ایک ایک مجاہد کو قتل کیا جائے۔ ساری رات میں کل مجاہدوں کی جو بطور منظم مختلف حصص میں متعین تھے۔ گروہیں اڑا دی گئیں اور نہایت بے کسی کی حالت میں ان میں سے اکثر سڑکوں پر بکروں کی طرح ٹٹا کے ذبح کئے گئے۔

حیات طیبہ ص ۲۸۳

یہ خونی خبر وحشت ناک آگ کی طرح پنجتار میں سید صاحب کے گوش حقیقت نیوش میں بھی پہنچی۔ آپ نے یہ خبر گوش گزار فرما کے خون کے آنسو روئے اور ایسا صدمہ ہوا کہ کل ارادے لپست ہو گئے اور ایسی بالوسی چھائی کہ انتقام کی بھی ہمت نہ رہی۔ پیارے شہید کا دل سب سے زیادہ ٹوٹ گیا تھا اور وہ سخت حرمانی کی بھری ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔ اب کیا تھا۔ مگر ٹوٹ چکی تھی۔ اور پیروں کے نیچے سے زمین نکل چکی تھی۔ ظاہر تھا۔ کہ کئی برس خون پسینہ ایک کر کے پنجاب کے بڑے حصہ پر سکھایا تھا اور وہ آنا فنا یوں خیر باد ہو گیا۔ کثیر التعداد مجاہدین کا مارا جانا بھی قہر ناک تھا۔ اور پشاور کا ملک چھین جانا تو سب سے ہی زیادہ خونی اثر پیدا کرنے والا تھا۔ ان تمام ناگفتہ بہ غمناک صورتوں نے مولانا کو بٹھا دیا۔ اور پھر اس شیر میں بھی یہ ادولوعزمی نہ رہی کہ وہ اپنے دوستوں کا عوض لیتا۔ اب اس نے اپنی شکستہ دلی اور سخت بالوسی کی حالت میں اپنے آپ کو بالکل اپنے مخترم پیر کے حوالہ کر دیا۔ کہ جو کچھ بہ چاہے۔ جو کچھ یہ کرے۔ اس کا ساتھ دو۔ خود کوئی بات سوچنا اور مشورہ دینے کا کام نہیں ہے۔ سید صاحب مولانا

شہید سے بھی زیادہ شکستہ خاطر تھے۔ آپ نے یہی بہتر جانا۔ کہ اس ملک پنجاب کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ہر حنیف لوگوں نے سمجھایا۔ مگر آپ نے نہ مانا اور کہا۔ جہاں میرا خدا چاہے گا لے جائے گا۔ میں چلا جاؤں گا۔ حیات طیبہ ص ۲۸۰ تا ۲۸۳ از مرزا حیرت دہلوی۔ مطبع معارف پریس لاہور اگست ۱۹۴۶ء

ناظرین کرام! دیکھا آپ نے شہید بالا کوٹ کی حکومت کا نقشہ ایک ہی فتویٰ ایسا جاری کیا۔ جس سے ایک ہی رات میں ہزاروں مجاہدین کو قتل کر دیا۔ اور وہ بھی مسلمان پھانوں کے ہاتھ سے۔ اللہ اکبر! یہ کونسی شریعت کے مطابق فتویٰ تھا۔ جس پر شہید بالا کوٹ نے مہر کر دی اور سید صاحب سے بھی مہر کرادی۔ اور ہزاروں آدمیوں کا خون اپنے ذمہ لیا۔ اللہ اکبر یہ کونسی شریعت تھی؟ جس کی رو سے یہ حکم جاری کیا گیا۔ کہ تین دن کے اندر سارے ملک پشاور میں جس قدر بیوہ عورتیں ہیں سب کے نکاح ہو جانے ضروری ہیں۔ ورنہ جس گھر میں کوئی بیوہ عورت بغیر نکاح کے رہ گئی۔ اس گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔ دلائل و لا قوۃ الا باللہ۔ اور مصنف کتاب بھی شہید بالا کوٹ کے عاشق زار ہیں۔ جا بجا آپ کو پیارے شہید کا لقب دے رہے ہیں۔

یورپین مورخ کا بیان

اب اسی کتاب سے ایک انگریز مورخ کا حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے ایک یورپین مورخ اس افسوس ناک واقع کی نسبت یہ تحریر کرتا ہے۔ سید احمد صاحب نے یہ ضرورت سمجھی کہ وہ اپنے ہندوستانی پیرواں کو اپنے فضل و کرم

سے نہال کر دیں۔ جن کا ان پر کامل بھروسہ تھا۔ پہلے آپ نے اپنے کو سرحدی لوگوں سے (وہ پچی) عشر لینے میں محدود کیا۔ اس امر کو انہوں نے خفیف استکراہ سے برداشت کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم سے وہ پچی نیک کام میں خرچ کرنے کے لئے لی جاتی ہے۔ مگر جب سید صاحب کے پیروان وہ پچی سے گذر کر زیادہ لینے لگے۔ تو سرحدی لوگ سخت برہم ہوئے۔ اور جس کا نتیجہ سید صاحب کے لئے بہتر نہیں ہوا۔ سید صاحب کا مزاج صلح کل حاکمانہ امتزاجی عنصر اپنے میں بہت کم رکھتا تھا۔ بلکہ اس میں سخت تعصب اور فتنہ انگیزی (استغفر اللہ) آمیز ہو رہی تھی۔ جس نے اس حیرت انگیز اثر کو جو سرحدی لوگوں پر ہوا تھا۔ آناً فاناً میں ملیا میٹ کر دیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ کہ میری قوت زوال پذیر ہو رہی ہے۔ آپ نے اور بھی زیادہ سرحدی لوگوں پر سختی کی۔ اور ان کے ساتھ سخت انسانیت سوز برتاؤ کیا۔ جس نے سرحدیوں کی اس بے نظیر محبت کی دو شیرہ نازک لڑکی کو مجروح کیا۔ جس نے ان پر غضب کا عجیب افسوس پھونکا تھا۔ آپ نے پہاڑی آدمیوں کی شادی بیاہ کی رسوم میں دست اندازی کی۔ جو اپنی لڑکیاں بڑے بڑے امیروں کو پیسے کے لالچ میں بیاہ دیتے تھے۔ یا یہ کہو کہ ان کے ہاتھ فروخت کر ڈالتے تھے اور چونکہ آپ کے ساتھ غریب لوطن تھے۔ اور اب انہیں جو روں کی بھی خواہش تھی۔ تو اپنے ایک فرمان جاری کیا۔ کہ تین کنواری لڑکیاں ہیں۔ وہ سب ہمارے لیفٹیننٹ کی خدمت میں مجاہدین کیلئے حاضر کی جائیں گی۔ اگر ان کی شادی بارہ دن میں نہ کر دی گئی۔ قوم کی قوم اس اعلان سے بھڑک اٹھی اور اس نے ہندوستانی آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ سید صاحب بڑی دقت سے جان بچا کر بھاگے۔

حیات طیبہ ۲۸۶-۲۸۷

سید صاحب جہاد سے فرار ہو گئے

ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے بخار تھا۔ اسی حالت میں میں نے تین شخصوں کو جاتے دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے۔ میں نے غل چھایا کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے؟ سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں۔ میرے غل چھانے پر حضرت سید صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا۔ کچھ جواب نہ دیا اور چلے گئے۔ میں بوجہ سخت بیماری کے اٹھ نہ سکا۔ غل چھایا کیا۔ دوسرے شخص نے بیان کیا کہ ہم انہی دنوں سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے۔ دفعۃً کچھ فاصلے پر گرگڑا ہٹ سنا۔ میں وہاں گیا۔ تو دیکھوں کہ سید صاحب اور ان کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام و مصافحہ کیا۔ اور عرض کیا کہ حضرت کیوں غائب ہو گئے۔ سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں۔ مجبور ہو کر ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے۔ اور ان سے بیعت کی ہے۔ آپ نے اس پر تحسین کی اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے۔ اس لئے ہم نہیں آسکتے۔ اتنا فرما کر قافلہ والوں کی خیریت اور حالات پوچھے اور پھر روانہ ہو گئے۔ میں نے بھی ہمراہ ہونے کے لئے عرض کیا۔ تو منع فرمایا۔ اور کوشش کر کے جو میں نے پیچھے چلنا چاہا۔ تو میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہو گئے۔ میں تو کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ حیران اور بالوس تھا۔ کہ یا اللہ کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب معہ ہمراہیاں نظر سے غائب ہو گئے۔

تیسرے ایک اور شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے

ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو گرانی ہوئی تازہ پڑی ہے۔ اس کو سید صاحب ابھی گروا کر گئے ہیں۔ کیونکہ اونچی تھی۔ ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ لگا۔ تذکرۃ الرشید ص ۲۷۱ مصنفہ عاشق الہی میرٹھی ناظرین کرام! دیکھا آپ نے تذکرۃ الرشید کی عبارت سے صاف صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب سکھوں کے مقابلہ میں جہاد سے بھاگ گئے۔ اور جس کٹاپ کا میں حوالہ پیش کر رہا ہوں۔ اس کے مصنف عاشق الہی میرٹھی ہیں۔ جو پکے دیوبندی اور مولوی رشید احمد صاحب کے عاشق زار ہیں۔ جو ارشاد فرما رہے ہیں کہ سید احمد صاحب جہاد سے فرار ہو گئے تھے۔ خدا جلنے کہیں پہاڑوں میں جا کر مر گئے ہوں گے۔ اب ملاحظہ فرمائیے۔ شیخ الحدیث صفدر صاحب کیا تحریر فرما رہے ہیں۔

بالاکوٹ میں دریا کے کنارے پر جامع مسجد کے قریب مختصر سے قبرستان میں حضرت سید احمد شہید علیہ الرحمۃ کی قبر ہے۔ اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی احمد علی صاحب لاہوری کیا فرماتے ہیں۔ آپ سے علامہ افغانی نے دریافت فرمایا کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں۔ کہ قبر پر انوار مولانا شہید کے قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں واقعہ یہ ہے کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں سید احمد شہید نہیں ہوں میرا نام سید احمد ہے۔ میں مولانا شہید کا مرشد نہیں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔

رسالہ خدام الدین لاہور شیخ التفسیر نمبر ۲۲، فروری ۱۹۶۳ء ص ۴۴

اب حیات طیبہ کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ مرزا حیرت دہلوی

کیا فرماتے ہیں۔ سید صاحب قلب فشکر میں نہ پہنچے تھے کہ ایک گولی آپ کی ٹانگ میں لگی۔ آپ گولی کے صدمہ سے جھک رہے تھے کہ ایک گولا صاف آپ کی باڈی کا رڈ میں سے آپ کو اڑا لے گیا۔ جس سے بولائے ہوئے مجاہدین کو یہ معلوم ہوا۔ کہ سید صاحب محسّم آسمان پر بلائے گئے ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے۔ بہت سے لوگوں کا یہ بھی مقولہ ہے۔ کہ سید صاحب کے ساتھ مولانا محمد اسماعیل بھی آسمان پر چلے گئے۔ مگر یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دو ہر دن شیر شاہ نے ان دونوں بزرگوں کی نعشوں کو شناخت کرا کے نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالا کوٹ ہی میں دفن کرا دیا۔ مولانا شہید کی قبر تو موجود ہے اور سید احمد کی قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح مشتبہ ہے۔ حیاتِ طیبہ

مصنفہ مرزا حیرت دہانی دہلوی ص ۲۲

مولوی اسماعیل صاحب سید صاحب کو لیکر جہاد سے بھاگنے

مولانا شہید نے پہلے سکھوں کے خونخوار حملہ کو رد کرا۔ مگر جب دیکھا کہ سید صاحب تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور ان کا ہاتھی جنبش نہیں کھاتا۔ اور وہ عنقریب سکھوں کے قبضہ میں آنے کو ہیں۔ آپ نے میدان سکھوں کے ہاتھ سونپ کے سید صاحب کو سنبھالا۔ اور با مشکل کئی آدمیوں کی مدد سے آپ کو گھوڑے پر بٹھا کے صاف میدان جنگ سے نکل آئے۔ جب مجاہدین نے سید صاحب اور مولانا شہید کو اپنے میں نہ پایا۔ ان کے پیر بھی اکھڑ گئے۔ نہ کوئی لمانڈر تھا۔ نہ انہیں کوئی خالد جیسا لڑانے والا اور نہ منشی جیسا حملہ آوروں کے پنجہ سے نکلنے والا تھا۔ جدھر ان کا سینگ سمایا۔ سر اسیمہ ہو کر بھاگے۔ سکھوں نے تعاقب کیا۔ اور مظلوم مسلمانوں

کو نہایت بے بسی کی حالت میں قتل کیا۔ ان کا سامان لٹ رہا تھا۔ اور ان کی جائیں
ضائع ہو رہی تھیں۔ ادھر سید صاحب کو لینے کے دینے پڑ رہے تھے اور
ادھر مجاہدین کی جانوں پر بن رہی تھی۔ بہت سے مسلمان سکھوں نے قید کر
کے لاہور روانہ کئے۔ جہاں وہ نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے۔ حیاتِ جاہلیہ
ناظرینِ کرام۔ غور فرمائیں۔ یہ اسماعیلی جہاد۔ ہزاروں مسلمان سکھوں کے
حوالے کر کے اسماعیل صاحب، سید صاحب کو گھوڑے پر بٹھا کر میدانِ جہاد سے
بھاگ نکلے۔ جیسا کہ وہابی مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے۔ شاید جہاد سے جان
بچا کر بھاگ جانا ہی شہادت کا مرتبہ دلانا ہوگا۔

سرفراز صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے۔ کہ آپ نے ہندوستان کو دارالسلام لکھا ہے۔ عبارات اکابر کے صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ انگریزوں کے ظالمانہ اور جاہلانہ دور کے ہندوستان کو دارالسلام ثابت کرنا بھی اسی کی ایک کڑی تھی۔ چنانچہ خان صاحب فخریہ طور پر لکھتے تھے۔ کہ ہندوستان بفضلہ دارالسلام ہے + اس کا جواب تو حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی نے پیش لفظ میں نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر فرما دیا ہے۔ اور دیوبندی اکابر علماء کے قلم سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی ہندوستان کو دارالسلام لکھ چکے ہیں۔ لیکن میں یہاں لکھڑوی کی مزید تسلی کے لئے ایک حوالہ غیر مقلد حضرات کے امام آخر الزمان نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی کتاب ترجمان دہا بیہ سے نقل کرتا ہوں۔

ملاحظہ فرمائیے۔

علماء اسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے۔ کہ ملک ہند میں جب سے حکام والا مقام فرنگ فرمان روا ہیں۔ اس وقت سے یہ ملک دارالحرب ہے۔ یا دارالسلام۔ حنفیہ جن سے یہ ملک بالکل بھرا ہوا ہے۔ ان کے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ دارالسلام ہے۔ ترجمان دہا بیہ ص ۱۵ اور سنیئے ایک اور حوالہ اسی کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

آپ کے نواب صاحب کیا فرماتے ہیں۔ اس وقت مولوی عبداللطیف خان بہادر مجسٹریٹ کلکتہ نے اس خیال کے رد میں عام مسلمانوں کی طرف سے ایک رسالہ منتشر کیا تھا اور اس میں عام اطراف ہندوستان کے عالموں اور تیز علماء کے

مدنیہ وغیرہ کے فتوے نقل کئے تھے۔ جس سے سرکار کو معلوم ہو جائے
کہ تمام فتویٰ مذکورہ کی رو سے کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے
اور کسی شخص کو مشیت موجودہ پر مندوستان کے دارالاسلام ہونے میں
شک نہ رہے۔ ترجمان دہلیہ ص ۷۸

کیوں جناب گگھڑوی صاحب اب بھی تسلی ہوئی یا نہ۔ دراصل یہ گگھڑوی
صاحب کی لاعلمی کی زبردست دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی مخالفت
میں دیوانہ وار قلم چلا رہے ہیں اور اپنے گھر کی تلاشی لئے بغیر اندھا دھند
اور اق سیاہ کر رہے ہیں۔ اور یہ نہیں خیال فرماتے کہ مجھے اس میں مذمت
اٹھانی پڑے گی۔ جب آپ کے سب علماء مقلد و غیر مقلد مندوستان کو
دارالاسلام لکھ چکے ہیں۔ تو پھر اعلیٰ حضرت کا کیا قصور ہے؟ افسوس تو اس
بات پر ہے کہ سرفراز صاحب اپنے اکابر علماء کی کتابوں سے بھی ناواقف
ہیں اور جو شخص اپنے اکابر علماء کی کتابوں سے ہی ناواقف ہو۔ وہ اپنے
اکابر علماء کی کفریہ عبارات کو اسلامی کیسے بنا سکے گا۔

پاس نامہ میں ہدایت نجات موقوف ہے میرا اتباع پر۔

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

”سن لومنی وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور تقسیم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر پاس نامہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۱۱ مصنفہ عاشق الہی میرٹھی دیوبندی) ناظرین کرام۔ اب اسی کتاب سے ایک حوالہ اور نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ مولوی عاشق الہی صاحب کیا فرماتے ہیں۔

”مولوی اشرف علی صاحب کے پاؤں دھو کر دنیا نجات کا سبب ہے“

واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر دنیا نجات اخروی کا

سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۱۳)

ناظرین کرام یہ دونوں حوالے میں نئے تذکرۃ الرشید کتاب سے من وعن نقل کر دیئے ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی جس کا دل چاہے۔ تذکرۃ الرشید کتاب سے خود ملاحظہ فرمائیے اگر کسی صاحب کو یہ کتاب نہ مل سکے تو میرے پاس تشریف لاکر ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ میں نے اس کتاب میں سب حوالے اکابر علمائے دیوبند کی کتابوں سے ہی نقل کئے ہیں۔ اور میرے پاس یہ سب کتابیں موجود ہیں جس کا دل چاہے تشریف لاکر ملاحظہ فرمائیں۔ تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے۔

قارئین کرام۔ غور فرمائیں۔ گنگوہی صاحب نے دعوائے توہیت بند

فرمایا ہے۔ لیکن اس دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے قرآن شہادتاً سے توبہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے حضرات انبیاء کے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اتباع پر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ رسالت سے لے کر قیامت تک ہدایت و نجات موقوف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر۔ لیکن گنگوہی صاحب اس کے برعکس فرما رہے ہیں۔ کہ ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر حالانکہ گنگوہی صاحب کو اپنی نجات کا بھی علم نہیں۔ کیونکہ وہ معصوم نہیں۔ پس یہ دعویٰ گنگوہی صاحب کا لغو اور باطل ہے۔ اور قرآن شریف و حدیث پاک کے سراسر خلاف ہے۔

اب یہاں پر ایک عبارت تقویۃ الایمان سے نقل کرتا ہوں۔ دیکھیے آپس کے شہید بالا کوٹ کیا فرما رہے ہیں۔ یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں۔ سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ تقویۃ الایمان ۳۱

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ مولوی اسمعیل دہلوی کے نزدیک سب انبیاء کے کرام و اولیاء عظام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی حقیقت سے معاذ اللہ بے خبر ہیں۔ تو گنگوہی صاحب کو اپنی ہدایت و نجات کیسے علم ہو گیا؟ جو یہ فرما چکے ہیں کہ اس زمانہ میں ہدایت و نجات میرے اتباع پر موقوف ہے۔ اس کا تو صاف صریح مطلب یہی ہوا۔ جو گنگوہی صاحب کی اتباع کرے گا بس نجات اسی کی ہوگی یا پھر جو کوئی تقاضوی صاحب کے پاؤں

دھو کر پی چکا ہے۔ اس کی نجات ہوگی۔ کیونکہ عاشق الہی میرٹھی دیوبندی اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہہ رہے ہیں۔ کہ مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ جن حضرات نے گنگوہی صاحب کی اتباع نہیں کی اور تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر نہیں پیئے ان کی نجات کیسے ہوگی۔ ناظرین کرام اب ان حضرات کا عقیدہ اور کردار ملاحظہ فرمائیے۔ دیوبندی علماء کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اور انصاف کیجئے۔

حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہا نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہی کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرم سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چیت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اس چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور مولانا کی طرف کو کر وٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں۔ کہ میاں کیا کر رہے ہو؟ لوگ کیا کہیں گے؟ حضرت نے فرمایا۔ لوگ کہیں گے۔ کہنے دو۔ ارداح ثلاثہ حکایت ص ۲۰۲ ص ۲۰۵ ص ۲۰۶

ناظرین کرام مندرجہ بالا عبارت کسی تبصرہ کی محتاج نہیں۔ شاید یہ مظاہرہ عام مجمع میں اس لئے کیا گیا ہو۔ کہ آپ کے مرید و شاگرد بھی اسی طرح آپ کے

مفتش قدم پر چل کر ہدایت و نجات حاصل کر سکیں اور عام لوگوں کو اچھی طرح
علوم ہو جائے کہ ہدایت و نجات واقعی گنگوہی صاحب کی اتباع پر ہے
اللہ اللہ یہ ہیں جناب تمام علمائے دیوبند کے قطب الارشاد امام ربانی حضرت
گنگوہی صاحب۔ اب ایک حوالہ اسی عاشق صادق کا اور ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الرشید میں لکھتے ہیں۔ ایک
بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا۔ کہ مولوی محمد قاسم صاحب عرو
کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو حسب طرح زن و شوہر
میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں
مجھ سے فائدہ پہنچتا ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۲۸۹)

دیکھا جناب آپ نے عاشق صادق کا غلبہ عشق بیاں تک بڑھ گیا ہے
کہ خواب میں بھی مولوی قاسم صاحب ہی دکھائی دیتے ہیں۔

ناظرین کرام۔ یہ ہیں مرئی خلائق۔ چنانچہ محمود الحسن صاحب دیوبندی شہید
ص ۱۱ میں گنگوہی صاحب کی شان میں لکھ چکے ہیں۔

خدا ان کا مرتبی وہ مرتبی تھے خلائق کے

میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

یہ جناب کسی معمولی آدمی کا فتویٰ نہیں۔ یہ تو جناب صدر دیوبند کا ارشاد ہے
جو شرک و بدعت کی تلوار ہر وقت ہاتھ میں لئے پھرتے رہے ہیں۔ اور بات بات
پر بدعت و شرک کے فتوے لگانے میں مصروف رہتے رہے ہیں۔ اللہ
تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ یعنی عالمین کا رب خدا

تعالیٰ ہے۔ مگر دیوبندیوں کا عقیدہ صاف صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ خدا تو صرف گنگوہی صاحب کا رب ہے۔ اور باقی ساری مخلوق الہی کے رب مرنی مولوی رشید احمد صاحب ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ کیوں جناب دیکھا آپ نے۔ یہ ہیں پکے توحید پرست موحّد۔ اور اگر مجازی عشق و محبت کا جلوہ دیکھنا ہو تو گنگوہ کی خانقاہ والا نظارہ دیکھ لیجئے۔ اور اوپر کے مضمون کو دوبارہ پڑھ کر اپنے قلب کو تسکین دے لیجئے۔ اگر اس سے بھی تسلی نہ ہو تو تکراراً رشید اٹھا کر خواب والی عبارت کو دوبارہ پڑھ لیجئے جس میں ناتوئی صاحب کو عروس کی صورت میں دکھایا گیا ہے اور گنگوہی صاحب کا ان سے نکاح بھی ہو چکا ہے اور آپس میں مرد و زن کی طرح ان دونوں کو فائدہ بھی پہنچ چکا ہے اور آپ حضرات اس بات کو بھی نہ بھول جائیں۔ کہ یہ وہی گنگوہی صاحب ہیں جو فرما رہے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ سبحان اللہ دعویٰ بھی ایسا کیا۔ کہ جو انبیائے علیہم السلام کے سوا کسی مسلمان نے بھی اب تک نہ کیا ہو۔ اور نہ آئندہ کوئی مسلمان ایسا دعویٰ کرنے کی جرأت کر سکے۔

تقویۃ الایمان کتاب کی تعریف گنگوہی صاحب کی زبانی

ناظرین کرام۔ گنگوہی صاحب نے تقویۃ الایمان کے بارے یوں تعریف فرمائی

” اور تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب

ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا

اور پڑھنا عین اسلام ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۲)

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ تقویۃ الایمان کی کفریہ عبارتیں جو اوپر نقل کی گئی

ہیں۔ گنگوہی صاحب کے نزدیک وہ سب عین اسلام ہیں۔ حالانکہ یہ ساری کتاب ہی بے ادبیوں اور گستاخ عبارتوں سے بھری پڑی ہے۔ اور گنگوہی صاحب فرما رہے ہیں۔ کہ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور حدیث سے ہیں۔ کیا کوئی دیوبندی علماء میں سے یہ بتا سکتے ہیں کہ جو اوپر عبارتیں کفریہ۔ تقوینیہ الایمان سے نقل کی گئی ہیں۔ کس آیت شریف یا کس حدیث پاک کا ترجمہ ہیں۔ اب سنیہ و ہابی حضرات کے متعلق گنگوہی صاحب کا کیا عقیدہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

”محمد عبدالوہاب کے معتذریوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا جنلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ ان کے معتذری اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں۔ ان میں فساد آ گیا ہے۔ اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ جنلی کا ہے۔“ فتاویٰ رشیدیہ۔ رشید احمد گنگوہی جلد اول ص ۱۱۱

اب اس کے برعکس صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کا ایک فتویٰ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں اور انصاف سے فیصلہ کریں۔

صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا فتویٰ

صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو با

ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف
شاقہ پہنچائی۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے
ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو یوجہ اسکی تکلیف شدیدہ
کے مدنیہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اسکی فوج
کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم باغی خونخوار اور فاسق شخص
نہا۔ (شہاب ثاقب مصنف مولوی حسین احمد صاحب ٹاڈوی صدر دیوبند ص ۴۲)

ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے مولوی رشید احمد صاحب تو فرما رہے ہیں۔
کہ رشید احمد کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے۔ اور اسی زبان سے محمد بن عبدالوہاب
کی تعریف فرما رہے ہیں۔ اور اس کے برعکس صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب
محمد بن عبدالوہاب کو ظالم و باغی خونخوار فاسق بتا رہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ ہی
جانتا ہے۔ کہ ان دونوں حضرات میں سے کون سچا ہے۔ کس کی اتباع پر ہدایت
و نجات موقوف ہے۔ اور حیرت کی بات ایک یہ بھی ہے کہ یہی مولوی حسین احمد
صاحب شہاب ثاقب میں گنگوہی صاحب کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے
ملا رہے ہیں۔ پھر بھی گنگوہی صاحب کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں اور ڈنکے
کی چوٹ سے نجدی کو ظالم و باغی خونخوار فاسق فرما رہے ہیں۔ خیر یہ تو ان کے
گھر کا معاملہ ہے اس راز کو تو مصنف عبارات اکابر کے سوا کوئی کیا سمجھے؟ سوال
تو صرف یہ ہے کہ کیا واقعی گنگوہی صاحب کی اتباع پر ہدایت و نجات موقوف ہے؟
خود سرفراز صاحب بھی المہند کا حوالہ دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زہرا لگتے ہوئے عبارات اکابر کے صفحہ ۱۴۶ پر لکھتے ہیں

مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں اس لئے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا۔ اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے۔ علماء امت کو کافر کرتا رہتا ہے۔ جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چلیے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انہیں کی طرح رسوا کرے۔ خیر یہ تو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ قیامت کے میدان میں رسوا کون ہوگا؟ امید تو یہی ہے۔ کہ شان رسالت میں بے ادب گستاخ کفریہ عبارتیں لکھنے والے چھاپنے والے اور ان کفریہ عبارتوں کی حمایت میں کتابیں لکھنے والے قیامت کے میدان میں اپنی ذلت اور رسوائی خود اپنی آنکھوں ہی سے دیکھ لیں گے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کسی مسلمان امتی کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ کافر ہی کو کافر کہا ہے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور یہی فتویٰ آپ کے اکابر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کا ہے۔ کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ دیکھو اشد العذاب ص ۱۴

پھر اعلیٰ حضرت کا کیا قصور ہے؟ جب کہ آپ کے اکابر بھی یہی فتویٰ ہے۔ بلکہ ان اکابر علماء دیوبند کی ان کفریہ عبارتوں پر علمائے عرب و عجم کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ خود سرفراز صاحب بھی شان رسالت میں بے ادبی و گستاخی کرنے والے کو کافر بتا رہے ہیں۔ دیکھو عبارات اکابر ص ۳۲، ۳۳ اور اسی زمانہ کے علمائے کرام نے علمائے دیوبند کی ان کفریہ عبارت کا رد کر دیا تھا۔ اور سینکڑوں کتابیں ان کفریہ توہین آمیز عبارتوں کے رد میں لکھی جا چکی تھیں۔

جناب سرفراز تو ابھی ابھی تشریف لارہے ہیں۔ یہ اپنے اکابر کی توہین آمیز کفریہ عبارتوں کو اسلامی کیسے بنا سکیں گے؟ جبکہ وہ خود اپنی توہین آمیز

کفر یہ عبارتوں کو اسلامی نہ بنا سکے اور نہ ان کفریہ عبارتوں سے توبہ کر سکے۔ اور مرتے دم تک بھی رجوع نہ کیا۔ بلکہ اپنی ضد ہیٹ دھرمی پر قائم رہے۔ اور یہ نہ سوچا کہ قیامت کے میدان میں شفاعت کے لئے بارگاہ رسالت میں کون سا منہ لے کر حاضر ہوں گے؟ -

اب سنیئے تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ جناب عاشق الہی نے تو یہ فیصلہ فرما دیا۔ کہ تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات اخروی ہو جائے گی۔ لیکن یہ بات نہیں بتائی کہ فقط تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے ہی نجات ہو جائے گی یا نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ احکام شریعت پر عمل کرنا بھی ضروری ہوگا؟ اور یہ بھی نہیں بتایا کہ جب تھانوی صاحب دنیا سے رحلت ہو جائیں گے تو تھانوی صاحب کے کون سے مرید کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات اخروی حاصل ہو سکے گی۔ اور عاشق الہی صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا۔ کہ کونسی قرآن شریف کی آیت سے یا کونسی حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات ہو جاتی ہے اور تھانوی صاحب کا وہابی ہونا ان کی اپنی زبانی ثابت ہو چکا ہے جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔ اور مولوی حسین احمد صاحب کا وہ حوالہ بھی اوپر لکھا جا چکا ہے جس میں انہوں نے محمد بن عبدالوہاب کو ظالم و خائن و فاسق لکھا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کا وہ حوالہ بھی اوپر لکھ دیا گیا جس میں انہوں نے محمد بن عبدالوہاب کی تعریف کی ہے۔ اب آپ علمائے دیوبند کی کتابوں کے حوالوں سے ہی نجات اخروی کا حل تلاش کر لیجئے۔

اسی زمانہ کے علمائے کرام نے ان کفریہ عبارتوں کا رد کیا

ناظرین کرام! اب میں اس زمانہ کے اکابر علمائے کرام کے چند حوالے
سیف الجبار کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے

جمیع اہل اسلام پر مخفی نہ رہے کہ فقیرانہ تبار میں علماء دیوبند کے (بد عقیدگی
کا حال شکر) بالکل مخالف تھا۔ مگر عرصہ تین سال کا ہوتا ہے جبکہ مولوی مرتضیٰ حسن
صاحب دیوبند سے کلکتہ تشریف لائے۔ میں نے ان سے علم غیب اور بعض عقائد
کے متعلق چند سوالات کئے جو ابیات سے ان کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے
مطابق پایا۔ اور خود بھی دیوبند جا کر اس امر کی تحقیق کرنے کی کوشش کی لیکن کسی
طرح مجھ پر ان کی خلاف عقیدگی ثابت نہیں ہوئی اس لئے میں قریب تین سال
سے ان کی تعریف تو صیغ کر رہا ہوں۔ اب عرصہ ڈیڑھ ماہ کا ہوتا ہے کہ پھر علمائے
دیوبند کی تشریف آوری کا شہرہ ہوا۔ چند حضرات میرے پاس تشریف لائے اور علمائے
دیوبند کی تصنیفات بھی لیتے آئے۔ مجھ کو تشریح کے ساتھ پڑھ کر سنایا جس کے سننے
اور دیکھنے سے شبہ پیدا ہو گیا کہ علمائے دیوبند ناحق پر ہیں اور مولوی احمد رضا خان
صاحب بالکل حق پر ہیں۔ اور جو ان کے عقائد کی نسبت کہا جاتا ہے۔ صریحاً بتان
ہے پھر بھی مجھ کو ان کی طرف سے اطمینان کلی نہیں ہوا۔ کہ اتفاقاً ایک دن ہم اور
جناب منشی محمد لعل خان صاحب و جناب حاجی یوسف زمینیل علی رضا صاحب و
جناب محمد شفیع صاحب سیکریٹری انجمن قاسم المعارف و جناب احمد حسین صاحب انور
والے جناب حاجی اسماعیل صاحب پٹنہ والے کے مکان پر گئے۔ وہاں مولوی

احمد دین صاحب دہلوی وصاحب خانہ موجود تھے ان کل حضرات کے سامنے مناظرہ کی بات چھٹری اور یہ قرار پایا۔ کہ ایک محقق شخص جس کو طرفین کے لوگ بلا مبالغہ منصف ٹھہرائیں تجویز کرنا چاہیے۔ اس پر جناب حاجی یوسف صاحب نے یہ فرمایا کہ مولانا برکات احمد صاحب ٹونچی کیسے ہیں۔ فوراً جناب مولانا مولوی احمد دین صاحب دہلوی نے یہ فرمایا۔ جزاک اللہ۔ وہ تہایت عالم باعمل متبعی صوفی حنفی ہیں۔ آپ کے علم و فضل میں جھلاکس کو کلام ہے۔ بلکہ اور ایک معتمد علماء دیوبند سے بھی دریافت کیا۔ انہوں نے بھی ان کی تصدیق کی اس کے بعد میں نے اپنے خیالات کو مستحکم کرنے کی غرض سے جناب مولانا برکات احمد صاحب کے پاس ایک خط اس مضمون کا لکھا تھا۔ کہ میں اردو زبان سے پوری واقفیت نہیں رکھتا۔ آپ اس بات کا اطمینان دلا دیں کہ علماء دیوبند کے عقائد کیسے ہیں جس کا جواب انہوں نے یہ عنایت فرمایا۔ جو درج ذیل ہے۔ آپ ناظرین اس کی عبارت سے خود انصاف کر لیں گے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے عقائد کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں ظاہر کروں گا۔

مولوی احمد موسیٰ امام مسجد ناخدا سندریہ پٹا کلکتہ

نقل مکتوب !

" تمام خوبیوں کا مستحق اللہ ہے۔ جو دونوں جہان کا پروردگار ہے اور درود و سلام ہو تمام رسولوں کے سردار پر اور ان کے آل و اصحاب اور ازواج پر۔ حمد و نعت کے بعد آپ کا بزرگ خط اور گرامی نامہ علماء دیوبند کے پرستش احوال کے متعلق وارد ہوا۔ چونکہ آپ کو مجھ پر وثوق ہے اور آپ نے اس بارے میں مجھ کو امین بنایا ہے۔ تو میرا فرض ہے کہ ان کے بارے میں سچ بات کہوں۔ اور جو کچھ

اب مجھ سے پوچھا گیا ہے اس میں حق سے تجاوز نہ کروں تو میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے اور اسی پر توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ وہ لوگ علماء اہل سنت و جماعت مذہب ہیں۔ ہمارے امام ابو حنیفہ قدس سرہ کے پیرو ہیں انہی کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور انہیں کے اصول و فروع پر فرعیات میں عمل کرتے ہیں۔ لیکن وہ بعض عقائد میں مولوی اسماعیل دہلوی کے تابع ہیں۔ اور اس کے آثار کے متبع۔ اور علماء دیوبند وہ کہتے ہیں جو مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا اور اس میں تعصب رکھتے ہیں اور اپنی کوشش صرف کرتے ہیں۔ اس کے اقوال کے صحیح کرنے میں اور اس نے (اللہ سے معاف کرے) بعض ایسے عقائد گھڑے جو عقائد اہل سنت و جماعت سے نہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصانوں والا ہونا ممکن ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا تو اس نے جائز مانا کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹی بات بولے نہ بر طریق نقل و حکایت کے اس لئے کہ یہ محال نہیں کیونکہ تمامی قرآن شریف اس سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے کافروں کی باتوں کو نقل فرمایا ہے۔ بلکہ اس نے جائز مانا کہ اللہ تعالیٰ ایسی خبر دے جو واقع میں جھوٹی ہو اور اپنی کتابوں میں اس مسئلہ پر یہ دلیل پیش کی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے، تو اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو بندہ کی قدرت کا خدا کی قدرت سے زیادہ ہونا لازم آئے گا اور یہ اس کی بات فحش غلطی ہے جس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر برائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا جائز ہو۔ اور ممکن ذاتی ہو۔ تو اس کے واقع ہونے کے فرض سے محال نہ لازم آئے باوجودیکہ پناہ بخدا اس سے لازم آتا ہے۔ باطل ہونا اللہ کے اس قول من اصدق من

اللہ قبلا۔ وغیرہ کا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اہلسنت وجماعت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصان کی صفتوں کے ساتھ موصوف ہونا محال بالذات ہے اور جو محال لذاتہ ہو۔ وہ کبھی ممکن بالذات ہو نہیں سکتا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا یا خوبی ہے یا برائی۔ اگر اچھی صفت ہے۔ تو ضرور ہے کہ اللہ بالفعل جھوٹا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جملہ صفات کمالیہ والا ہوتا ضروری ہے اور اس کے لئے ذات باری علت نامہ ہے۔ تو پناہ بخدا بالفعل جھوٹا ہوگا۔ اور اگر بری بات ہے تو محال بالذات ہے ممکن ہو نہیں سکتا۔ چوتھی دلیل یہ ہے۔ کہ زیادتی ایک ایسی چیز ہے جو برابری کے بعد ہوگی تو اگر بندہ کی قدرت تمامی مقدرات الہی پر ہو اور زیادتی یہ کہ وہ کذب پر بھی قادر ہے۔ جو باری تعالیٰ میں موجود نہیں۔ تو یقیناً زیادتی لازمی آئے گی۔ اور حیب ایسا نہیں تو زیادتی بھی نہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ زیادتی ہو نہیں سکتی جب تک کہ برابری نہ ہو۔ اور حیب برابری نہیں تو زیادتی کہاں؟ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے اور حیب کہ اس قائل نے اس عقیدہ کو گڑھا اس سے پچھلے علمائے دیوبند و سہارنپور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی و مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی کا اتباع کیا۔ اور یہ سب لوگ اس کے قول کے صحیح کرنے پر جھک پڑے اور اس بارے میں رسائل لکھے۔ جیسے محمود الحسن دیوبندی نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام حیدر المنقل رکھا۔ اور لکھا کہ جو کچھ لکھا۔ اور ان کے اگلے اس عقیدہ کو چھپاتے اور اس میں بحث سے پرہیز کرتے تھے۔ لیکن ان کے پچھلے اس زمانہ والوں نے اس میں بہت تشعب کیا۔ اور تلبیس و تدلیس میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم

کی شان ارفع و اعلیٰ میں اس قسم کی تفریط کی جس سے مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر اس کی خبر چاہتے ہو تو ان کی کتابیں دیکھو اور بعض ان میں سے وہ جو اس فائل اسمعیل دہلوی نے اپنے رسالہ میں لکھا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور اس میں تمامی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت کمی کی ہے۔ اور ان کی شان میں وہ بات کہی جو اس لائق نہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان والا میں کہی جائے۔ اور اس کے ہم عصروں خصوصاً ہمارے اتاؤ الاستاذ خاتم الحکماء و المتکلمین جناب مولانا محمد فضل حق صاحب خیر آبادی نے بہت بلیغ رد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا دے۔ اور بعض ان میں سے وصف خاتمیت محمدی کے اشتراک کا ممکن ہونا ہے تو اس نے مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاتمیت میں جائز مانے ہیں اور اس کا بھی رد علامہ موسوف نے کیا ہے جو چھپ گیا ہے اور وہ ایک مستقل اور بڑی کتاب ہے اور بعض ان میں سے یہ کہ اس نے مسئلہ شفاعت میں ایک نئی بات نکالی اور شفاعت میں وہ کہا جو عقائد اہل سنت و جماعت سے کوسوں دور ہے اگر تجھے اطلاع منظور ہے تو اس کے لئے ترقیقین کی کتاب دیکھو اور یہ لوگ جو اس زمانہ میں موجود ہیں وہ ہلاک ہو گئے۔ اس کی پیروی میں اور یہ لوگ اس کے قائل ہوئے جو اس نے کہا اور ہر روز مناظروں میں ایسی باتیں کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا خلاصہ یہ کہ ادب کی رسی ان کی گردنوں میں نہیں۔ اور نہ یہ لوگ آداب شریعیہ کے متمسک ہیں بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ جھوٹ ہی بولتے ہیں حاصل کلام یہ سب لوگ عقائد میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں اور یہ وہی کہتے

ہیں جو اس نے کہا۔ ناظرین کرام اس خط کا مضمون آگے اور بھی ہے لیکن میں اسی پر ختم کرتا ہوں عقلمند کے لئے کافی ہے۔ (امیدوار دعا برکات احمد البہاری العظیم آبادی وطن دلتونہی) ۲ جمادی الآخر ۱۳۳۲ ہجری سیف الجبارہ ص ۱۹۹ تا ص ۲۰۱)
ناظرین کرام! اب اس کتاب سیف الجبارہ سے وہ خط نقل کرتا ہوں جو مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس مدرسہ صولیہ مکہ معظمہ نے حاجی محمد علی خان صاحب کے خط کے جواب میں کلکتہ ارسال کیا تھا۔

نقل مضمون خط جناب مولوی مشتاق احمد صاحب کاپورہ

آپ نے اہل دیوبند کے بارے میں دریافت فرمایا ہے اس کے بارے میں میرا اور حضرت والد صاحب مرحوم و مقفور کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص روحی قداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ کہے یا حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات کے علم سے تشبیہ دیوے یا میلاد شریف کے قیام کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دیوے کا فر ہے۔ خواہ اہل دیوبند ہوں یا غیر اہل دیوبند کسی کی تخصیص نہیں۔ اگر اہل دیوبند ایسا کریں تو وہ بھی اس حکم سے علیحدہ نہیں ہیں۔ جیسے تلیل احمد بیٹھوی کی عبارت سے زیادتی علم شیطان کی حضرت کے علم سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ یا حفظ الایمان میں حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات سے تشبیہ دی ہے۔ اشرف علی تھانوی نے۔ ایسے ہی ایک فتویٰ میلاد کے بارے میں ہیں دیکھا تھا۔ اس وقت مفتی کا نام محفوظ نہیں اس میں میلاد کے قیام کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ مفتی نے دی تھی۔ علاوہ ازیں جو بات کفر کی ہو اس کو اسلام کی بات

میں شمار کرتا اور اس پر مسلمانوں کو ترغیب عمل کی دلانا صریح کفر ہے۔ اب سنیئے اسمعیل
شہید دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ نماز میں خیال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا بدرجہا بدتر ہے گاؤ و عمر کے خیال سے۔ نماز میں مستغرق ہونے
سے۔ پس جب حضرت کا خیال نماز میں گائے اور گدھے کے خیال سے۔ بدتر ہے
تو پھر نماز کیسے ہماری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ نماز میں قرأت فرض ہے۔ اور قرآن پاک
کی کوئی ایسی آیت ہے جو حضرت پر نازل نہ ہوئی ہوتا کہ اس کی تلاوت سے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ اور جب قرآن میں کوئی ایسی آیت
نہیں بلکہ پورا قرآن حضرت پر حضرت کی تصدیق کے لئے معجزہ بنا کر اتارا گیا تو قرآن
پاک کے ہر ہر کلمہ والفاظ سے حضرت کا خیال ضرور ہوگا۔ اور یہ خیال اسمعیل کے نزدیک
گدھے اور گائے کے خیال سے بدرجہا بُرا ہے اور اس کو ایمان کہنا اور اس پر مسلمانوں
کو ترغیب دلانا کفر نہیں تو کیا اسلام ہو سکتا ہے اور جمیع علمائے دیوبند نے نفیاً
الایمان پر ترغیب عمل کی دلانی اور اسکی عمدہ و قابل عمل ہونے پر مہر و دستخط کی ہے۔
غرض کہاں تک ان کی خرافات و بدلیات کو لکھوں۔ انہ مکہ معظمہ مشتاق احمد مدرس
درسہ صولیۃ ۱۵ رجب ۱۳۲۳ ہجری بحوالہ سیف الجبار مصنف مولانا شاہ فضل رسول قادری
بدایونی صفحہ ۲۰۵ تا صفحہ ۲۰۶

مفتی اہل علمائے ہندوستان حضرت حاجی رحمت اللہ صاحب کاکا
کا

”کہ رشید احمد نارسہ شہید نکلا“

حاجی رحمت اللہ صاحب بانی مدرسہ مندیہ صولیۃ مکہ معظمہ کو صاحب رشید احمد

کے ناگفتہ بہ عقائد کا حال مکہ معظمہ میں معلوم ہوا اور گنگوہی کی کتابیں فتاویٰ رشیدیہ
براہین قاطعہ، سبیل الرشاد وغیرہ حضرت موصوف کے ملاحظہ میں لائی گئیں تو آپ
نے مندرجہ ذیل تحریر بدست مولانا غلام دستگیر صاحب ہندوستان ارسال فرمائی۔
تاکہ شائع کر دی جائے۔ اور لوگ فرقہ دیوبندیہ کے امام رشید احمد کے عقائد سے
محفوظ رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بعد حمد اور نعت کے کہتا ہے راجی رحمۃ ربہ
المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر الہما الخان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی
رشید احمد صاحب کی سنا تھا جو میرے نزدیک وہ اچھی نہ تھیں اعتبار نہ کرنا تھا کہ
انہوں نے ایسا کہا ہوگا (الی قولہ) میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح ممتد رہتا کہ حضرات علمائے
مدرسہ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تو اتر چھ تک پہنچی کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا
اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید
سمجھتا تھا پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی (انا رشید) نکلتے۔ جس طرف آئے۔
اس طرف ایسا تعصب برتا۔ کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے روٹا کھڑا
ہوتا ہے حضرت نے اول قلم اس پر اٹھایا کہ

۱- جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہو۔ اس میں دوسری جماعت کو بغیر اذان اور
تکبیر کے ہو۔ اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں۔ (الی قولہ)

۲- پھر ایک فاسق مرد کو جو اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برابر
سمجھتا تھا اور سب انبیائے بنی اسرائیل سے اپنے آپ کو افضل گنتا تھا
اور اپنے بیٹے کو درجہ فدائی تک پہنچاتا تھا (الی قولہ) حضرت مولوی رشید اس

مردود کو مرو صالح کہتے تھے (الی قولہ)

۳۔ پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے اور شہادت کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں کیسا ہی روایت صحیحہ سے ہو منع فرمایا (الی قولہ)

۴۔ پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی اس پر ہی اکتفا نہ کر کے خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو کنہیا کا جنم انتہی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کو حرام بتلایا۔ (الی قولہ)

اور پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اور امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چہرہ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور بڑی کوشش اس میں کی۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کہیں کم تر ہے اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممنوع بالذات نہیں بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی۔ نعوذ باللہ من ہذا لخرافات۔ میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر و باطن میں بہت بُرا سمجھتا ہوں اور اپنے مجہین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے اور ان کے چیلے چالوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کھلم کھلا تمہرا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العالمین اور جناب باری جہان آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔ الخ

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما المنان ۱۵ ذیقعد ۱۳۰۶ھ از مکہ معظمہ

بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۳۰، ص ۳۱، ص ۳۲

ناظرین کرام - غور فرمائیں - یہ حاجی رحمت اللہ صاحب تمام دیوبندی علماء کے
بزرگ ہیں - چنانچہ

۱ - مولوی خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں -

ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ
براہین قاطعہ ص ۱۹

۲ - اور سنیے مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں

مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علمائے مکہ پر قائل ہیں -

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد امام دیوبندی ص ۲۶۳

المہند

ناظرین کرام۔ کیا آپ جانتے ہیں۔ المہند کیا چیز ہے؟ یہ ایک کتاب ہے جو اکابر علمائے دیوبند کے دجل، مکر، فریب، افتراء، عیاری و چال بازی کا مجموعہ ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس سے علمائے دیوبند کے بطلان کا پتہ چلتا ہے۔ اگر المہند کتاب صحیح ہے۔ تو تھانوی صاحب کے مریدین حفظ الایمان کو کہیں دریا بردہ کیوں نہیں کر دیتے؟ تاکہ مناظرہ کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور تھانوی صاحب کے مریدین آرام کی نیند سو سکیں اور اگر المہند کتاب صحیح ہے اور جو اس میں لکھا گیا ہے وہی علمائے دیوبند کے عقائد ہیں تو تقویتہ الایمان کتاب کو شہید بالاکوٹ کی قبر کے پاس دفن کر دینا چاہیے تھا۔ کیونکہ المہند اور تقویتہ الایمان میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ بعد ہے۔ تقویتہ الایمان بے ادبی اور گستاخ عبارتوں سے بھری پڑی ہے۔ اس لئے تقویتہ الایمان کا المہند کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر المہند کتاب کو دیوبندی علماء واقعی صحیح مانتے ہیں تو سختی پر الناس اور براہین قاطعہ بلکہ فتاویٰ رشیدیہ کا بھی جنازہ ایک ساتھ نکال دینا ضروری ہے ناظرین کرام! اب ملاحظہ فرمائیے۔ کہ شیخ الحدیث صفدر صاحب اس کتاب المہند کے متعلق کیا لکھتے ہیں۔ جب علمائے حرمین شریفین کو خان صاحب کی اس جعل سازی اور دھوکہ بازی کا علم ہوا۔ تو انہوں نے چھبیس سوالات کا ایک مجموعہ لکھ کر علمائے دیوبند کو بھیجا۔ کہ آپ حضرات کا ان امور کے بارے میں

کیا فتوے اور رائے ہے ؟

چنانچہ ان سوالات کے جوابات حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھے اور اس کا نام المہند علی المتندر رکھا۔ اور یہ مجموعہ ۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ کو شائع ہوا۔ اس وقت یہ رسالہ عربی عبارات کو حذف کر کے صرف اردو میں بھی طبع ہو چکا ہے۔ اور اس کا نام عقائد علمائے دیوبند ہے۔ اس رسالہ پر تیسریں اکابر علمائے دیوبند کی تصدیق اور دستخط ثبت ہیں۔

عبارات اکابر حصہ اول ص ۴۲

ناظرین کرام حضرات۔ غور فرمائیں یہ جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھنؤ صاحب جعل ساز دھوکا باز لکھ رہے ہیں۔ شاید لکھنؤی صاحب کو خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آئینے میں اپنی شکل ہی نظر آرہی ہو۔ کیونکہ المہند کتاب جو ابھی اردو میں چھپی ہے۔ جس کا نام عقائد علمائے دیوبند رکھا گیا ہے۔ خالص دھوکا ہے اور جعل سازی کا مجموعہ ہے۔ ہرگز ہرگز یہ عقائد علمائے دیوبند کے نہیں ہیں۔ یہ عقائد جو اس کتاب میں لکھے گئے ہیں۔ اہل سنت بریلوی مسلک کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ یہ کتاب علمائے حرمین شریفین کو دھوکا دینے کے لئے فرضی لکھی گئی ہے۔

ناظرین کرام۔ اب مجھ پر اس بات کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ کہ علمائے دیوبند کے قلم سے یہ ثبوت کر دوں کہ یہ عقائد جو المہند میں لکھے گئے ہیں۔ ہرگز یہ عقائد علمائے دیوبند کے نہیں۔ یہ نرا دھوکا ہے اور آپ کو اس بات کا بھی

روز روشن کی طرح علم ہو جائے۔ کہ جعل ساز دھوکا باز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں؟ یا علمائے دیوبند؟ -

علمائے دیوبند کا عقیدہ

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتیں جو اوپر نقل
کی جا چکی ہیں۔ وہی عقیدہ علمائے دیوبند کا ہے۔ جو ان کی کتابوں سے ہی
نقل کیا گیا ہے۔ اب میں دوبارہ بعض کفریہ عبارتوں کو نقل کروں گا۔ اور ساتھ
ساتھ المہند کتاب کی عبارتیں بھی نقل کرتا جاؤں گا۔ اور انصاف آپ پر چھوڑ دوں
گا۔ تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے۔

المہند کتاب کی عبارت

صفحہ ۲۸ سوال نمبر ۱۳ کے بواب میں لکھا ہے۔ اور جو اس کا قائل ہو۔ کہ نبی
کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوڑے
بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ وہ دائرہ ایمان کے
خارج ہے۔

اب دیکھئے کہ جس عقیدہ پر دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا
ہے۔ وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ کیجئے۔ تقوینیۃ الایمان ص ۱۱
لکھا ہے۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے
اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

دوسری کتاب براہین قاطعہ جس کے مصنف بظاہر یہی مولوی خلیل احمد ہیں

جنہوں نے المہند میں مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے۔ وہ براہین ^{قائل} صحت میں لکھتے ہیں پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا۔ تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔ وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔ اب قارئین حضرات غور فرمائیں۔ کہ اس مکاری کی کیا انتہا ہے۔ جو عقیدہ بار بار اپنی کتابوں میں چھاپ چکے۔ المہند کتاب میں اس کا کیسا صریح انکار کر دیا۔ اور یہ مضمون تفصیل کے ساتھ کفریہ عبارت نمبر ۱ میں لکھا جا چکا ہے۔ المہند کتاب کے صفحہ ۱۶ میں سوال نمبر ۱۱ حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونیکے اور یہ حیات مخصوص ہے آن حضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کیساتھ۔ یہ حیات برزخی نہیں جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ یہاں تو اس بات کا صاف صاف اقرار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور کے اندر زندہ ہیں اور آپ کی زندگی دنیا سی ہے اور اب علمائے دیوبند کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے

تقوینۃ الایمان کے صفحہ ۶۸ پر مولوی اسمعیل دہلوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کر کے لکھتے ہیں۔ ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ تو کب سجدہ کے لائق ہوں۔ یہ ہے جناب حضرات علمائے دیوبند کا عقیدہ۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ دیوبندی علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ جانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر المہند میں اس عقیدہ کے خلاف لکھ دیا۔ جو خالص دھوکا ہے اس مضمون کو بڑی وضاحت کے ساتھ کفریہ عبارت نمبر ۲ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

المہند کتاب میں گیارہویں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و نبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں۔ جملہ انبیاء و رسل کے اور خاتم سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اور یہی دین ایمان۔

ناظرین کرام دیکھا آپ نے کیسے کھرے سُنی بن رہے ہیں۔ یہاں تو اہل سنت کے روپ میں تشریف لارہے ہیں فرماتے ہیں۔ کہ آپ ساری مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ مگر پردہ اٹھا کر دیکھئے تو عقیدہ اس کے برخلاف نظر آئے گا۔ تقویتہ الایمان کے صفحہ ۱۰ پر مولوی اسماعیل شہید بالاکوٹ لکھتے ہیں۔ یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے چارے بھی ذلیل ہے۔ معاذ اللہ یہ ہے عقیدہ جناب۔ علمائے دیوبند کا جس کے خلاف المہند میں تحریر کر رہے ہیں۔ جو نرا دھوکا ہے۔ ہاتھی کے دانت۔ کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اس مضمون کو بھی کفریہ عبارت نمبر ۳ میں دلائل کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

المہند ص ۲۱ میں لکھا ہے۔ اب رہا مشائخ کی رومانیت سے استفادہ

اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے
دیکھئے یہاں تو اولیاء اللہ کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ کہ ان کے سینوں
اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا صحیح ہے۔ لیکن اصل عقیدہ اس کے خلا
ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے اصل عقیدہ علمائے دیوبند کا کیا ہے۔

"تقوینۃ الایمان ص ۳۳ پر شہید بالاکوٹ مولوی اسماعیل لکھتے ہیں۔ کہ جس کا
نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور اسی کتاب کے ص ۳۳ پر اولیاء
اللہ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے۔ نہ اس کی
طاقت رکھتے ہیں۔"

ناظرین کرام یہ مضمون بھی کفر یہ عبارت نمبر ۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔ بڑی وضاحت
سے بیان کیا گیا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی متعلق کے

المہند کتاب ص ۲۲ سوال نمبر ۹ کے جواب میں لکھا ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے
میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا۔ کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر
متغلب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا
کہ بس وہی مسلمان ہیں۔ اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے
اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں
کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ متشاخ نہیں

نہیں ہے۔ نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں یہ تو جناب نجدی کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اب دیکھئے اصل حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۱۱ پر رشید احمد گنگوہی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے۔ ان میں فساد آگیا اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی کا ہے۔“ یہ ہے اصل عقیدہ علمائے دیوبند کا۔ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے المہند میں اس کے برخلاف اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اور اس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ دیوبندی علماء اصل میں وہابی ہیں۔ چنانچہ المہند اردو ص ۱۱۱ پر لکھا ہے۔ سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے اور اس کتاب پر تمام اکابر علمائے دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب کی کوشش بھی یہی رہی تھی۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان وہابی مذہب قبول کریں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو۔ سب کی تنخواہ کر دوں۔ پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔“

اضافات الیومیہ تھانوی حصہ ۳ ص ۱۱۱ سطر ۱۰۔ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۱۱۱

ناظرین کرام! ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔ جس سے مولوی اشرف علی

صاحب کا اقراری و ہابی ہونا ثابت ہے۔ دیوبندی حضرات کے بڑے
امام اشرف علی صاحب نے جیب لکھنؤ میں ملازمت کی۔ وہاں تقیہ کر کے
میلاد شریف کے قیام و سلام میں شریک ہوتے رہے۔ کیونکہ لکھنؤ میں
سب لوگ سنی تھے۔ وہاں دیوبندیت کا چلنا مشکل تھا۔ مگر حیب رشید احمد
صاحب کو معلوم ہوا۔ تو انہوں نے اشرف علی صاحب کو لکھا۔ کہ سنا ہے کہ
آپ لکھنؤ میں قیام و سلام و میلاد کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہو اور صلواتیں
پڑھتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ تو مولوی اشرف علی صاحب نے یہ جواب لکھا۔
" ارادہ کر لیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہوگی۔ اور اب یہاں کی
حالت عرض کر کے حکم کا انتظار ہے۔ الحمد للہ۔ کہ میں یہاں نہ کسی کا محکوم ہوں
نہ کسی سے مجبور۔ مگر پوری مخالفت کر کے قیام و شورا ہے۔ گو اب بھی یہاں
کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں
کو سمجھا گئے۔ کہ یہ شخص وہابی ہے۔ اس کے دھوکا میں مت آنا۔۔۔۔۔ دینی
مضرت یہ کہ اب تک جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی۔ سب
بے اثر و بے وقعت ہو جائیگی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے
اب تک پوشیدہ رہا۔ " تذکرۃ الرشید مصنفہ عاشق الہی میرٹھی دیوبندی حصہ اول ص ۱۳۵
اب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ کہ دیوبندی۔ وہابی اور
غیر مقلد وہابی مذہباً و اعتقاداً متحد ہیں۔ اور المہند کتاب تراخالص دھوکا
ہے اور فراڈ ہے۔

ختم نبوت کے متعلق المہند میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ چنانچہ سوال نمبر ۱۲ کے

جواب میں المہند کے ص ۲۵ پر لکھتے ہیں۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے سرور و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے۔ جو معنی حدیث متواترہ کو پونچ گئیں اور تیرا جماع امت سے۔ سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی خلاف کہے۔ کیونکہ جو اسکا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ منکر ہے نص قطعی کا۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیے یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ آیت اور احادیث متواترہ المعنی اور اجماع سے ثابت ہے اور نص قرآنی کو اس معنی میں صریح قطعی مانا۔ اور اپنے آپ کو خالص سنی ظاہر کیا۔ اور تحذیر الناس ص ۲ پر مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی لکھتے ہیں۔

”سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کی پوری بحث کفریہ عبارت نمبر ۹ میں اوپر لکھی جا چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔“

المہند کے صفحہ ۲۹ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق سوال نمبر ۱۲ کے جواب میں لکھتے ہیں۔

” ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں۔ کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات و صفات اور تشریحات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ و اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے۔ کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ۔ نہ نبی و رسول۔ اور بے شک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا۔ اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔“

ناظرین حضرات اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے۔ دیکھئے کیسے خالص مسلمانوں کے روپ میں اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی وسعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مخلوق الہی سے اعلم ہونا بیان کر رہے ہیں۔ مگر عقیدہ دیکھئے تو نہایت گندہ اور ناپاک چنانچہ تقوینۃ الایمان ص ۳ پر لکھا ہے۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں۔ سوا سکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ یہ ہے جناب عقیدہ علمائے دیوبند کا۔ المہند میں اس کے برخلاف لکھ دیا۔ جو صاف صاف دھوکا ہے۔

المہند کے صفحہ ۳ پر سوال نمبر ۱۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان لعین کے علم کی نسبت کے جواب میں لکھا ہے۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ جو شخص یہ

کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے۔ وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات
اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا
علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ یہاں تو صاف طور پر یہ اعلان کیا جا رہا
ہے کہ وہ شخص کافر ہے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان ملعون
کا علم زیادہ بتائے۔ اب دیکھئے یہ عقیدہ کس کا ہے۔ براہین قاطعہ ص ۵ پر لکھا۔
"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط
زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس ناسدہ سے
ثبات کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو
یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ
جس سے تمام نصوص کو رو کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یہ کتنا بڑا فریب
ہے کہ خود ہی شیطان لعین کے لئے وسعت علم کو ثابت کیا۔ اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے حق میں اس کے ثبوت کا انکار کیا۔ یہاں جس چیز کو کفر بتایا۔ اس
کے قائل خود جناب ہی ہیں۔ اب قارئین کرام غور فرمائیں عقیدہ تو علمائے
دیوبند کا ہی ہے۔ جو براہین قاطعہ میں لکھ چکے۔ اور سب سے حیرانی کی بات
یہ ہے کہ المہند کتاب اور براہین قاطعہ دونوں کتابوں کے مصنف ہی مولوی
خلیل احمد صاحب سہارن پوری ہیں۔ اس مضمون کو کفر یہ عبارت نمبر ۷ میں ملاحظہ
فرمائیں۔ حق و باطل ظاہر ہو جائے گا۔
اردو المہند کے صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو
زیر و بکر و بہائم مجاہدین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

اب دیکھئے علمائے حرین شریفین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ اب غور کریں۔ ایسا کہنے والا اور لکھنے والا کون شخص ہے۔ علمائے دیوبند کس پر یہ فتویٰ کفر لگا چکے ہیں۔ یہ فعل کس شخص کا ہے ملاحظہ کیجئے حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی حضرات کے حکیم الامت ص ۳۷ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زبیدی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

ناظرین حضرات دیکھئے وہ کفری قول جس کے قائل کو المہند میں کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔

اس کے علاوہ دوسری فریب کاری یہ کہ المہند میں مولوی اشرف علی کی عبارت پیش کی تو اس میں قطع و برید کر لی۔ کہ حفظ الایمان میں تو علم غیب کا حکم کیا جانا لکھا۔ اور المہند میں علم غیب کا اطلاق لکھ دیا گیا۔ کہاں حکم کرنا کہاں محض اطلاق۔ اپنی عبارت میں تحریف کر ڈالی۔ اگر ان کے نزدیک حفظ الایمان والی عبارت صریح کفر نہ تھی۔ تو المہند میں اس کو کیوں بدلا؟ دوسرے لفظوں میں تحریر کیا۔ اصل لفظوں کو کیوں بچایا۔ قول کچھ تھا۔ اور علمائے حرین شریفین کو کچھ دکھایا۔ یہ مضمون نہایت مفصل دلائل کے ساتھ کفریہ عبارت نمبر ۸ میں بیان ہو چکا۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس میلاد شریف کی نسبت اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔

المہند ص ۳۷ پر لکھا ہے عاتنا ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا آپ کے جوتوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پشیاں کا تذکرہ بھی قبیح و بدعتِ سیدہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے۔ ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپ کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ یہاں تو مولود شریف کو اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھا۔ اور اس کو بدعتِ سیدہ کہنے سے حاشا کہہ کر انکار کیا گیا۔ یہ بڑا فریب ہے۔ کیونکہ اس میں وہ اس کے منکر ہیں۔ تمام دیوبندی اکابر علماء کے قطب العالم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۸۵ پر لکھتے ہیں۔

سوال :- مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالغزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک جائز ہے کہ نہیں۔ اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کیا کرتے تھے یا نہیں۔

الجواب :- عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو۔ مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہذا اس زمانہ میں درست نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ اول مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۸۵۔

ناظرین کرام۔ اب ایک حوالہ براہین قاطعہ سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے۔

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت

کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادۃ اہل بیت ہر سال نباتے ہیں
معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا۔ اور خود حرکت قبیحہ قابل لوم و صرم
و فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس سے بڑھ کر ہوئے۔

سب سے حیرت کی بات یہ ہے کہ یہی مولوی خلیل احمد صاحب المہند میں
مولود شریف کو نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھ رہے ہیں اور پیلے اس
سے براہین قاطعہ میں۔ مولود شریف کو کنہیا کی ولادت کی مثل لکھ چکے ہیں جسے
اوپر لکھا جا چکا ہے۔ اور یہ دونوں کتابوں کے مصنف مولوی خلیل احمد صاحب دیوبند
ہی ہیں۔ اور یہی مولوی خلیل احمد صاحب براہین قاطعہ کے ص ۱۶۴ پر لکھتے ہیں۔

الحاصل قیام دست بستہ بخشوع غیر (خدا) کے واسطے شرک ہوا۔ حالانکہ غلام
دیوبندی علماء کے پیرو مرشد حاجی اماد اللہ صاحب مہاجر کی ہر سال مجلس مولود شریف
میں شامل ہوتے تھے۔ اور قیام بھی کرتے تھے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ برکات کا ذریعہ
سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ فیصلہ ہفت
مسئلہ مصنفہ حاجی اماد اللہ صاحب مہاجر کی ص ۱۶۴

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ ان اکابر علمائے دیوبند نے اپنے پیرو مرشد کو بھی
معاف نہیں کیا ان کو بھی شرک و بدعت کے فتوے کی لپیٹ میں لے لیا۔ جب
اپنے پیرو صاحب پر بھی فتویٰ شرک لگانے سے باز نہیں رہ سکتے تو ایسی حالت
میں علمائے اہل سنت کو کیا افسوس ہو سکتا ہے۔

ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ فلاں جگہ مولود شریف ہے تم چلتے ہو۔ مولانا نے صاف انکار کر دیا کہ نہیں حضرت میں تو نہیں جاسکتا۔ میں تو ہندوستان میں اسکو منع کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ جزاک اللہ۔ میں اتنا تمہارے جانے سے خوش نہ

ہوتا۔ جتنا نہ جانے سے خوش ہوا۔ - اردو احوال ثلاثہ ص ۳۱۹

دیکھا جناب عقیدہ تو حضرات علمائے دیوبند کا یہ ہے مگر المہندی میں اس کے خلاف لکھ دیا۔ ثابت ہوا۔ کہ المہندی کتاب تمام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے لکھی گئی ہے۔ عقیدہ کچھ ہے۔ لیکن علمائے صریح شریفین کے سامنے کچھ اور ظاہر کیا۔ یہ فالص دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟

اب ملاحظہ فرمائیں۔

المہندرتصدیقات کا حال

سب سے پہلے اس رسالہ میں دیوبندی علماء کی تقاریر درج ہیں اور اس پر عجیب یہ ہے کہ کسی تقریر میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی کہ سب سے پہلے علماء مصر میں شریفین کی تصدیق ہوتی نہ کہ دیوبندی اپنے بھائیوں کی یہ بھی ایک چال ہے اور دھوکا ہے پھر علمائے مصر و دمشق و شام کے دستخط ثابت ہیں۔ لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ یہ رسالہ ان کے پاس کس طرح پہنچا آیا مولوی حیل احمد خود لے کر گئے۔ یا کسی نوکر کے ہاتھ بھیجا۔ یا ڈاک میں روانہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی پتہ نہیں اور نہ ان کے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے۔ اور نہ انہوں نے کچھ لکھا ہے۔ کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی۔ دیکھو المہند اردو ص ۷۷ تا ص ۷۹ یہ سب فرضی کارروائی ہے اور دھوکا ہے۔ اب سنیئے جامع الازہر مصر کے ایک عالم کی تقریر کیا فرطنے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

" میں اس با عظمت رسالہ پر مطلع ہوا۔ پس میں نے اس کو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا۔ اور یہی عقائد ہیں۔ اہلسنت والجماعت کے۔ البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرمیوائے محوس یا رد افض سے مشابہت دے کر تشبیح مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ بہت آئمہ نے قیام مذکور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت فر

عظمت کی شان کے ارادے سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے کہ جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں۔ لکھا اسکو محمد براہیم قاسمی نے ازہر میں (مہر) لکھا اسکو سلیمان عبد نے ازہر میں (مہر) المہند اردو ص ۷۷-۷۸۔
ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے جامع ازہر کے علماء نے مولوی خلیل احمد کی کتاب براہین قاطعہ کا کیسا زبردست رد کیا ہے۔ ایک ہی عبارت میں براہین قاطعہ کی دھجیاں ہوا میں اڑا دیں۔ کیونکہ یہ ساری کتاب ہی ذکر ولادت پاک اور قیام کے خلاف پر لکھی گئی بلکہ اس میں میلاد شریف اور قیام کو حرام لکھا گیا ہے +

علمائے مدینہ کی تحریر کا خلاصہ

علمائے مدینہ کے نام سے المہند میں ایک چالاکی سے کام لیا گیا۔ وہ یہ کہ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے اول و اوسط و آخر کی تھوڑی تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر جن تیس حضرات کے دستخط تھے سب نقل کر دیئے۔ وہ دستخط المہند پر نہ تھے برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے۔ مگر عوام کو دھوکا دینے کے لئے کہ مدینہ شریف کے اس قدر علماء اس سے متفق ہیں۔ برزنجی صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل نہ کیا۔ اپنے مطلب کی چند عبارتیں نقل کر دیں۔ یہ کہاں کی دیانت ہے۔ یہ دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس پر بھی علمائے دیوبند کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ بلکہ مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد صاحبان کی تحریروں کا زبردست رد کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فنوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا برسر غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ باذن خداوندی کون (جہان) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا تشریف لانا قبر مبارک میں زندہ ہونا تمام جہان میں۔ باذن تعالیٰ اپنے حسب مرضی و خواہش تصرف فرمانا ثابت کیا گیا ہے۔ دیوبندی اکابر علماء نے اس کو سند کے طور پر اپنی کتاب المہند میں نقل کیا ہے۔ لیکن عقیدہ تمام علمائے دیوبند کا وہی ہے جو تقویۃ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ اور فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں لکھا جا چکا ہے یہ تو صرف علمائے صریح شریفین کو دھوکا دینے کے لئے فرضی کتاب لکھی گئی ہے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان ص ۱ پر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ اپنی طرف سے ایک چوٹی میں بھی تصرف نہیں کرتے عقیدہ نواصل میں یہ ہے جو مولوی اسماعیل لکھ چکے ہیں۔

مدینہ منورہ کے عالم حضرت مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے رسالہ کا (امکان کذب کے متعلق) ملاحظہ فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں پس شیخ خلیل ان حضرات علماء کے دائرے سے باہر نہیں۔ لیکن باوجود اس کے میں ان اور تمام علماء دیوبند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء کو مناسب ہے کہ باریک مسائل اور ان کے دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں۔ جن کو عوام تو کیا گے بڑے علماء میں بجز ایک دو انحصار الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی

سمجھ سکتے اس لئے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف
کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے۔ اور واقعی اس سے لازم آیا۔
اس کلام لفظی میں جو اللہ کی جانب منسوب ہے۔ کذب کا امکان بالذات نہ
بالوقوع اور اس کو پھیلائیں گے تمام لوگوں میں۔ عوام کے ذہن فوراً اسی
طرف آئیں گے۔ کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں کذب کے جواز کے قائل ہیں۔
پس اس وقت ان عوام کی حالت ان دو امر میں متروک ہوگی۔ یا تو جس طرح
ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے مان لیں گے پس کفر والحاد میں گر
پڑیں گے۔ اور یا یہ کہ اس کو قبول نہ کریں گے۔ اور پوری طرح انکار کریں گے
اور اس کے قائل پر طعن و تشنیع کریں گے اور ان کو کفر والحاد کی طرف نسبت
کریں گے اور یہ دونوں باتیں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب
ہے کہ ان مسائل میں غور و خوض نہ کریں۔

المہندارد و ص ۶۸-۶۹

اب دیکھئے حضرت سید احمد برزنجی نے مسئلہ کذب باری تعالیٰ میں کس قدر
سنجھتی سے خوض کرنے سے منع فرمایا ہے اور حضرت نے اپنی سنجھتا را ضلکی
ظاہر فرمائی ہے اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا ہے اس میں مولوی خلیل احمد
صاحب اور رشید احمد صاحب کی تحریروں کا زبردست رد فرمایا۔ جو فتاویٰ
رشیدیہ اور براہین قاطعہ میں لکھی گئی ہیں۔ اب کیا فائدہ پہنچا علمائے دیوبند
کو اس تقریب سے؟ اس میں تو تمام علمائے دیوبند کا زبردست رد کیا گیا ہے
جو امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

مکہ معظمہ کے علماء کی تصدیقات کا حال

اس رسالہ المہند پر مکہ معظمہ کے کسی حنفی عالم کی تصدیق ثبت نہیں۔
المہند اردو کے صفحہ ۶۴ پر لکھا ہے۔ جناب مفتی مالک پیر اور ان کے بھائی صاحب
نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی۔ مخالفین کی وجہ سے اپنی تفریط کو
بجیلہ تقویت کمال لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کر لی
تھی۔ سو یہ ناظرین ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں یہ دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ جب ان لوگوں
نے تصدیق کے بعد اپنی تحریریں تم سے واپس لے لیں اور تمہارے فریب پر
مطلع ہو کر تم کو واپس نہ کیں۔ تو پھر ایسی صورت میں ان کے چھاپنے کا
تم کو کیا اختیار رہ جاتا ہے؟ پھر اپنے رسالہ المہند میں چھاپ کر مخلوق
خدا کو دھوکا کیوں دیا۔ اور سنیے اس رسالہ المہند پر حضرت مولانا پایہ صریح
شریفین مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر کی کے دستخط بھی نہیں ہیں۔ اور
نہ حضرت شیخ المشائخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبدالحق مہاجر اور نہ حضرت شاہ
ابد اللہ مہاجر کی جو تمام (دیوبندیوں کے پیرو مرشد ہیں) کے دستخط ہیں۔
یہ تینوں حضرات اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے جن کے دستخط ہونے نہایت
ضروری تھے۔ کہ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی ہے اس کی
وجہ یہ ہوئی کہ وہ حضرات ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور عقائد سے پورے
پورے واقف تھے اس لئے ان سے دستخط نہیں کروائے گئے۔ یا انہوں

نے دستخط خود نہیں کئے پس ثابت ہوا کہ یہ رسالہ المہند محض فرضی اور جعلی اور ردی ہے اور تباہ دھوکا ہے +
اور سنیئے اور غور فرمائیے اس رسالہ المہند پر جن دیوبندی علماء کے دستخط ہیں۔ ان میں دیوبندی علماء کے قطب عالم جناب رشید احمد صاحب کے دستخط بھی نہیں ہیں۔ چونکہ اس رسالہ المہند میں تمام عقائد اہلسنت و جماعت کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ جو مولوی رشید احمد کے عقائد کے خلاف ہیں اس لئے انہوں نے اس رسالہ کی تصدیق نہیں کی اور اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہو گا۔ اور وہ ایسے رسالہ کی تصدیق کیسے کرتے جب کہ انہوں نے اپنے پیرو مرشد کے رسالہ ہفت مسئلہ کو غیض و غضب میں آکر جلانے کا حکم دیدیا تھا۔
نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانحہ مولوی رشید احمد کا

اس فیصلہ ہفت مسئلہ رسالہ مصنفہ مرشد خود کو دیکھ کر مارے غصہ کے چراغ پا ہو جانا اور اس رسالہ مبارکہ کو آگ میں ڈال کر خاک سیاہ کر ڈالنا + نہایت مستبر ذرائع سے معلوم ہوا۔ کہ جس وقت فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ طبع ہو کر اطراف ہند میں شائع ہوا۔ اور اتفاق سے کچھ نسخے گنگوہ شریف پہنچے تو اس خیر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پا ہو گئے اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا۔ کہ جس قدر نسخے گنگوہ آئے ہوں سب ہمارے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل عمل میں لائی گئی۔ اور حقیقتاً نسخے ہم پہنچ

سکے ان کی قدر و منزلت یہ کی گئی کہ آگ میں جھونک کر سیاہ کر دیئے گئے
انا للہ وان الیہ راجعون - بلفظ کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی کانپور
اڈیشن نمبر ۲ - صفحہ ۴۲ سطر ۱۰ - بحوالہ انوار آفتاب صداقت ص ۴۵
حضرت قاضی فضل احمد صاحب مصنف انوار آفتاب صداقت تبصرہ
فرماتے ہوئے لکھتے ہیں -

اللہ! اللہ!! یہ غیظ و غضبی اور گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے
مرشد ارشد کی اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی دور اندیشی کہ یہ چند دس بیس
نسخے اگر آگ میں جلا دیئے تو گیا ہوا - وہ تو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر
شائع ہو چکا تھا - بلکہ اس کے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا - مگر معلوم ہوا
کہ مولوی صاحب کے رنج اور غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی - نہ ضبط ہو سکا - اور
مرشد کی کتاب کی یہ عزت کی آگ میں جلا ڈالا - قیامت کی ضرور حضرت مرشد
کے روبرو رسوائی نہ ہوگی - بلکہ رو سیاہی ہوگی - اور یہی مولوی رشید احمد صاحب
تذکرۃ الرشید میں فرماتے ہیں - پیر عین لغزش کے موقع سے بچالے
اور مرید اپنے مرشد کا اتنا مطیع ہو کہ آتشال سے سرمو تجاوز نہ کرے عام
اس سے کہ آبرو دنیوی جائے یا رہے - تذکرۃ الرشید جلد نمبر ۲ - ص ۲۶۹
حالاتکہ خود جناب نے مرشد صاحب کی کتابیں جلا کر خاک کر دیں اور
جب مرشد صاحب نے مکہ معظمہ میں فرمایا - کہ ایک جگہ مولود شریف ہے -
تم چلتے ہو تو صاف انکار کر دیا - کہ نہیں حضرت ہیں تو نہیں جاسکتا - میں تو
ہندوستان میں اس کو منع کرتا ہوں - ارواح ثلاثہ ص ۳۱۹

ناظرین کرام۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ خود مولوی رشید احمد صاحب
اپنے مرشد صاحب کے کتنے مطیع اور فرمانبردار تھے؟ بس اسی وجہ سے
آپ نے رسالہ المہند کی تصدیق نہیں کی اور نہ دستخط کئے۔ کیونکہ المہند
اور فیصلہ مفت مسئلہ میں تمام عقائد آپ کے خلاف تھے + یہ تو صرف
مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے المہند کا نام عقائد علمائے دیوبند رکھا
گیا ہے جو خالص دھوکا ہے۔

کیا عمل میں اُمتی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بڑھ بھی سکتے ہیں؟

ناظرین کرام۔ اس مسئلہ کا جواب میں نے کسی عبارت میں لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ لیکن جب میں نے عبارات اکابر میں گنگھڑوی صاحب کا یہ مضمون دیکھا جس میں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نماز۔ روزہ۔ حج وغیرہ کے مقابلے میں موجودہ دور کے دیوبندی لوگوں کا عمل نماز۔ روزہ۔ حج وغیرہ کو بڑھا کر لکھا ہے۔ لہذا مجھ پر لازم ہوا۔ کہ میں اس کا جواب لکھوں۔ سب سے پہلے مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے اصل عبارت نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔
تحذیر الناس ص ۵

جواب۔ تمام اہل سنت و جماعت حضرات کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امت سے جس طرح علم میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اسی طرح عمل میں بھی پوری امتیازی شان رکھتے ہیں کوئی امتی خواہ کسی درجہ کا ہو۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم و عمل میں ہرگز مساوی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ بڑھ جائے۔ ناظرین حضرات غور فرمائیے۔ نانوتوی صاحب اپنے اس دعوے میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ نہ کوئی حوالہ کسی کتاب سے نقل کیا۔ اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے۔ اب سنیے گنگھڑوی صاحب نانوتوی صاحب کی اس

عبارت کو ثابت کرنے کے لئے کیسی دلیل پیش کرتے ہیں۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً تیرہ سال ہی فرضی نمازیں پڑھیں اور پڑھائیں حالانکہ اس دور انحطاط میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو پچاس^{۵۰} پچاس ساٹھ ساٹھ سال سے باقاعدگی سے نمازیں پڑھ رہے ہیں تو اس لحاظ سے بظاہر یہ امتی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے بڑھ گئے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ۔ آگے لکھتے ہیں ”لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ایک نماز کے مقابلہ میں ساری امت کی ساری نمازیں اپنی باطنی اور عملی کیفیت کے لحاظ سے تقابل اور توازن میں پیش ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جو قلبی مشاہدہ اور اخلاص آپ کو حاصل تھا جس سے حقیقت میں اعمال کا وزن بڑھا ہے وہ اور کس کو حاصل ہو سکتا ہے اور اس مقام میں بجز اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ عجم چہ نسبت خاک ابا عالم پاک عبادت اکابر ص ۱۳۲۔ آگے لکھتے ہیں۔ اے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے تقریباً دس سال جمعہ کی نماز پڑھی اور اس وقت بھی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان ایسے ضرور موجود ہیں جنہوں نے اگر نمازیں نہ پڑھی ہوں اور جمعہ تو انشاء اللہ تعالیٰ (انشاء اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ - محمد اسمعیل) ضرور بالا التزام پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سال سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں اب بظاہر دس سال کی نماز جمعہ سے یقیناً زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ مگر اپنے باطنی اثر اور وزن کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ایک ہی نماز جمعہ تمام امت کی جمعہ کی سب نمازوں پر بھاری ہے۔

۳۔ آگے لکھتے ہیں کہ رمضان شریف کے روزے سترہ میں فرض ہوئے اور اسی سال عیدین کی نماز کا حکم ہوا۔ اس اندازہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے صرف نو سال رمضان المبارک کے روزے رکھے اور نو ہی سال عیدین کی نماز پڑھی۔ مگر اس وقت بھی بے شمار مسلمان ایسے موجود ہیں جو چالیس چالیس پچاس پچاس سال سے باقاعدہ روزے رکھتے اور عیدین کی نماز پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ان کے ان روزوں اور عیدین کی سالہا سال نمازوں کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے روزوں اور صلوات عیدین سے کیا تقابل؟ بظاہر تو امتی عمل میں بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر آپ کے ساتھ توازن کیا معنی؟

۴۔ فرضیت حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے صرف ایک حج ہی کیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اسکی تصریح موجود ہے۔ لیکن اس وقت بھی اسلامی ممالک میں ایسے بیشتر مسلمان موجود ہیں جنہوں نے تیس تیس اور چالیس چالیس سے زیادہ حج کئے ہیں اب کیا ان کے ایک سے زائد حجوں کا محض اس لئے انکار کر دیا جائے کہ اس سے وہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے بڑھ رہے ہیں؟۔ کون احمق اس کا انکار کر سکتا ہے بظاہر دیگر اعمال کی طرح اس عمل میں بھی امتی بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں لیکن اپنے باطنی اخلاص میں ان کے اس نیک اور صالح عمل کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے مقبول اور زریں عمل سے کیا نسبت ہے

عبارت اکابر ص ۱۳۳ حصہ اول
۱۳۴

قارئین کرام دیکھا آپ نے یہ ہیں شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب
مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کیسی دورنگی چال چلتے ہیں۔ خود آپ ہی
عبارات اکابر کے ص ۱۳۱ پر لکھتے ہیں۔ القصد کمال عملی کمال محمدی ایسا لاثانی
ہے کہ بجز اہل تعصب اور سوائے جاہلان کم فہم اور کوئی اسکا منکر نہیں ہو
سکتا۔ جب کمال علمی اور کمال عملی دونوں میں آپ جیتا نکلے۔ تو پھر آپ خاتم نہ
ہوں گے تو اور کون ہوگا۔

گگھڑوی صاحب جب آپ اس بات کو تسلیم کر چکے اور اپنے قلم سے لکھ
چکے کہ کمال علمی اور کمال عملی دونوں میں آپ جیتا ہیں۔ تو پھر آپ کو کیا حق پہنچتا
ہے۔ کہ آپ موجودہ دور کے دیوبندی امتی کے عمل کا مقابلہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کریں۔ حالانکہ
اسی زمانہ کے لوگوں کی علمی زندگی کا حال آپ نے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرما
دیا تھا۔ کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ نکل آئیں گے جو دین کا لبادہ پہن کر دنیا والوں
کو فریب دیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی اور دل ان کے
بھیڑیوں کے سے ہوں گے۔ اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو بظاہر باہمی بھائی ہوں گے
لیکن باطنی طور پر ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ اب گگھڑوی صاحب
ایسے ہی لوگوں کے نماز روزہ حج وغیرہ کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے نماز روزہ حج وغیرہ سے بڑھا کر اپنے شیخ الحدیث ہونیکا ثبوت پیش کر
رہے ہیں

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

سب سے حیرت کی بات یہ ہے خود ہی گگھڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ نماز روزہ حج وغیرہ ان سب اعمال میں امتی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئے۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ اس وقت ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان ایسے موجود ہیں جنہوں نے اگر اور نمازیں نہ پڑھی ہوں جمعہ تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بالالتزام پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سال سے پڑھتے چلے آئے ہیں۔ اب بظاہر دس سال کی نماز جمعہ سے پچاس ساٹھ سال کی نماز جمعہ یقیناً زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ قارئین کرام دیکھا آپ نے جن لاکھوں لوگوں نے ساری ساری عمر کوئی فرضی نماز نہ پڑھی ہو۔ صرف اور صرف جمعہ کی نماز ہی ادا کرتے رہے ہوں۔ ان کو بھی مسلمانوں میں شمار کر کے صرف ان کی ایک ہی نماز جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جمعہ سے بڑھا کر دکھا دیا معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے قسدا نماز چھوڑ دی جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے نماز چھوڑ دی۔ اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے اور فرمایا بے نماز قیامت کے دن قارون و فرعون و ہامان و امی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ لیکن گگھڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ لاکھوں آدمی خواہ ساری عمر فرضی نمازیں نہ پڑھیں۔ مگر صرف جمعہ کی نماز ہی پڑھ لیں۔ پھر بھی وہ مسلمان ہی کہتے ہیں اور ان کا عمل صرف جمعہ کی نماز ہی پڑھ لیتا یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جمعہ سے زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ استغفر اللہ۔ معاذ اللہ۔

گگھڑوی صاحب کا دوسرا قول | لکھتے ہیں۔ مگر اپنے باطنی اثر

اور وزن کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی ایک ہی نماز جمعہ
تمام امت کی جمعہ کی سب نمازوں پر بھاری ہے اور لکھا کہ مگر آپ کے ساتھ
توازن کا کیا معنی؟ اور لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے
مقبول اور زیر عمل سے کیا نسبت؟ اور لکھا کہ چہ نسبت خاک را با عالم پا
وغیرہ وغیرہ۔

اس دورنگی پال سے کیا فائدہ؟ جب آپ پہلے قول میں یہ مجنونا نہ بڑ
مار چکے کہ امتی ہر عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئے تو اب دوسرا
قول آپ نے کیوں لکھا؟ صرف ایک ہی قول آپ کا صحیح ہو سکتا ہے۔ دونوں
قول کیسے صحیح ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کا پہلا قول صحیح ہے تو دوسرا غلط ہے۔ اگر
دوسرا صحیح ہے تو یقیناً پہلا غلط ہے۔ اور میں تو دوسرا قول آپ کا صحیح سمجھتا ہوں
اور پہلے قول کو غلط تصور کرتا ہوں۔ کیونکہ پہلا قول آپ کا جھوٹ ہے اور دوسرا
قول آپ کا سچ ہے اور حق ہے اور پہلا قول باطل ہے اس لئے کہ آپ نہیں
جانتے کہ جن لاکھوں لوگوں کی عبادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے
بڑھا کر لکھ رہے ہو۔ ان کی عبادت قبول بھی ہے یا نہیں؟ دیکھئے بیڈ ماسٹر کا
حال۔ چھ لاکھ سال کی عبادت کدھر گئی؟ ابلیس لعین تو بڑا توحید پرست تھا۔ مگر
بے ادب ہونے کی وجہ سے لاکھوں سال کی عبادت سے ہاتھ دھو بیٹھا اور
عابد معصوم بن باعور کی تین سو سال کی عبادت کدھر گئی؟ گگھڑوی صاحب اور
سنیے ایک عابد کی ہزار سال کی عبادت برباد ہو گئی۔ گنگوہی صاحب آپ کے
اکابر کی کتاب تذکرۃ الرشید سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے آپ کے

اکابر کیا فرماتے ہیں۔

پچھلے زمانہ میں ایک شخص عابد زاہد تھا۔ اس نے اپنی ساری عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری اور عبادت بھی اخلاص سے کرتا تھا۔ ہماری تو عبادتیں ہی کیا ہیں۔ کہ ریابھرا پڑا ہے اس شخص کی عمر ہزار سال کی تھی۔ اتنا کثیر زمانہ ہم تن اللہ کی یاد میں صرف ہوا۔ آخر وقت میں مرنے سے قبل اس کے دل میں یہ خطرہ آیا۔ کہ میں نے حق تعالیٰ کی عبادت بہت کی ہے۔ ساری عمر اسکی یاد میں مشغول رہا ہوں۔ مجھے خدا کے یہاں بڑا تہ ملے گا۔ جب وہ شخص مر گیا۔ اور حق تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوا۔ تو ملائکہ کو حکم دیا گیا۔ کہ اسے جہنم میں جھونک دو۔ فرشتے حکم کے بندے اسے کشاں کشاں لے چلے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ بارالہا۔ میں نے نیری عبادت ہزار برس کی ہے۔ میں تو حنیت کا مستحق تھا۔ اس وقت حکم ہوا۔ کہ اچھا سا حل جہنم پر رکھو۔ خینا پنچ وہ دوزخ کے کنارے کھڑا کر دیا گیا۔ اس وقت اسکو بڑی شدت کی پیاس لگی۔ بے تاب ہو کر اس نے عرض کیا۔ کہ اے میرے پروردگار معبود مجھے پانی پلا دینے کی اجازت دیجئے کہ میں پیاس کسے مارے مرا جاتا ہوں۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ اس شخص سے کہو کہ یہاں پانی مفت کا نہیں ہے۔ ہزار سالہ عبادت کے معاوضہ میں ایک کسٹورا پانی خریدنا چاہئے تو خرید لے۔ ورنہ خاموش رہے۔ یہ سن کر اس پیاسے عابد نے بڑی خوشی سے عرض کیا۔ کہ مجھے منظور ہے۔ پانی تو مل جائے۔ کہ جان بچ جائے اگر کسی ہزار سال کی عبادت بھی قیمت قرار دی جاتی۔ تو میں غنیمت سمجھتا اور منظور کرتا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس شخص سے

یو چھو۔ دنیا میں ہزار سال تک ہزار ہا کھڑے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے پی چکا ہے۔ پہلے اسکی قیمت کا حساب کر دے اس کے بعد اس ایک کھڑے کے بدلے ہزار سال کی عبادت لے لی جائے گی۔ تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۲۵
۱۲۶
کیوں جناب سرفراز صاحب اس عابد کی ہزار سال کی عبادت کدھر گئی؟ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال سنئے۔ آپ ساری ساری رات نفلوں میں گزار دیتے اور پائے مبارک ورم کر جاتے۔ دیکھئے آپ کے حکیم اللامت لکھتے ہیں کہ آپ اسقدر نفل نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے اس پر حق تعالیٰ و تقدس نے برائے ترحم فرمایا طہ الخ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا۔ کہ آپ مشقت میں پڑیں۔ اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ میں ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا۔

اور بخاری شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اسقدر قیام فرماتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں یا آپ کی دونوں پینڈلیاں ورم کر جاتی تھیں۔ اگر آپ سے کہا جاتا کہ آپ اسقدر عبادت نہ کیجئے تو آپ فرماتے کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ آپ کی عبادت دائمی ہوتی تھی اور تم میں سے کون شخص اس چیز کو برداشت کر سکتا ہے۔ جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور
نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو رزق فرماتا ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ النور میں باجماعت نماز ادا
فرماتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں اسکی تصریح موجود ہے۔ لیکن میں یہاں دیوبند
اکابر علماء کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی اشرف علی صاحب
لکھتے ہیں۔

بیہوشی وغیرہ نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے
ہیں۔ - نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۲۵۸

۲۔ اور تو اب محمد صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب الشمامتہ العنبریہ ص ۵۲
میں لکھتے ہیں اور آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اس کے
اذان اور اقامت کے ساتھ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ثابت ہوا۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہ عمل مبارک اپنی اپنی قبروں میں
نماز پڑھنا وصال کے بعد تا قیامت جاری رہتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
پچودہ سو سال سے اپنے روضہ النور میں نماز باجماعت ادا فرما رہے ہیں اور تا قیامت
اسی طرح نماز ادا فرماتے رہیں گے۔ پھر حضرت کی بات ہے کہ نانوتوی صاحب
اور سرفراز صاحب اس قتنہ و فساد کے دور کے پچاس ساٹھ سالہ امتی کے نماز روزہ
حج وغیرہ اعمال کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مبارک سے بڑھا رہے

ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ امتی کا عمل مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔
اور نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا عمل ہمیشہ
ہمیشہ تا قیامت جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیوبندی علماء کو سمجھ
عطا فرمائے۔ امتی کے عمل کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عمل
سے کیا نسبت؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔



دارالعلوم دیوبند میں صد سالہ جشن

۲۱-۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو دارالعلوم دیوبند کا بظاہر ایک علمی و مذہبی قسم کا صد سالہ جشن منایا گیا۔ اس موقع پر اندرا گاندھی کی کانگریس حکومت نے جشن دیوبند کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن تعاون کیا اور خود اندرا گاندھی نے جشن دیوبند کی تقریبات کا افتتاح کیا۔ اور دیوبند کے اسٹیج پرنالیوں کی گونج میں اپنے خطاب سے جشن دیوبند کو مستقیض فرمایا۔ بانی دیوبند کے نواسے اور مدرسہ دیوبند کے بزرگ مہتمم قاری محمد طیب صاحب نے اندرا دیوی کو عزت تآب وزیر اعظم ہندوستان کہہ کر خیر مقدم کیا۔ اندرا دیوی نے اپنے خطاب میں بالخصوص کہا کہ ہماری آزادی اور قومی تحریکات سے دارالعلوم دیوبند کی وابستگی الٹے ہی ہے۔ رضائے مصطفیٰ اپریل ۱۹۸۰ء ص ۱۷

اندرا گاندھی کے بیٹے گاندھی نے ہزار افراد کو تین روز

تک پلاسٹک کے بند لفافوں میں کھانا مہیا کیا

چھپاس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا جو پلاسٹک کے لفافوں میں بند ہوتا تھا۔ بھارتی مسلمانوں اور بھارتی حکومت کے علاوہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں ہندوؤں اور سکھوں نے بھی دارالعلوم کے ساتھ تعاون کیا۔ ۹ اپریل ۱۹۸۰ء کو قارئین کرام غور فرمائیں۔ نواسے وقت ۲۹ مارچ ۱۹۸۰ء اپنے ادارے

میں لکھتا ہے۔

” دیوبند کے صد سالہ جشن کا افتتاح نہ صرف بھارت کے ایک حکمران سے کرایا گیا بلکہ ایک ایسی عورت سے کرایا گیا۔ جس کو دیوبند کے علمی اور دینی مشاغل سے دور کا بھی تعلق نہیں اور جو عورت ہونے کی حیثیت سے بھی اس اعزاز کی مستحق نہیں تھی۔“ کراچی ۲۲ مارچ۔ مولوی اعلیٰ الحق تھانوی نے کہا ہے۔

” کہ دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس جو مذہبی پیشوا اور علماء و مشائخ کا خاص مذہبی اور عالمی اجتماع ہے۔ اس کا افتتاح ایک خاتون کے ہاتھ سے کرانا نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے بلکہ ان برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے منافی بھی ہے۔ جو اپنے اپنے حلقے اور علاقوں میں اسلام کی اتھارٹی اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں۔ درمیانے مصطفیٰ

اخراجات جشن

تقریبات جشن کے انتظامات وغیرہ پر ۷۵ لاکھ سے زائد رقم خرچ کی گئی پنڈال پر چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی۔ بجلی کے انتظام پر ۳ لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ خرچ ہوا۔ کیمپوں پر ساڑھے چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی۔ روزنامہ روز لاہور کے ۹ جنگ بندی کے ۲ بحوالہ منائے مصطفیٰ امی ۲۰۸۰۲۲ جشن دیوبند کی تقریبات پر بھارتی حکومت نے

ڈیڑھ کروڑ روپے
ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کئے۔ ساڑھے لاکھ دارالعلوم

نے اس مقصد کیلئے اکٹھے کئے۔ روزنامہ امر روز لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۸۰ء
خیر یہ معاملہ تو علماء دیوبند کا داخلی معاملہ ہے۔ ہمیں اس سے کیا غرض۔ جتنا
چاہیں فضول خرچ کریں۔ ہم تو صرف یہ سوال علمائے دیوبند سے پوچھنے کا حق
رکھتے ہیں کہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمائے دیوبند کے نزدیک منانا
بدعت و حرام ہے + تو پھر صد سالہ جشن دیوبند منانا کیونکر جائز ہے؟ اور ایک
غیر محرم مشرک عورت کو دیکھنا اور اس سے ایک دینی مدرسے کا افتتاح کرانا
اور اس کا لاکھوں کے ہجوم میں تالیوں کی گونج میں لاؤڈ سپیکر پر خطاب کیونکر
بدعت و ناجائز ہوگا؟ اور ایک کافر مشرک کے گھر کا کھانا پکانا علمائے
دیوبند کے لئے کھانا کیسے جائز ہوگا؟ جب کہ ان کے مذہب میں جھٹکا بھی
جائز ہے + تو اس کا کھانا کیسے حرام نہ ہوگا؟



قارئین کرام۔ اگر آپ نیرید پلیدی کے ظلم و تشدد۔ جو رستم اور حیر استباد
اور پھر سید الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی غریت و جرات
ہمت و شجاعت قلب اور صبر عظیم کا احوال معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ تو محمد اسماعیل
نقشبندی کی لکھی ہوئی کتاب "عظمت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مطالعہ کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ شہر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عظمتِ امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کتاب کا پہلا اڈیشن ختم ہو چکا ہے عنقریب دوسرا اڈیشن چھپنے
والا ہے۔ اس دوسرے اڈیشن میں حدیث قیصر (قسطِ ظنیہ)
کا صحیح منقولہ رسم بیان کیا جا رہا ہے۔

جس میں یزیدی خارجی بولہ یزید بلید کو حنتی ثابت کرنے
کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ لیکن وہ اس
حدیث سے کسی طرح بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ یزید بلید جو
فاسق فاجر اور ظالم تھا قطعی حنتی ہے۔

محمد اسماعیل نقشبندی غفرلہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِبَارِكٍ وَسَلِّمْ

ماہ ربیع الاول شریف ۱۴۲۷ھ

عظمتِ امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کتاب کا پہلا اڈیشن ختم ہو چکا ہے عنقریب دوسرا اڈیشن چھپنے
والا ہے۔ اس دوسرے اڈیشن میں حدیث قیصر (قسطِ ظنیہ)
کا صحیح منقولہ رسم بیان کیا جا رہا ہے۔

جس میں یزیدی خارجی بولہ یزید بلید کو حنتی ثابت کرنے
کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ لیکن وہ اس
حدیث سے کسی طرح بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ یزید بلید جو
فاسق فاجر اور ظالم تھا قطعی حنتی ہے۔

محمد اسماعیل نقشبندی غفرلہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِبَارِكٍ وَسَلِّمْ

ماہ ربیع الاول شریف ۱۴۲۷ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَا اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ

عظمتِ حمید کبریا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَلَّ شَأْنُهُ

و
رُجُلَاتِ كَفْرِيه

انقلد

مولانا محمد اسماعیل صاحب نقشبندی